کبھی کبھی محبت حاصل کرنے کے لیئے، خود کو پہچاننے کے لیئے ہوتی ہے۔

لالی

فضاء بتول

"لالی نے جانا، محبت وہ نہیں جو سب کچھ پا کر مل لے، محبت وہ ہے جو سب کچھ کھو کر بھی ساتھ نبھائے۔"

"زندگی نے سکھایا کہ خوشیوں کے راستے آسان نہیں ہوتے، مگر جو صبر کر لے، منزل اسی کی ہوتی ہے۔"

"ہر رشتہ خون کا نہیں، ہوتا، کچھ رشتے دل کے ہوتے ہیں جو وقت کے امتحان میں سچے ثابت ہوتے ہیں۔"

"میں نے کسی سے کچھ نہیں مانگا، بس اتنا چاہا کہ میری خوشی میرا اپنا ساتھ دے۔"

لالی

فضاء بتول

جُملہ حقوق بحق مصنفہ محفوظ ہیں

نام کتاب : لالی
مصنفہ : فضاء بتول
اہتمام : علم و عرفان پبلشرز، لاہور
مطبع : آر۔آر پرنٹرز، لاہور
سن اشاعت : ستمبر 2025ء
قیمت : -/800روپے

بہترین کتاب چھپوانے کے لیے رابطہ کریں: 03009450911

ملنے کا پتہ

علم و عرفان پبلشرز
الحمد مارکیٹ، 40۔اُردو بازار، لاہور

ادارہ کا مقصد ایسی کتب کی اشاعت کرنا ہے جو تحقیق کے لحاظ سے اعلیٰ معیار کی ہوں۔اس ادارے کے تحت جو کتب شائع ہوں گی اُس کا مقصد کسی کی دل آزاری یا کسی کو نقصان پہنچانا نہیں بلکہ اشاعتی دنیا میں ایک نئی جدت پیدا کرنا ہے۔جب کوئی مصنف کتاب لکھتا ہے تو اُس میں اس کی اپنی تحقیق اور اپنے خیالات شامل ہوتے ہیں۔یہ ضروری نہیں کہ آپ اور ہمارا ادارہ مصنف کے خیالات اور تحقیق سے پوری طرح متفق ہوں۔اللہ کے فضل و کرم، انسانی طاقت اور بساط کے مطابق کمپوزنگ طباعت، تصحیح اور جلد سازی میں پوری احتیاط کی گئی ہے۔بشری تقاضے سے اگر کوئی غلطی یا صفحات درست نہ ہوں تو از راہِ کرم مطلع فرمائیں۔انشاء اللہ اگلے ایڈیشن میں ازالہ کر دیا جائے گا۔(ناشر)

انتساب!

میں دل کی گہرائیوں سے اپنے والدین کا شکریہ ادا کرتی ہوں جن کی دعائیں، قربانیاں اور محبت ہمیشہ میرے ساتھ رہیں۔ میرے دوستوں کا بھی تہہ دل سے شکریہ، جنہوں نے مشکل وقت میں حوصلہ دیا، ساتھ دیا اور میری راہنمائی کی۔ اور ان تمام لوگوں کی شکر گزار ہوں جنہوں نے اس کتاب کی تکمیل میں کسی بھی طرح میری مدد کی، چاہے وہ لفظوں میں ہو یا خاموش دعاؤں میں۔

❁ ❁

”لالی“

ایک ماں کی وہ کہانی...
جس نے وقت، زخم، اور جدائی کو چپ چاپ سہا۔...
مگر اپنی بیٹی کے نام محبت لکھنا نہیں چھوڑی۔...
وہ ناولز کی دنیا میں گم۔...
حقیقت کے رنگوں سے انجان۔...
سارہ کا دکھ، لالی کی جستجو، اور ماضی کے چھپے راز...
سب ایک ایک کر کے آنکھوں کے سامنے کھلتے ہیں۔
یہ صرف ایک ناول نہیں،
یہ اُن عورتوں کی صدا ہے
جو بولتی نہیں، صرف سہتی ہیں...
اور پھر بھی جیت جاتی ہیں۔
جو خواب لالی دیکھتی ہیں۔...
کیا وہ ایک خواب ہے یا پیغام؟؟؟

''یا خدایا!!!

پھر وہی خواب!!''

فریال ہڑبڑا کر اٹھی....اور اپنے بیڈ کے ساتھ والے drawer میں اپنی ڈائری ڈھونڈنے لگی..

وہ آج پھر اسی طرح گھبرا کر اٹھی تھی...

فریال نے اپنی ڈائری نکالی اور اوپر صفحہ نمبر ڈال کر اپنے اس دورانِ خواب کے بارے میں لکھنے لگی..

''خواب...

امی جان!! آج میں نے پھر سے وہی خواب دیکھا...

وہی خواب جس میں، میں ایک گاؤں میں رات کو برہنہ پا کھیتوں میں چل رہی تھی آسمان پر ستارے اور چاند ضرورت سے زیادہ چمک رہے تھے اور ارد گرد کوئی نہیں تھا...بس خاموشی سی تھی..اتنی خاموشی کہ اپنے دل کی تیز دھڑکن بھی سنائی دے رہی تھی...

یہ خاموشی پُرسکون نہیں تھی بے چین سی خاموشی تھی...

....وہ گاؤں جہاں ہر طرف گندم کی فصلیں لہلہا رہی تھیں، ہر طرف گھنے درخت اور پھر ایک شور سا اٹھا.....

جیسے مجھے کوئی بلا رہا ہو...

وہ ایک لڑکی کی آواز تھی...

جیسے وہ مجھے کوئی پیغام دینا چاہتی ہو کہ میں اسے ڈھونڈ لوں کیونکہ اس کی آواز میں ایک درد سا تھا...

وہ لرزتی ہوئی آواز میں بول رہی تھی..

"...لا.....لا...لالی..."

ان فصلوں کے درمیان میں آگے بڑھنے لگتی ہوں اور اسی آواز کی طرف جانے لگتی ہوں جو دور گھنے درختوں کے درمیان سے آ رہی ہوتی ہیں...

میرے پیروں میں کانٹے چُبھ رہے ہوتے ہیں..

مگر مجھے درد کا احساس نہیں ہوتا اور میں پھر بھی اسی آواز کا پیچھا کرتی ہوں...آگے بڑھ کر میرے سامنے ایک کمرہ سا آتا ہے جس پر ایک تختی لگی ہوتی ہے...

اس کمرے کا دروازہ کافی پرانا ہو چکا ہوتا ہے...

اور اس تختی پر "لالی" لکھا ہوتا ہے...

میں جیسے ہی آگے بڑھ کر اس کمرے کے دروازے تک جاتی ہوں...

تو کوئی مجھے پیچھے سے پکڑ کر اپنی طرف کھینچنے لگتا ہے...اور اسی پل میں اٹھ جاتی ہوں...

ویسے ہی خواب میں ہفتے میں ایک دو دفعہ ضرور دیکھتی ہوں..اور کبھی کبھی تو لگتا ہے کہ یہ خواب ایک اشارہ ہے..کچھ تو ہے جس سے میں انجان ہوں...تبھی تو یہ خواب مجھے بے چین کر رہا ہے...

فریال نے ڈائری دوبارہ ڈراور Drawer میں رکھی..

اور پھر موبائل اٹھا کر ٹائم دیکھنے لگی...

"لالی!!.اٹھ جاؤ!دیر ہو گئی ہے.."

"جی نو نو..اٹھ چکی ہوں..

ایک تو یہ کمبخت خواب...ہمیشہ مجھے صبح صبح اٹھا دیتا ہے میری ساری نیند خراب ہو جاتی

ہے...آج سوچا تھا چھٹی کروں گی کالج سے..."

فریال زیرِ لب بڑبڑائی...

"لالی!!ناشتہ کرلو اور سدرہ کو بھی بلالاؤ...

ایک تو یہ لڑکیاں...نہ ناشتے کا کوئی وقت نہ کھانے کا کوئی وقت ,نہ سونے کا کوئی وقت....."

نونو کی دو بیٹیاں تھیں..

فریال اور سدرہ...

شوہر کا ایکسیڈنٹ ہو گیا تھا..چند سال ہسپتال میں گزار کر اس دنیا سے چل بسے...

نونو کافی تعلیم یافتہ عورت تھی....اس تنگ دستی میں بھی نونو نے ہمت نہیں ہاری..

اس نے اپنی بیٹیوں کی تعلیم کو جاری رکھا...

پہلے تو وہ کسی اسکول میں استانی تھی...اور گھر میں بچوں کو ٹیوشن پڑھاتی تھی۔۔

سدرہ اور فریال دونوں سرکاری کالج میں پڑھ رہی تھیں...

دونوں کو اپنے گھر کے حالات کا اندازہ تھا اس لیے گھر پر ٹیوشن پڑھانے کا ذمہ سدرہ اور فریال نے لے لیا...

نونو بھی وقت کے ساتھ ساتھ کمزور پڑ رہی تھی۔اس لیے اب وہ گھر پر کپڑے سی رہی ہوتی...

نونو کے شوہر کی کچھ دکانیں تھیں جو اب کرائے پر اٹھی تھیں...گھر کا زیادہ تر خرچہ انہی دکانوں کے کرایوں سے پورا ہوتا ہے...

فریال سفید رنگ کے کپڑے پہن کر اپنے بال سکھانے کے لیے آئینے کے سامنے کھڑی ہو گئی...

غسل کے بعد اس کے گھنگھریالے بال اس کے شانوں پر پھیلے ہوئے تھے...

اس کی ایک دوست کی سالگرہ تھی اس لیے وہ اور سدرہ آج وہاں جانے والی تھیں...

فریال نے سفید رنگ کی heels پہنی اور دوپٹے کو اپنے شانوں پر پھیلا دیا...

بھورے رنگ کی آنکھیں اور گھنگھریالے بال ہمیشہ لوگوں کو فریال کی طرف متوجہ کرتے ہیں...

یہ دو خصوصیات اس کی شخصیت میں سب سے نمایاں تھیں...

وہ میک اپ کر کے آئینے کے سامنے مسکرادی...

اور اس کے گال کا گڑھا نمایاں ہو گیا...

پھر وہ اپنی الماری کی طرف بڑھی جہاں سے اس نے چادر اور ایک گفٹ پیک نکالا...

''لالی! اب آ بھی جاؤ، ناشتہ ٹھنڈا ہو رہا ہے۔''

آ رہی ہوں.. نونو.. بس ایک منٹ۔۔

کلائی پر سفید رنگ کی گھڑی پہنتی ہوئی سیڑھیوں سے اتر رہی تھی اور ساتھ ہی گنگنا بھی رہی تھی...

''لالی! تم کہاں جا رہی ہو؟''

''بتایا تو تھا نونو، عزیزہ کی سالگرہ ہے آج... ہم نے کالج سے عزیزہ کی سالگرہ کے لیے چھٹی لی ہے...

سدرہ کہاں ہے؟ نونو...

فریال ناشتے کی میز پر بیٹھ کر پوچھنے لگی۔

''کیوں وہ بھی جا رہی ہے؟''

جواب کہیں اور سے آیا...

''ہاں نا نونو!... ہم دونوں جا رہی ہیں...

سدرہ کہتی ہوئی اپنے کمرے سے نکل آئی...

سدرہ فریال کی طرح حسین تو نہ تھی... مگر وہ پر کشش ضرور تھی۔۔

اس کے اخلاق اور اس کی سادگی اسے خوبصورتی سے نواز رہی تھی...

اس کے پاس فریال جیسی خوبصورتی تو نہیں ہے۔۔
لیکن اس کا دل بہت خوبصورت ہے۔
''ارے واہ!! سدرہ تم نے بھی آج سفید رنگ کے کپڑے پہنے ہیں...''
لالی مسکراتے ہوئے کہنے لگی
لو''بھئی... ہمیں تو پوچھے بھی نا۔۔دونوں بہنیں ماں سے بھی باتیں چھپانے لگی ہیں...''
نونو خفا ہو کر باورچی خانے کی طرف چلی گئی...
سدرہ نے آنکھوں آنکھوں میں فریال کی طرف اشارہ کیا...
''کیا کریں؟
مجھے لگا تم نے بتایا ہے نونو کو۔فریال نے سدرہ سے کہا۔
یا اللہ! اب مجھ پر ڈال دو سب کچھ...
فریال نے سدرہ سے اٹھنے کو کہا اور دونوں اٹھ کر کچن کی طرف بڑھیں...
نونو خاموشی سے برتن دھو رہی تھی...
دونوں نے ایک ساتھ نونو کو گلے لگایا اور کہا۔
''یار نونو! اس بار معاف کر دیں آئندہ نہیں کریں گیں ایسا...''
''پکا؟''انہوں نے مسکرا کر پوچھا..
''ہاں پکا...''
''چلو اب جاؤ دیر ہو رہی ہے تم دونوں نے جلدی گھر بھی آنا ہے۔''

◈.....◈.....◈

''ہاشم بیٹا! اٹھ جاؤ...دیر ہو گئی ہے، ابھی تک سو رہے ہو...''
''کیا ہوا اماں؟ اتنی جلدی کون اٹھاتا ہے..''
''آج تمہاری بہن کی سالگرہ ہے اس لیے۔اس کی دوستوں نے پارٹی رکھی ہے...

اسے ڈراپ کر کے آنا ذرا... پھر مجھے بازار بھی جانا ہے کچھ سامان لینا ہے۔"

"یا خدا!... کیا زندگی ہے... کوئی سونے بھی نہیں دیتا مجھے۔"

رابعہ نے اس کے بالوں میں ہاتھ پھیرا اور مسکرائی...

اور پھر کمرے سے باہر نکل کر کچن کی طرف بڑھی...

"ہاشم! اٹھ جاؤ... میں ناشتہ بنانے لگی ہوں...."

ہاشم اور عزیزہ، رابعہ کے دو بچے تھے...

خالد انکل کی ڈیتھ کے بعد رابعہ کی زندگی کا مقصد بس یہی تھا کہ ان دونوں کو پڑھائے لکھائے اور کامیاب ہوتا دیکھیں...

ہاشم فزکس میں BS کر رہا تھا اور ساتھ ہی delivery کی جاب کر رہا تھا...

عزیزہ کا ایک ہی بھائی تھا، اس لیے آپس میں بہت قریب تھے یہ دونوں... عزیزہ اپنے کمرے سے نکل کر جب ناشتے کے لیے بیٹھی اور دیکھا...

"ہاشم بھائی! آپ ابھی تک تیار نہیں ہوئے..."

عزیزہ تنگ ہو کر کہنے لگی..

"ہاشم بھائی! میں کب سے تیار ہوں۔ آپ جلدی کریں نا...."

عزیزہ کی سالگرہ کو گھر میں بھی منایا گیا تھا...

سب سے لاڈلی جو ہے...

عزیزہ نے اپنی سالگرہ پر پنک کلر کا ڈریس پہنا تھا، جس کے گلے پر تھوڑا سا کام ہوا تھا اور اس کے ساتھ اورنج کا دوپٹہ پہنا تھا... اپنے سیاہ بالوں سے ہائی پونی ٹیل بنا کر وہ بے حد حسین لگ رہی تھی...

گلے میں چاندی کا سیٹ پہنا تھا اور ہاتھوں میں ایک سلور کلر کی Ring جو اسے فریال نے دی تھی... پاؤں میں کسے پہنے تھے وہ بھی سلور کلر کے تھے...

رابعہ اپنی بیٹی کو تیار دیکھ کر مسکرانے لگی...

''ماشاءاللہ... میری بیٹی تو آج بہت حسین لگ رہی ہیں... اللہ نظر بد سے بچائے...

''کوئی پیاری نہیں ہے اماں! یہ صرف میک اپ کا اثر ہے...''

''آج کل کوئی بھی میک اپ سے حسین بن سکتا ہے... چڑیلیں بھی...''

ہاشم اپنی شرٹ کے بٹن کو بند کرتے ہوئے باہر آیا...

عزیزہ نے ہاشم کی بات سن کر منہ بنالیا...

''ہاشم بھائی! ایک نصیحت دو آپ کو، شاید آپ کو ساری عمر سنگل رہنے سے بچالے...''

''نہیں شکریہ... میں سنگل ہی صحیح ہوں۔'' فوراً ہاشم نے جواب دیا۔

''چلو دے رہی ہوں فری میں... کسی کو اگر کچھ اچھا بولنا نہیں آتا۔ تو نہ بولا کریں چپ رہنا زیادہ اچھا ہوتا ہے۔''

عزیزہ اپنا پرس اٹھاتی ہوئی کہنے لگی...

''اب بس بھی کرو تم دونوں... کبھی اچھے الفاظ میں بھی ایک دوسرے سے بات کرلیا کرو...''

رابعہ نے دونوں کو جھڑکا...

''عزیزہ... آج تمہاری کون کون سی سہیلیاں آرہی ہیں پارٹی پر... سدرہ آرہی ہیں نا؟''

رابعہ نے پوچھا۔

''اماں... سدررا کو چھوڑیں آپ تو اس بات سے زیادہ حیران ہوں گی کہ آج فریال بھی آرہی ہے...''

''ہائے اللہ! فریال کیسے نکلی اپنے گھر سے... وہ تو گھر سے نہیں نکلتی تم نے اصرار کیا ہوگا ضرور...''

رابعہ کو حیرت ہونے لگی...

''ہاشم جلدی کرو بیٹا...''

دیر ہو رہی ہے...

رابعہ نے ہاشم کو آواز دی...

''آ رہا ہوں... موٹر سائیکل کی چابی تو لانے دو۔''

موٹر سائیکل پر بیٹھ کر عزیزہ نے ہاشم کو ایڈریس بتایا...

''عزیزہ یار.. یہ فریال کون ہے؟'' ہاشم پوچھنے لگا...

''دوست ہے میری تم نہیں جانتے اسے...''

جواب آیا...

''یہ کیسی دوست ہے وہ کبھی ہمارے گھر کیوں نہیں آئی...''

''یار سدرہ کی بڑی بہن ہے ...وہ ہم سے بڑی ہے لیکن ہم ایک ہی کلاس میں پڑھتے ہیں...

''جب ہم گاؤں میں ہوا کرتے تھے... تو ہم دونوں مدرسے ساتھ جایا کرتے تھے لیکن وہ زیادہ باہر نہیں نکلتی تھی...''

ہاشم میٹرک کے ایگزام دے کر شہر پڑھنے کے لیے آ گیا... اپنے والد کی وفات کے بعد اس نے اپنی امی اور اپنی بہن کو بھی شہر بلا لیا...

''اچھا... ہاشم کسی سوچ میں کھو گیا...

''تم کیوں پوچھ رہے ہو اس کے بارے میں؟ میری بات سن لیں ہاشم بھائی... وہ ایک سادہ لڑکی ہے اسے تنگ مت کرنا...''

ہاشم ہنسنے لگا...

''میں اسے تنگ کیوں کروں گا ایسے ہی پوچھ رہا تھا... میں زیادہ تر شہر میں رہا ہوں تو اس لیے مجھے پتہ نہیں تھا...''

◆.....◆.....◆

''یار سدرہ! میں تو آج بہت تنگ تھی... تمہیں پتہ ہے اتنے سارے لوگ تھے وہاں...
پتہ نہیں عزیزہ کے اتنے سارے دوست کیوں ہیں...''
سدرہ مسکرائی...
وہ الماری میں کپڑے رکھ رہی تھی اور کھڑکی سے باہر جھولے پر بیٹھی ہوئی فریال سے کہنے لگی...

''میری بہن... یہ تو ایک گرلز پارٹی تھی... لوگ تو آج کل اس سے بھی بڑی بڑی پارٹیوں میں جاتے ہیں... یا خدا! میں تو مر کر بھی وہاں نہ جاؤں.. اس میں بھی میں نہ جاتی ہے اگر عزیزہ نے اصرار نہ کیا ہوتا...''
سدرہ الماری میں کپڑے رکھتے ہوئے آئی اور فریال کے ساتھ باہر صحن میں جھولے پر بیٹھ گئی...

''لالی... تم تھوڑا سا social ہو جاؤ... آگے کیا کرو گی... یہ بہت ضروری ہوتا ہے...'' فریال کہنے لگی..

''میں کوشش کرتی ہوں مگر کیا کروں میں تنگ ہوتی ہوں... مجھے خاموشی زیادہ سکون دیتی ہے... میں لوگوں کے اردگرد comfortable نہیں ہوتی...''

''مجھے پتہ ہے جب انسان اپنی فطرت کے خلاف جاتا ہے تو اسے بے چینی سی ہوتی ہے لیکن تم اپنی کوشش جاری رکھو... اس دنیا میں جو اپنے لیے بات نہیں کر سکتا وہ پیچھے رہ جاتا ہے۔'' سدرہ نے لالی کے ہاتھ کو اپنے ہاتھ میں لیا اور اسے تسلی دی...

دونوں بہنوں کا پیار دیکھ کر نونو دروازے میں کھڑی مسکرا رہی تھی اور اللہ تعالیٰ سے دعا مانگ کر واپس ہو گئی... وہ جب اپنے کمرے میں گئی، تو اپنے بیڈ کے drawer میں سے اپنے مرحوم خاوند کی تصویر نکالنے لگی... اس تصویر پر ہاتھ پھیر کر اس کی آنکھیں نم ہوئیں..

اور وہ ایک سوچ میں پڑ گئی کہ کس طرح زندگی بدل جایا کرتی ہے، کس طرح انسان اپنے خیالات سے نکل کر حقیقت کو تسلیم کرتا، اور کس طرح انسان ہر ایک غم کے ساتھ رہنا سیکھ لیتا ہے...

◈ ..... ◈ ..... ◈

عزیزہ باہر صحن میں بیٹھ کر اپنی امی کو سالگرہ کی ساری تصویریں دکھا رہی تھی، اور وہ تمام تحائف بھی جو اسے ملے تھے...

''اماں یہ سارے گفٹس مجھے ملے ہیں آج... بہت مزہ آیا...''

''تم نے سدرہ اور فریال سے سعیدہ کی طبیعت دریافت کی؟...''

''ہاں اماں...''

''میں نے سعیدہ آنٹی کا پوچھا تھا ان سے... وہ کہہ رہی تھیں کہ سعیدہ آنٹی کی طبیعت کافی بہتر ہوگئی ہے...''

.....بہت دن ہوئے سعیدہ سے ملے ہوئے... سوچ رہی ہوں کل اس سے ملنے چلی جاؤں... جاؤ بیٹا دیکھ کر آؤ کہ تمہارے بھائی نے کھانا ابھی کھانا ہے یا بعد میں...''

عزیزہ نے اثبات میں سر ہلایا، اور اچھلتے ہوئے ہاشم کے کمرے کی طرف بڑھی...

''ہاشم بھائی! کھانا ابھی کھانا ہے امی پوچھ رہی ہے..''

''نہیں میں باہر سے کھا کر آیا ہوں...''

اس نے جواب دیا...

ہاشم لیپ ٹاپ پر کام کر رہا تھا اور وہ نہایت مصروف نظر آ رہا تھا...

''بس یہ assignment مکمل کرنا ہے مجھے....''

''جی ہاشم بھائی!... شب بخیر....''

عزیز دروازہ بند کرتے ہوئے نیچے آئی..

ہاشم کے کمرے میں فزکس کی کتابیں چند اس کی تصاویر اور ایک گٹار پڑا تھا...

وہ گٹار کبھی سٹور میں رکھتا تو کبھی اپنے کمرے میں...

کام مکمل کرنے کے بعد ہاشم نے اپنی ڈائری کھولی اور لکھنا شروع کیا...

''کبھی کبھی سوچتا ہوں کہ انسان کی زندگی اتنی جلدی گزر جاتی ہے، بدل جاتی ہے مجھے آج بھی

ہمارا گاؤں یاد ہے....“

جب میں وہ گاؤں چھوڑ کر شہر آیا تھا کہ اپنے گھر والوں کو ایک اچھی زندگی دے پاؤں، تب میری زندگی بہت بدلی مگر سب سے بڑی تبدیلی میری زندگی میں تب آئی جب میرے والد اس دنیا سے رخصت ہو گئے...

ہماری زندگی میں کچھ حد حادثے ایسے ہوتے ہیں جس کے بعد ہم کبھی بھی ایک جیسے نہیں رہتے...

ہمارے خواب بدل جاتے ہیں... مجھے بچپن سے ہی گٹار بجانے کا بہت شوق تھا... جب میں شہر آیا تو سب سے پہلے میں نے اپنے لیے یہی خریدا لیکن جب بابا کی ڈیتھ ہو گئی...

تب میرا یہ خواب کہیں دفن ہو گیا...

انسان پر جب ذمہ داریاں آتی ہیں اور خاص کر ایک بھائی، تو وہ صرف ایک بھائی نہیں رہتا بلکہ وہ اپنی بہن کے لیے والد کا درجہ بھی رکھتا ہے، اور اپنی ماں کے بڑھاپے کا سہارا بھی...

سوچتا ہوں کہ گاؤں والا گھر کبھی نہ بیچوں، وہاں دوبارہ چلا جاؤں...

مگر پھر میرے ذہن میں یہ سوال آتا ہے... کہ اگر وہ گھر میں تو پھر میں بچوں عزیزہ کی شادی کیسے کراؤں گا...

اس کی منگنی تو ہو گئی ہے مگر شادی ابھی بھی رہتی ہے... خیر وہ ابھی چھوٹی ہے بارھویں جماعت میں پڑھ رہی ہیں...

امی کی خواہشات پوری کرنی ہے اور ضروریات بھی

”ہاشم بیٹا! ابھی تک سوئے نہیں تم...“

رابعہ کمرے میں داخل ہوئی...

جی اماں! بس سونے والا تھا...

”کیا ہوا؟ پریشان لگ رہے ہو....“

''کچھ نہیں اماں!! آج عزیزہ کی سالگرہ تھی تو اس کی شادی کے بارے میں سوچ رہا ہوں...''

ہاشم نے کہا...

''وحید سے بات ہوئی ہے میری...اس کی بینک میں جاب لگ گئی ہے...

رابعہ کہنے لگی...

''وحید کی امی بھی شادی کی تاریخ مانگ رہی تھی...میں نے تھوڑا سا وقت مانگا ہے...

''مگر اماں...عزیزہ کی شادی اتنی جلدی کیوں کر رہی ہیں آپ، ابھی تو اس کی پڑھائی بھی مکمل نہیں ہوئی...میں تو صرف سوچ رہا تھا لیکن اتنی جلدی نہیں کرانا چاہتا میں عزیزہ کی شادی...

ہاشم اداسی سے کہنے لگا...

''اس کی پڑھائی کی فکر مت کرو...وحید کہہ رہا تھا کہ آگے کی پڑھائی وہ اسے کرا دے گا...''

رابعہ کہنے لگی...

''امی جان! مجھے لگتا ہے کہ ہمیں یہ فیصلہ عزیزہ پر چھوڑ دینا چاہیے...اگر وہ یہاں سے اپنی پڑھائی مکمل کرنا چاہتی ہے تو پھر ہم اسے یہیں سے پڑھائیں گے اور اگر وہ شادی کے بعد پڑھائی مکمل کرنا چاہتی ہے تو اس کی اپنی مرضی...

ہاشم کی بات سن کر رابعہ اثبات میں سر ہلانے لگی...

''اچھا! میں سوچ رہی تھی...کہ گاؤں والا گھر اور کچھ زیورات بیچ کر عزیزہ کی شادی کی تیاری ابھی سے شروع کر دیتے ہیں...''

رابعہ سوچ سوچ کر بتا رہی تھی...

''نہیں امی جان! میں وہ گاؤں والا گھر نہیں بیچ سکتا...سوچ رہا ہوں عزیزہ کی شادی کے بعد ہم دونوں واپس اس گاؤں چلے جائیں...مجھے اپنے گاؤں کی بہت یاد آتی ہے''...ہاشم نے اپنی رائے پیش کی...

''مگر کیوں بیٹا! ایسی کیا وجہ ہے؟ اور اگر ہم نے وہ گھر نہیں بیچا تو ہم شادی کی تیاریاں کیسے

کریں گے؟"

"اس کی فکر آپ مت کریں... میرے BS کا آخری سیمسٹر چل رہا ہے..."

اور ایک کالج میں مجھے نوکری بھی مل گئی ہے... وہاں فزکس پڑھاؤں گا میں...

"ارے واہ! یہ تو بہت خوشخبری کی بات ہے تم نے ہمیں بتایا کیوں نہیں؟"

رابعہ خوشی سے کھل اٹھی اور اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنے لگی...

"میں بھول گیا تھا... ہاشم نے جواب دیا..."

"یہ کیا! یہ بھی کوئی بھولنے والی بات ہے.. چلو خیر اب سو جاؤ، کل بات کریں گے ہم اس پر اور زیادہ نہ سوچو..."

"شب بخیر اماں..."

رابعہ ہاشم کے ماتھے کو چوم کر باہر چلی گئی...

ہاشم نے بیڈ کے ساتھ ٹیک لگائی اور آنکھیں بند کر لیں...

"پتہ نہیں تم کہاں ہو... میں آج بھی تمہیں ڈھونڈھ رہا ہوں..."

ہاشم مسکرایا....

اس نے اپنی ڈائری کھولی اور دوبارہ لکھنا شروع کیا...

◈ ..... ◈ ..... ◈

"لالی اٹھ جاؤ... کالج کے لیے دیر ہو رہی ہے.. نونو نے لالی کو آواز دی...

لالی نے کوئی جواب نہیں دیا۔"

نونو اوپر چڑھ کر لالی کے کمرے میں گئی.. تو دیکھا کہ لالی سو رہی ہے...

"لالی! ابھی تک سو رہی ہو..." انہوں نے اس کا ماتھا چھوا اور ایک دم ہاتھ ہٹا دیا... "لالی تمہیں تو اتنا تیز بخار ہے... اور تم اتنی گرمی میں بھی سو رہی ہو..."

"نونو! میرا دل خراب ہو رہا ہے.."

لالی نے کمزور آواز میں کہا

''سدرہ! پانی اور تولیہ لانا ذرا... خدایا... تم نے کچھ الٹا سیدھا ہی کھایا ہوگا کل سالگرہ پر...''

مائیں سارا الزام یا تو فون پر ڈالتی ہیں یا دوستوں پر...

سدرہ پانی کا bowl اور ایک تولیہ لے کر آئی اور نونو کو پکڑا دیا..

''سدرہ! تم کالج جاؤ تمہیں دیر ہو رہی ہے.. لالی کی طبیعت تو بہت خراب ہے...''

نونو نے سدرہ سے کہا...

''اچھا لالی! اپنا خیال رکھنا...''

سدرہ چادر اوڑھتے ہوئے باہر چلی گئی...

''فی امان اللہ...''

نونو نے سدرہ کو مخاطب کیا...

تھوڑی دیر بعد سدرہ کی آواز آئی...

''دیکھیں اماں! رابعہ آنٹی آئی ہیں..''

نونو جلدی سے باہر آ گئی...

''اچھا!!! رابعہ

کیسی ہو؟''

بہت دنوں بعد آئی تم تو بھول ہی گئی ہو مجھے...''

انہوں نے رابعہ کا استقبال کیا...

''بالکل ٹھیک! الحمدللہ... آپ سنائیں؟''

''فریال کالج نہیں جا رہی سدرہ...''

رابعہ سدرہ سے پوچھنے لگی...

''نہیں آنٹی! اسے بخار ہے... اس لیے صرف میں جا رہی ہوں...

یہ سدرہ کہتے ہوئے گھر سے باہر نکل گئی...

''خیر سے جاؤ...''

رابعہ نے دعا دی...

''سعیدہ بیگم...اور سنائیں بچیاں کیسی ہیں...میں نے سنا تھا کہ آپ کی طبیعت خراب ہوئی ہے...''

''ارے نہیں رابعہ! بس اب تو عمر گزر رہی ہے لڑکیاں بھی بڑی ہو رہی ہیں...اور بیماری تو بڑھتی ہوئی عمر کا تقاضا ہے...'' نونو نے گہری سانس لی...

''اور ایک بات پوچھوں...

یہ فریال کے خاندان والوں نے اس کو ڈھونڈا نہیں؟''

''رابعہ بیگم! اب وہ میری ذمہ داری ہے اس کی ماں نے یہ ذمہ داری مجھے دے رکھی ہے، اور میں اسے نبھا رہی ہوں...اس کی ماں میری سب سے قریبی دوست تھی...اللہ اسے جنت میں اعلیٰ مقام دے...اور فریال بالکل میری بیٹی کی طرح ہے...''

سعیدہ کہنے لگی! ''فریال کو تو پتہ ہے نا؟ سب کچھ؟''

''ہاں پتہ ہے بس سدرہ کو نہیں بتایا...فریال کو پتہ ہے اسے یاد ہے کہ اس کی ماں کوئی اور تھی اور میں نے بھی اسے یہی بتایا ہے، میں نہیں چاہتی کہ وہ اپنی ماں کو بھول جائے اور وہ ساری زندگی کسی اور کو اپنی ماں سمجھے...میں چاہتی ہوں کہ وہ ہمیشہ اپنی ماں کو یاد رکھے...''

''سعیدہ بیگم! میں آپ سے ایک بات کرنے آئی ہوں...''

رابعہ سعیدہ کے ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر کہنے لگی...

سعیدہ رابعہ کی طرف متوجہ ہوئی...

''سدرہ اور فریال عزیزہ کی سب سے قریبی سہیلیاں ہیں...ادھر مردان میں بھی ہمارا ایک اچھا وقت گزرا ہے اور یہاں پر بھی...میں چاہتی ہوں کہ ہماری اس دوستی کو اب ایک رشتہ داری کا نام

دے دیا جائے..."

تمہاری بیٹی سدرہ کا ہاتھ مانگنے آئی ہوں میں اپنے ہاشم کے لیے...

سعیدہ کچھ دیر کے لیے سوچ میں پڑ گئی اور پھر کہنے لگی...

"ہاشم تو مجھے اپنے بچوں جیسا لگتا ہے... مگر ابھی تو سدرہ اور فریال دونوں پڑھ رہی ہیں...

بہر حال میں پھر بھی سدرہ سے بات کرتی ہوں..."

"خیر آپ تسلی سے سدرہ سے بات کر لیں... ابھی کوئی جلدی نہیں سدرہ اور ہاشم کی پڑھائی کے بعد ہم بات کر لیں گے..."

سعیدہ نے اثبات میں سر ہلایا...

◈.....◈.....◈

لالی کی طبیعت تھوڑی سی بہتر ہوئی، مگر وہ جب بھی اپنی ماں کے پیچھے خفا ہوتی ہے وہ بیمار ہو جاتی ہے...

اسے نونو نے بتایا کہ اس کی ماں اب اس دنیا میں نہیں ہیں لیکن پھر بھی اسے لگتا ہے کہ وہ ہے وہ کہیں پر تو ہے... وہ خواب جو وہ ہر ہفتے میں ایک بار ضرور دیکھتی ہے... اسے لگتا ہے کہ یہی خواب اسے اس کی ماں تک پہنچائے جائے گا...

"ماں آپ کہاں ہیں؟ کوئی کیسے چھوڑتا ہے اپنی بیٹی کو.. مجھے ضرورت ہے آپ کی... میں جب بھی نونو اور سدرہ کو دیکھتی ہوں تو مجھے آپ کی یاد آتی ہے، ہاں نونو مجھ سے بہت پیار کرتی ہے وہ میرا بہت خیال رکھتی ہے مگر کوئی اس دنیا میں ماں کے برابر تو نہیں ہو سکتا... مجھے آپ کی طرح بننا ہے آپ کی عادات کیسی ہیں... آپ کو کیا پسند ہے، کیا برا لگتا ہے..."

لالی روتے ہوئے بچوں کی طرح اپنی ماں سے باتیں کر رہی تھی جیسے وہ سن رہی ہو...

لالی نے ہاتھ آگے بڑھا کر ڈائری نکالی اور اس کا پہلا صفحہ کھولا... اس ڈائری میں سرخ پھول کے سوکھے پتے پڑے ہوئے تھے...

اس کی آنکھوں کے سامنے سے منظر غائب ہو گیا، اور وہ پتے اسے زندگی کے ان لمحوں تک لے گئے جو لالی کے لیے سب سے زیادہ قیمتی تھے... وہی چھوٹی سی نہر کا کنارہ جہاں لالی اپنی ماں کے ساتھ بیٹھی تھی... ڈھلتے ہوئے سورج کی مدھم کرنیں بادلوں میں سے نکل رہی تھی... جب اس نے پہلی دفعہ اپنی ماں کو دیکھا تھا...

نونو اسے کہتی تھی کہ اس کی ماں ایک پری کی طرح ہے... وہ بہت خوبصورت ہے، اور اگر وہ اس سے باتیں کرے گی تو وہ جہاں بھی ہو گی وہ سن لے گی، اگر لالی کبھی اس سے پکارے گی تو وہ سن لے گی...

(ایک حسین یاد)

لالی کی ماں کہنے لگی...

"مجھے یہ جگہ بہت پسند ہے..."

اور پھر وہ کہنے لگی...

"تمہیں پتہ ہے لالی... مجھے لائبریری کا آخری شیلف کیوں پسند ہے..."

ننھی سی لالی نے معصومیت سے کہا...

"کیوں امی؟"

"کیونکہ وہاں یادیں ہوتی ہیں بہت ساری، آخری شیلف میں دنیا کی سب سے پرانی کتابوں کو رکھا جاتا ہے، اور وہ کتابیں لوگوں کے استعمال سے زرد پڑ گئی ہوتی ہیں، ان کے صفحات انگلیوں کی پوروں سے نرم پڑ چکے ہوتے ہیں آنسو کے نشان، بک مارک جو لوگوں سے بھول گئے ہوتے ہیں یا سرخ پھولوں کے سوکھے پتے بھی پڑے ہوتے ہیں..."

سرخ پھولوں کے پتے کسی محبت کی یادگار ہوتے ہیں، اور وہ اسی یاد کو تازہ کرنے کے لیے کتابوں کی دنیا میں قید کر لیے جاتے ہیں...

"یہ کسی کا انتظار کرنے کی نشانی بھی ہوتی ہے اور محبت کی بھی..."

لالی کی امی مسکرائی اور اس مسکراہٹ میں یادوں کے زخم تازہ ہو گئے اور وہ دوبارہ یادوں کی دنیا میں کھو گئی...

پھر تھوڑی دیر بعد جب وہ اپنی یادوں کی دنیا سے واپس آئی... اور پھر لالی کو رخصت کر کے واپس چلی گئی...

لالی ان سرخ پتوں کو دیکھ کر... رونے لگی، اسے اپنی ماں کے ساتھ گزارا ہوا یہ ایک واحد لمحہ بہت اچھے سے یاد تھا۔ وہ اسی یاد کو تازہ کرنے کے لیے سرخ پھولوں کے پتوں کو اکٹھا کرتی...

اس دن کے بعد نونو ہمیشہ اسے اسی نہر کے کنارے لے کر جاتی اور اس سے وہاں پوچھتی کہ تمہاری ماں نے تمہیں کیا بتایا تھا...

نونو چاہتی تھی کہ لالی کبھی بھی اپنی ماں کے ساتھ گزارا ہوا وقت نہ بھولے...

اس لیے وہ ہمیشہ اس سے پوچھتی کہ تمہاری ماں نے تمہیں کیا بتایا، اور لالی ہر بار کی طرح بہت تفصیل سے نونو کو وہ واقعہ سناتی...

لالی نے ڈائری بند کر دی، اور سونے کی کوشش کی... لیکن اب اسے نیند کہاں آئے گی...

◈.....◈.....◈

رنگا رنگ کہانیوں سے سجا، خوبصورت اور دلکش

سوہنی ڈائجسٹ

SohniDigest.Com

اگر آپ بھی لکھ رہے ہیں اور اُردو قارئین کی تلاش میں ہیں تو اپنی کہانیاں Inpage میں کمپوز (ٹائپ) کر کے پورے اعتماد کے ساتھ سوہنی ڈائجسٹ میں بھیجیے۔ نئے لکھنے والوں کی حوصلہ افزائی کی جاتی ہے۔

ابھی sohnidigest@gmail.com پر ای میل کریں۔

ہاشم جب رات کو گھر آیا تو بہت تھکا ہوا لگ رہا تھا...

''ہاشم بیٹا! اتنی دیر کہاں تھے؟ میں اور عزیزہ پریشان ہو رہے تھے۔'' رابعہ نے ہاشم سے پوچھا

''اماں! دوستوں کے ساتھ تھا کچھ کام کرنا تھا اور پھر وقت کا اندازہ ہی نہیں ہوا۔''

''کھانا کھالیا ہے یا نہیں؟''

''ہاں کھالیا ہے بس تھوڑا سا فریش ہونا ہے۔'' یہ کہہ کر اپنے کمرے کی طرف بڑھا...

''کچھ دودھ وغیرہ گرم کروں تمہارے لیے؟''

''نہیں امی جان! آپ سو جائیں۔''

ہاشم اپنے کمرے میں داخل ہوا اور زیادہ تھک جانے کی وجہ سے بستر پر جوتوں سمیت ہی لیٹ گیا...

اس کے بھورے بال جو سیٹ نہ بھی ہوں تو بہت پُرکشش لگتے ہیں...اور اس کی بھوری آنکھیں جس میں فکر ہی فکر تھی...وہ اپنے ہم عمر لڑکوں سے زیادہ سنجیدہ تھا... برا وقت انسان کو بہت جلدی بڑا کر دیتا ہے...جوانی کے نشے ان پر غالب ہوتے ہیں جن کی زندگی بے فکر ہوتی ہے اور جن کا باپ زندہ ہوتا ہے...

تھوڑی دیر بعد اس نے ڈائری نکالی اور الماری کا دروازہ بند کیا... بند کرتے وقت اس کی نظر اس کے گٹار پر پڑی اور وہ زخمی سا مسکرایا...

پھر وہ اپنے بیڈ پر آ کر بیٹھا، اور ڈائری کھول کر لکھنا شروع کیا...

''لوگ اکثر پوچھتے ہیں کہ انسان ڈائری کیوں لکھتا ہے...انسان ڈائری اس لیے لکھتا ہے کیونکہ اس کو سننے والا نہیں ہوتا۔ وہ اپنی پریشانیاں لوگوں سے چھپاتا ہے...اور سچ تو یہی کہ لوگ اپنی ڈائری میں بھی سچ نہیں لکھتے...کچھ خواہشات ایسی بھی ہوتی ہیں جو کبھی پوری نہیں ہوسکتیں مگر ان کے بنا زندگی بہت ادھوری لگتی ہے...کیونکہ وہی ہمارا اصل ہوتا ہے...وہ گٹار میں نے بہت مان سے خریدا تھا...

مگر اپنی خواہشات کی تکمیل صرف ان کے لیے ممکن ہوتی ہے جن کی ضروریات پوری ہوتی ہیں...

مجھے میری زندگی میں اس لڑکی کی تلاش ہے...مجھے آج بھی یاد ہے...اس کے گھنگھریالے بال اور اس کی بھوری آنکھیں...

جب وہ مسکراتی تو اس کے گال کا گڑھا ظاہر ہوجاتا ہے...

وہ مسکراتی ہوتی اور بھی حسین لگتی...

میں صرف اس سے ایک ہی بار ہی ملا تھا...جب مجھے دو دن بعد شہر جانا تھا...

اس وقت میری عمر 16 سال تھی...

میں نے اس سے زیادہ حسین لڑکی آج تک نہیں دیکھی...

میں جب اس سے ملا تو مجھے لگا جیسے وہ چھوٹی سی نہر جھیل کی طرح ہو اور وہ لڑکی ایک پری کی طرح...

اور بے اختیار میرے منہ سے نکلا...

پری!

وہ نہیں مڑی مگر میری نظروں کی تپش اسے بے چین کرگئی اور وہ اِدھر اُدھر دیکھنے لگی...

پری! میں نے پھر سے آواز دی

میری طرف دیکھنے لگی اور کہا...

''میرا نام پری نہیں ہے! میرا نام لالی ہے...''

میں اس کے سامنے آیا اور مسکرایا: ''مگر جھیلوں پر تو پریاں آتی ہیں...''

یہ سن کر وہ مسکرائی اور اس کے گال کا گڑھا ظاہر ہو گیا...

اس کے ہاتھ میں ایک ڈائری تھی...

''تم کچھ لکھ رہی ہوں...''

ہاں

اس نے جواب دیا...

اس نے آسمان کی طرف دیکھا اور پھر میری طرف متوجہ ہوئی...

''میں تم سے کل ملوں گی اب مجھے جانا ہوگا...''

میں نے بغیر کچھ کہے اسے جانے دیا...

کل میں اسی وقت دوبارہ آیا اور دیکھا کہ لالی کے ہاتھ میں ایک سرخ پھول اور ساتھ میں ایک عورت بھی ہے...

وہ عورت مسلسل اس سے باتیں کر رہی تھی...

اور لالی خاموشی سے سرخ پھول کے پتوں کو الگ کر کے اپنی ڈائری میں رکھ رہی تھی...

میں نے اس عورت کا چہرہ نہیں دیکھا...

جب میں آگے بڑھ رہا تھا تو لالی میری طرف آئی اور کہنے لگی...

''تمہیں پتہ ہے پریاں کبھی آزاد نہیں ہوتیں...''

وہ ہمیشہ قید میں رکھی جاتی ہیں...

ان کا کوئی اپنا بھی نہیں ہوتا...

کیا تم مجھے بچانے آؤ گے؟

میں اثبات میں سر ہلانے لگا تو وہ ہنسنے لگی...

''چلو آج سے ہم دوست ہیں...
میں تمہیں لائبریری کے آخری شیلف میں ملوں گی...
وہ کہہ کر وہاں سے اس عورت کی طرف بھاگی اور مجھے جانے کا اشارہ کیا...
مجھے سمجھ نہیں آ رہا تھا کہ وہ لائبریری کا آخری شیلف کہاں ہوگا، مجھے یہ بھی نہیں پتہ تھا کہ وہ کون سی لائبریری کی بات کر رہی تھی...
شہر میں آ کر جب میں کالج میں داخل ہوا تب سے لے کر آج تک ہر لائبریری کے آخری شیلف میں ایک عرصہ گزار آیا ہوں مگر وہ مجھے نہیں ملی...
جب بھی میں سوچتا ہوں کہ اسے بھول جاؤں، تب مجھے اپنا کیا ہوا وعدہ یاد آتا ہے اس نے پوچھا تھا کہ میں اسے بچانے آؤں گا یا نہیں...
اور میں نے اقرار کیا تھا کہ میں سے بچاؤں گا.....
پر وہ کہاں ہے؟ مجھے نہیں پتا..
ہاشم نے اپنی ڈائری بند کی کیونکہ وہ اب واقعی تھک چکا تھا...

◈.....◈.....◈

شام کا وقت تھا...
اور رابعہ، سعیدہ کے ساتھ بیٹھ کر سبزی کاٹنے میں مدد کر رہی تھی...
''سدرہ چائے لے آؤ...رابعہ آنٹی کے لیے...''
''جی اماں ابھی لائی...سدرہ نے آواز دی...''
''ارے سعیدہ چائے کی کوئی ضرورت نہیں ہے...ابھی بچوں کو ٹیوشن کرا کے تھک گئی ہوگی...'' بچاری سدرہ
تھوڑی دیر بعد سدرہ چائے کے ساتھ بسکٹ بھی پلیٹ میں لے آئی...
''سدرہ جا کر لالی کو دیکھ آؤ...وہ کب سے سو رہی ہے...کچھ کھانے کا دو بچاری کو...

''جی نونو...'' سدرہ لالی کے کمرے کی طرف بڑھی...

لالی دو دن سے بیمار تھی... نہ وہ کالج گئی تھی اور نہ بستر سے اٹھی...

''ویسے کافی پیاری ہے لالی مگر باتیں نہیں کرتی زیادہ...'' رابعہ کہنے لگی...

''ہاں بس! اس کی فطرت بہت خاموش سی ہے...''

◈ ..... ◈ ..... ◈

''لالی اٹھ جاؤ! پورا دن سو رہی ہو تم..''

سدرہ نے لالی کے کمرے میں داخل ہوتے ہی کہا۔ اس نے کھڑکی سے پردہ ہٹایا...

''دیکھو تو سہی، شام کا وقت ہے... کچھ کھا پی لو...''

لالی اٹھنے لگی مگر کمزوری کی وجہ سے اٹھ نہ سکی...

سدرہ نے اسے سہارا دے کر اٹھایا تو وہ مسکرائی...

زندگی میں مشکلات کے وقت کوئی اپنا نہ ملے تو پرائے سہارا دینے لگتے ہیں... مگر یہاں تو اپنے پرائے بن چکے ہیں اور پرائے اپنے ہیں سمجھ نہیں آ رہا... اپنا وہ نہیں ہوتا... جو آپ کو چھوڑ جائے...

''نونو پوچھ رہی ہے تمہارا... رابعہ آنٹی بھی نیچے بار بار تمہارا ہی ذکر کر رہی ہیں...''

''رابعہ آنٹی... وہ تو کل آئی تھی نا...''

''ہاں وہ آج بھی آئی ہیں اور کل بھی آئی تھیں...''

جب لالی نیچے آئی تو نونو مغرب کی نماز پڑھ رہی تھی... وہ آئی اور جائے نماز کے ایک کونے پر لیٹ گئی...

نونو نے نماز ختم کی تو وہ ذکر کرنے لگی اور ساتھ ہی لالی کے اوپر پھونکنے لگی...

لالی ایسے ہی کیا کرتی تھی نونو کے ساتھ جائے نماز پر لیٹ جایا کرتی تھی کیونکہ وہاں اسے سکون ملتا تھا...

''ایک بات پوچھوں نونو...''

''جی پوچھو بیٹا!''

جواب آیا...

''آپ کو میں اور سدرہ نونو کیوں بلاتے ہیں...''

نونو مسکرائی...

''جب تم پیدا ہوئی...تو تمہیں جب بھی بھوک لگتی تو تم نونو کہتی...''اور میں نے تمہیں کبھی بھی یہ نہیں کہا کہ تم مجھے ماں بلاؤ، اس لیے میں نے تمہیں ہمیشہ سے یہی بتایا کہ تمہاری ماں کوئی اور ہے...کیونکہ میں نہیں چاہتی تھی کہ تم اپنی ماں کو بھول جاؤ...اور تم بھی یہ مت سمجھنا کہ تمہاری ماں تمہیں بھول گئی ہے کسی دن تمہیں پتہ چلے گا کہ تمہاری ماں نے تمہارے لیے کیا کیا ہے...اور اس بات کا پتہ تم نے خود ہی لگانا ہوگا میری بیٹی...میں نے تمہیں اپنی بیٹیوں کی طرح ہی پالا پالا ہے مگر میں کبھی یہ نہیں کہوں گی کہ تم مجھے سارا کا درجہ دو...اس نے تمہارے لیے بہت کچھ کیا ہے جو میں نہیں کر سکتی، اور اس بات کا پتہ تم نے خود لگانا ہوگا...

پھر جب سدرہ پیدا ہوئی...تو وہ بھی تمہیں دیکھ کر مجھے نونو بلانے لگی...

''نونو...''

لالی نے معصومیت سے کہا...

''میرے گھر والے کیسے تھے؟ میرا خاندان کیسا تھا اور میری ماں کیسی تھی؟

مجھے کسی کا نہیں پتہ میں جاننا چاہتی ہوں اپنے خاندان کے بارے میں...اور میرے والد کیسے تھے؟ اور وہ کہاں ہیں؟''

سعیدہ نے گہری سانس لی...

''جب صحیح وقت آئے گا تو تمہیں سب کچھ پتہ چل جائے گا لالی...اپنے ماضی میں دیکھو گی تو آگے کیسے بڑھ پاؤ گی...''

''نونو میں ہمیشہ ایسے خواب دیکھتی ہوں جس سے مجھے لگتا ہے، جیسے مجھے کچھ جاننے کی ضرورت

ہے کچھ ایسا ہے میری زندگی میں جو نامکمل ہے...

لالی نے نونو کی گود سے سر اٹھا کر کہا...

''کچھ خوابوں کی تعبیر نکالنا ہمارے لیے برا ثابت ہوتا ہے بیٹا...''

''لالی!'' سدرہ کمرے سے باہر آئی....

''یہ والے کپڑے استری کرنے ہیں تمہارے کالج کے لیے؟''

''ہاں کر دو...''

لالی نے جواب دیا۔

''چلو اب جاؤ کمرے میں۔ فریش ہو جاؤ... نماز پڑھو... سب کچھ ٹھیک ہو جائے گا فکر مت کرو...''

لالی مسکرا کر اپنے کمرے کی طرف بڑھی...

◈.....◈.....◈

''یار یہ فزکس کی کلاس تو بہت بورنگ ہوتی ہے، نہ کچھ سمجھ آتا ہے نہ کچھ یاد رہتا ہے...''

سدرہ عزیزہ سے کہہ رہی تھی...

''میں نے گھر میں اپنے بھائی کی وجہ سے فزکس پڑھ لی ہیں... ہر طرف فزکس کی کتابیں... میں تو عادی ہو گئی ہوں اب اس سبجیکٹ کی...''

عزیزہ ہنسنے لگی...

''اور یہ فریال کہاں غائب ہو جاتی ہے...؟''

عزیزہ نے پوچھا...

سدرہ نے جواب دیا...

''وہ ایک ہی جگہ ہو سکتی ہے جہاں اسے خوشی ملتی ہے... تم بتا سکتی ہو عزیزہ وہ کہاں ہو گی؟

عزیزہ نے ہنس کر جواب دیا...''

''لائبریری؟''

''کوئی شک!!'' سدرہ اور عزیزہ ہنسنے لگیں...''

''چلو آؤ canteen! جاتے ہیں تو فریال کے لیے بھی کچھ لے جاتے ہیں...''

''صبر کرو! میں ذرا ہاشم بھائی کو کال کروں کہ وہ مجھے پک کرنے آجائیں...''

عزیزہ نے بیگ سے فون نکالا...

◈.....◈.....◈

''ہاشم بیٹا کہاں ہو تم؟''

رابعہ نے ہاشم کو آواز دی...

حالات اب کچھ بہتر ہو گئے تھے ہاشم کو ایک اچھے سے کالج میں جاب مل گئی تھی...

اس لیے ہاشم نے گھر میں ایک ملازمہ رکھ لی تا کہ اس کی ماں کو گھر کا کام نہ کرنا پڑے...

''رقیہ بتا رہی تھی کہ تم یونیورسٹی سے آگئے ہو؟''

''ہاں اماں! بس کلاس ایک ہی تھی اس لیے جلدی آگیا؟''

''چلو جا کر عزیزہ کو پک کرو کب سے انتظار کر رہی ہو گی تمہارا...''

رابعہ نے ہاشم سے کہا...

''اور رات کو کہیں جانا مت مجھے تم سے ضروری بات کرنی ہے...''

یہ کہہ کر رابعہ کمرے سے باہر آئیں...

''جی امی! بات ہو گئی ہے میری اسی کو لینے جا رہا ہوں..''

''رقیہ جا کر ہاشم کا روم صاف کر دو...''

''جی بی بی جی!''

رقیہ ہاشم کے کمرے میں چلی ہو گئی...

ہاشم ہاتھ میں چابی گھماتا ہوا باہر چلا گیا...

رابعہ کچن کی طرف بڑھی...

◈.....◈.....◈

''رقیہ چائے لے آؤ! ہاشم کے لیے..''

ہاشم چائے کا بہت شوقین تھا، وہ دن میں چار پانچ مرتبہ چائے ضرور پیتا تھا اور وہ بھی بہت کڑوی سی...

''عزیزہ کہاں ہے؟''

ہاشم نے پوچھا۔

''اپنے کمرے میں ہوگی...''

جواب آیا۔

''ہاشم! مجھے تم سے ایک ضروری بات کرنی ہے بہت ضروری...''

ہاشم چائے کا کپ میز پر رکھ کر اپنی ماں کی طرف متوجہ ہوا...

''سن رہا ہوں امی جان! آپ بولیں...''

''دیکھو ہاشم! تمہاری پڑھائی مکمل ہونے والی ہے...ابھی تو تمہاری شادی کی عمر ہے...میں چاہتی ہوں کہ تم اپنا گھر بساؤ...''

رابعہ نے بات شروع کی...

''تو؟'' ہاشم کا لہجہ سخت پڑ گیا...

''سعیدہ بیگم کی بیٹی سدرہ مجھے بہت اچھی لگتی ہیں پڑھی لکھی ہے، اور عزیزہ کی دوست بھی ہیں ہے۔''

''اچھا پھر؟'' ہاشم نے جواب دیا..

''مجھے وہ اپنے لیے بہو کے طور پر بہت پسند ہیں...''

''امی! آپ کو وہ پسند ہے مگر مجھے نہیں ہے...''

ہاشم نے یک دم جواب دیا...

''کیا کمی ہے اس میں؟''

رابعہ نے پوچھا...

امی جان! کسی کو reject کرنے کی وجہ اس میں کمی ہونا نہیں ہوتا..وہ ایک اچھی لڑکی ہے یہ مجھے پتہ ہے عزیزہ کی دوست ہیں یہ بھی مجھے پتہ ہے،لیکن میں اس سے شادی نہیں کرسکتا...

ہاشم نے تفصیل سے بتایا...

''کیا کوئی اور پسند ہے تمہیں؟''

''تم بتادو ہم اس کا ہاتھ مان لیں گے...''

رابعہ کہنے لگی...

ہاشم زخمی سا مسکرایا...

''جی امی جان! کوئی ہے جو مجھے بہت پسند ہے...''

''کون ہے وہ؟ کہاں رہتی ہے؟ کچھ تو بتاؤ؟ اور تم نے ابھی تک ہمیں بتایا کیوں نہیں...''

رابعہ حیران ہوئی...

''امی جان! مجھے نہیں پتہ...مگر میں اس کے علاوہ کسی کو بھی اپنی شریک حیات نہیں بنا سکتا...''

وہ اب واقعی تھک چکا تھا...وہ خاموشی سے وہاں سے چلا گیا...

رابعہ پیچھے اس آدھے کپ چائے کو دیکھ رہی تھی جو ہاشم سے رہ گئی تھی...

''کیا کروں! میرے خدایا! میرے بیٹے کے سارے مسائل حل کرنا میرے مالک...''

ہاشم کمرے میں آکر بیڈ پر لیٹ گیا...

ایک آنسو اس کی گال سے بہہ کر تکیے میں جذب ہوگیا...

تھوڑی دیر بعد اٹھا اور الماری سے اپنی ڈائری اٹھانے لگا...

اسے کوئی سننے والا نہیں تھا...

اصل میں صرف کچھ لکھ نہیں رہا تھا بلکہ اپنے بوجھ کو ہلکا کرنے کے لیے اپنے دل کے زخم سے نکلے ہوئے خون کو اوراق میں بھر رہا تھا...

''آج پھر امی نے مجھ سے پوچھا...

کسی سدرہ نامی لڑکی سے رشتہ بنانے کا مگر میں کیا کروں، میں چاہ کر بھی تمہیں بھلا نہیں سکتا مجھے تو یہ بھی نہیں پتہ کہ ان آٹھ سالوں میں تم کیسی دکھتی ہوگی... تمہارا پورا نام کیا ہے، تمہیں سرخ پھولوں کے پتوں اور لائبریری کے آخری شیلف کے علاوہ اور کیا پسند ہے... کیا تم مجھے بھول گئی ہوگی یا جس طرح میں تمہیں ڈھونڈ رہا ہوں تم بھی مجھے اسی طرح ڈھونڈ رہی ہوگی... کیا تمہیں بھی ڈر لگتا ہے، جب تم خود کو میرے علاوہ کسی اور کے ساتھ تصور کرتی ہو، کیا ہمارا مل جانا تمہیں، ناممکن لگتا ہے یا نہیں... مجھے تم سے کیا ہوا وعدہ کبھی نہیں بھولتا، مجھ سے تمہاری نظروں میں بھری امید نہیں بھولتی، میں نے تمہارے لیے شہر کی ہر لائبریری میں وقت گزارا ہے... بس سوائے ایک لائبریری کے جہاں میری بہن پڑھتی ہے... تم کہاں ہو؟ میں ہر لائبری کا آخری شیلف دیکھ کر آیا ہوں مگر وہاں تم نہیں تھی... تم سے کیا ہوا وعدہ آج بھی یاد ہے مجھے... میں نے تمہیں پہلی مرتبہ دیکھا تو میرا دل کیا میں تم سے دوستی کرلوں، اور یہ دوستی کب محبت میں بدل گئی مجھے پتہ ہی نہیں چلا... کیا ہم کبھی مل پائیں گے؟''

◈.....◈.....◈

فریال اپنے کمرے میں کھڑی الماری سیٹ کر رہی تھی...

سدرہ کمرے میں داخل ہوئی الماری کے ساتھ کرسی پر بیٹھ کر فون دیکھنے لگی...

''یار لالی... تمہیں کبھی محسوس ہوا ہے کہ ہم دونوں ایک دوسرے سے کتنی مختلف ہیں...

پتہ ہے کسی کو کالج میں یقین بھی نہیں آتا کہ ہم دونوں بہنیں ہیں...

سدرہ کہنے لگی...

''اور تمہیں؟ تمہیں یقین ہے یا نہیں...''

لالی نے پوچھا۔

"سچ کہوں نا تو مجھے تم ہمیشہ سے الگ لگتی ہو... میری بات کا برا مت ماننا لیکن ہم دونوں بہت الگ ہیں... ہماری عادات، ہماری فطرت... تم وہ لڑکی ہو... وہ جو شاعری میں جس طرح ہوتی ہیں... یا ناولز میں ہوتی ہیں... وہ لڑکی جو جھیل یا آبشار کے کنارے بیٹھ کر ڈائری لکھتی ہے... جس کو سرخ پھول کتابیں اور لائبریری بہت پسند ہوتی ہے... جو کم گو سی ہوتی ہیں... اور تمہاری آنکھیں... وہ بہت پیاری ہیں... نہ بابا کی ایسی آنکھیں نہ نونو کی..."

لالی اسے خاموشی سے سن کر مسکرا رہی تھی...

وہ جتنا بھی خود کو... اس خاندان کا حصہ کہہ دے

ہے تو وہ کوئی اور...

"سدرہ تم نے bio پڑھی ہے... ہمارے اندر genes recessive بھی ہوتے ہیں... تو میں اس وجہ سے الگ ہوں اور اب اس میں میری کیا غلطی کہ میری چھوٹی بہن chatter box ہے.. اور نونو ایک لائبریرین تھی... جا کر ان سے پوچھ لو... ان کو بھی کتابیں بہت پسند تھیں..."

لالی اس کے کان کھینچنے لگی...

سدرہ مسکرائی اور کمرے سے باہر جانے لگی...

"میں تو ایسے ہی کہہ رہی تھی... سدرہ بڑبڑائی..." میں کچھ بنانے جا رہی ہوں... آپ کے لیے کیا بناؤں... سدرہ نے پوچھا...

"کچھ بھی بنا لو! بس نمک ڈال دینا..." سدرہ نے منہ بنا لیا وہ ہمیشہ کھانے میں نمک بھول جاتی تھی...

لالی نے کچھ تو کر کے اسے بہلایا پر خود کو وہ کیسے بہلائے گی...

جھیل کے ذکر سے لالی کو وہ شخص یاد آ گیا، جو اسے ایک بار نہر کے کنارے پر ملا تھا...

پتہ نہیں وہ کیوں اسی کا انتظار کر رہی تھی...

"پتہ نہیں میں کیوں اس انجان شخص سے اتنی امید لگا کر بیٹھی ہوں... کیا وہ مجھے بھول گیا

ہوگا... انسان کو اگر یہ پتہ نہ ہو کہ وہ کون ہے کس خاندان سے ہے تو وہ اپنی زندگی اپنی طرح کیسے جی سکتا ہے..."

◆.....◆.....◆

سعیدہ باہر صحن میں بیٹھ کر رابعہ سے باتیں کر رہی تھی...

Call کے بعد سعیدہ کا موڈ بہت خراب تھا...

رابعہ نے معذرت کر لی تھی سدرہ کے رشتے کے لیے...

لالی آئی اور دیکھا کہ نونو خفا ہے تو ان کے پاؤں دبانے لگی اور پوچھنے لگی...

"کیا بات ہے؟ آپ کیوں اتنی پریشان ہیں نونو؟"

"کچھ نہیں بیٹا! بس رہنے دو..."

جواب آیا۔

"بتائیں نونو کیا بات ہے اتنا موڈ کیوں خراب ہے آپ کا... لالی نے اصرار کیا...

"سر میں درد ہے میرے..."

لالی کو اندازہ ہو گیا کہ وہ جھوٹ بول رہی ہیں مگر اس نے اصرار نہیں کیا پھر...

"نونو! آپ دوائی کھا کر سو جائیں... میں آپ کے لیے دوا یہاں لے آؤں..."

"نہیں... نہیں بیٹا! میں خود لے لوں گی تم دونوں بھی سو جاؤ رات ہو گئی ہے بہت... یہ کہہ نونو کہہ کر اندر چلی گئی...

"جی نونو..." لالی نے اثبات میں سر ہلایا...

نونو کے اندر جانے کے بعد لالی جھولے پر بیٹھ کر دل ہی دل میں فکر مند تھی... پتہ نہیں کیا بات ہے... نونو اتنی پریشان کیوں لگ رہی ہیں؟

◆.....◆.....◆

چار سال بعد...

عزیزہ یونیورسٹی جانے لگی تھی...

اس نے یہ فیصلہ کیا تھا کہ وہ اپنی پڑھائی شادی سے پہلے مکمل کرے گی...

اس کی شادی میں تین ہی مہینے رہ گئے تھے...

اس کا آخری سمسٹر چل رہا تھا...

ہاشم کا ماسٹر مکمل ہو گیا تھا، اور اس نے اپنی اکیڈمی کھول لی تھی ساتھ ہی وہ فزکس پڑھا رہا تھا سب کچھ کافی بدل چکا تھا...

مگر ایک بات اب بھی وہی تھی ہاشم کا کیا ہوا وعدہ...

اس کے سارے دوستوں کی منگنیاں اور شادیاں ہو چکی تھی، مگر وہ اسی کی تلاش میں تھا جو انجان ہو کر اس کے دل کے اتنے قریب آ چکی تھی کہ وہ پوری زندگی اکیلے رہنے کے لیے تیار تھا مگر کسی اور کو اپنے دل میں جگہ نہیں دے سکتا تھا...

''ہاشم!''

رابعہ کچن سے آواز دے رہی تھی

''عزیزہ! دیکھو ذرا... ہاشم سے کہو کے نیچے آ کر کھانا کھا لے...''

''جی اماں!'' عزیزہ ہاشم کے کمرے کی طرف روانہ ہوئی۔

وہ جیسے ہی اوپر جانے لگی تب فون بجنے لگا...

''عزیزہ! دیکھو ذرا کس کا فون ہے...''

میں اوپر جا کر خود کھانا دے آتی ہوں...

رابعہ کھانا ٹرے میں رکھ کر سیڑھیاں چڑھنے لگی...

وہ کمرے میں داخل ہوئی تو ہاشم واش روم سے نکل کر باہر آ رہا تھا...

ارے ماں! آپ کیوں اوپر آئی میں خود آ جاتا نیچے...

''تم تھک گئے ہو کھا کر آرام کرلو...''

رابعہ کہہ کر باہر چلی گئی...

ہاشم ٹیبل ڈریسنگ کے سامنے کھڑا اپنے بال سیٹ کر رہا تھا...

ہاشم بھائی! ہاشم بھائی! وہ امی... عزیزہ دروازے میں کھڑی تھی مگر اس سے کچھ بولا نہیں جا رہا تھا...

ہاشم ہڑبڑا کر لمبے لمبے ڈھگ مار کر باہر گیا...

نیچے کی طرف دیکھا رابعہ آخری سیڑھی پر بے ہوش پڑی تھی اور اس کے ارد گرد خون ہی خون تھا...

ہاشم نے رابعہ کو اٹھایا۔ عزیزہ نے ان کی مدد کی۔

ایمبولنس کو کال کرو عزیزہ... ہاشم چیخا تھا... ماں آنکھیں کھولیں... ہاشم ان کے چہرے کو زرد ہوتا ہوا دیکھ رہا تھا...

تھوڑی دیر بعد ہسپتال کے corridor میں ایک bench پر ہاشم اور عزیزہ بیٹھے تھے ان دونوں کا ماں کے علاوہ کوئی اور نہیں تھا...

انہیں ایسا لگا تھا جیسے ان کی پوری زندگی ختم ہو جائے گی...

ڈاکٹر کو سامنے سے آتے ہوئے دیکھ کر ہاشم جلدی سے ان کی طرف بڑھا..

''ڈاکٹر صاحب میری ماں کیسی ہیں اب..''

''چوٹ لگنے کی وجہ سے زیادہ بلیڈنگ ہوئی ہے اور ابھی مریضہ کی حالت نازک ہے... خون کی بہت زیادہ ضرورت ہے، اس لیے آپ لوگ خون کا بندوبست کریں... اگر سچ بتاؤں تو اس چوٹ کی وجہ سے وہ coma میں بھی جا سکتی ہیں....''

ہاشم کو لگا وہ سانس نہیں لے سکے گا..

''جی... جی شکریہ ڈاکٹر صاحب...''

ہاشم نے عزیزہ کو دیکھا جس کی آنکھوں میں بہت سے سوال تھے...

''بھائی ڈاکٹر نے کیا کہا...'' عزیزہ نے پوچھا...''

''چوٹ لگنے کی وجہ سے بہت زیادہ خون بہہ گیا ہے، اس لیے ہمیں خون کا بندوبست کرنا ہے...''

◈.....◈.....◈

''لالی!''

سعیدہ چارپائی پر بیٹھ کر تسبیح پڑھ رہی تھی...

''جی نونو!''

''یہ دیکھو ذرا اس پودے کو کتنا مرجھایا ہوا ہے اس کو پانی دو ذرا...''

''جی میں ابھی پانی لے کر آتی ہوں...''

لالی مسکرا کر چلی گئی...

سدرہ ہربڑا کر باہر آئی...

''رابعہ آنٹی گر گئی ہیں ہے وہ ہسپتال میں ہیں...''

''یا خدایا! کیسے گری وہ؟''

سعیدہ بیگم پریشانی میں زیر لب بڑبڑائیں...

''نونو عزیزہ بہت رو رہی تھی...وہ کہہ رہی تھی کہ زیادہ چوٹ لگنے کی وجہ سے ان کا بہت خون بہہ چکا ہے، اور اسی وجہ سے ان کو ابھی تک ہوش بھی نہیں آیا...''

''پر میں نے تو کل ہی بات کی تھی عزیزہ سے سب کچھ ٹھیک تھا...''

''ہاں نونو! عزیزہ نے کہا کہ آپ کے فون کرنے کے بعد ہی وہ سیڑھیوں سے گریں...''

سدرہ بتانے لگی...

''ہمیں ہسپتال جانا چاہیے...''

سعیدہ نے کہا...

''نونو! میں بھی ساتھ چلوں؟''

سعیدہ تھوڑی دیر کے لیے سوچنے لگی اور پھر کہا...

''ہاں! آجاؤ چادر لے کر آؤ میری الماری سے...لالی گھر پر رہے گی تم آجاؤ۔''

سعیدہ نے کہا...

سدرہ ہسپتال کے کاؤنٹر پر کھڑی رابعہ آنٹی کے روم کا نمبر پوچھنے لگی...

''سدرہ...''

جب سدرہ نے مڑ کر دیکھا تو عزیزہ اس کی طرف بھاگتی ہوئی آرہی تھی، عزیزہ سدرہ کے گلے لگتے ہی رونے لگی...

عزیزہ کی حالت دیکھ کر سدرہ نے مشکل سے اپنے آنسو ضبط کیے...

سعیدہ نے عزیزہ کو گلے لگایا...

''اللہ خیر کرے گا کچھ نہیں ہوگا...حوصلہ کرو...''

''عزیزہ بیٹا! ہاشم کہاں ہے؟''

سعیدہ نے پوچھا...

''آنٹی! انہیں ڈاکٹر نے بلایا ہے...''

''چلو اٹھو عزیزہ! میں تمہیں گھر لے کر جاتی ہوں وہاں آرام کر لو تھوڑا سا اور کچھ کھا پی لو۔''

سدرہ نے عزیزہ کے کندھوں پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا...

عزیزہ نے نفی میں سر ہلایا: ''نہیں! میں نہیں جا سکتی مجھے یہاں رہنا ہے اماں کے پاس'' عزیزہ رونے لگی...

''چلو ٹھیک ہے، تم ادھر ہی رہو...''

سدرہ نے کہا...سعیدہ نے سدرہ کو اپنے پاس بلانے کا اشارہ کیا...

''جی نونو...!''

''جا کر کیفے سے کچھ کھانے کے لیے لے آؤ اس نے کل سے کچھ نہیں کھایا ہوگا...''

سدرہ کیفے کے اندر داخل ہوئی تو اس کا فون بجنے لگا اس نے کال اٹھائی...

''ہاں لالی بولو...''

''سدرہ عزیزہ کی طبیعت کیسی ہے اور رابعہ آنٹی کی طبیعت کیسی ہے؟''

''عزیزہ تو کب سے روئے جا رہی ہے...اور رابعہ آنٹی کو ابھی تک ہوش ہی نہیں آیا...''

سدرہ نے کہا...

''اور تم لوگ کب واپس آ رہے ہو؟''

ہم آنے والے ہیں بس تم پریشان نہ ہو...

سدرہ کیفے سے ایک سینڈوچ اور جوس لے کر آئی...

شاپر سے جوس کی بوتل نکال کر عزیزہ کو دینے لگی...

عزیزہ کے کافی ضد کے بعد آخر کار اس نے سدرہ کے ہاتھوں سے جوس لے کر پی لیا۔

ہاشم عزیزہ کی طرف آ رہا تھا....

''ہاشم بھائی!''

عزیزہ اٹھ کھڑی ہوئی...

''امی کی طبیعت کیسی ہے اب؟''

''خون کا بندوبست ہو گیا ہے...''اب کافی بہتر ہیں وہ، ڈاکٹر نے کہا کہ کچھ دنوں کے بعد ہم اماں کو گھر لے کر جا سکتے ہیں...''

ہاشم کافی مطمئن نظر آ رہا تھا...

''شکر الحمدللہ! دیکھو اللہ تعالیٰ دعاؤں کو سنتا ہے''

سعیدہ بیگم عزیزہ کو سمجھا رہی تھیں۔

''چلو! اب ہمیں چلنا ہوگا...''

سعیدہ کہنے لگی۔

''ہاشم بیٹا! کیا ہم مل سکتے ہیں رابعہ سے...''

ڈاکٹرز نے ابھی ملنے سے منع کیا ہے...

ہاشم نے جواب دیا...

''اچھا! چلو خیر ہم چلتے ہیں... رات کافی ہو چکی ہے فریال بھی گھر پر اکیلی ہے...''

سعیدہ چادر ٹھیک کرتے ہوئے کہہ رہی تھی...

''میں آپ کو ڈراپ کر دوں آنٹی کافی رات ہو گئی ہے میں آپ کو لے جاتا ہوں۔''

ہاشم نے مشورہ دیا...

''ارے نہیں بیٹا...؟''

''آپ انکار نہ کریں پلیز میں آپ کو لے جاتا ہوں...''

ہاشم نے اصرار کیا...

''عزیزہ! تم بھی آؤ...''

عزیزہ نے اثبات میں سر ہلایا اور اس کے ساتھ چلنے لگی...

راستے میں صرف سدرہ اور عزیزہ باتیں کر رہی تھیں...

سعیدہ تھوڑی دیر بعد کبھی ہاشم سے سوال کرتی یا کبھی موجودہ دور کے نوجوانوں کو برا بھلا کہتی...

''ہاشم بیٹا! تمہاری پڑھائی کیسی جا رہی ہے؟''

''آنٹی! اب تو ٹیچر ہوں آگے پڑھائی کا سوچا نہیں ہے ابھی...''

''اچھا اچھا ماشاء اللہ...''

سعیدہ خوش ہو کر کہنے لگی...

''بس بیٹا! اس گلی میں تیسرے نمبر پر ہمارا گھر ہے یہاں رک جانا...''

سعیدہ نے کہا...

''جی آنٹی! مجھے آپ کے گھر کا پتا معلوم ہے...''

جیسے ہی سعیدہ اور سدرہ گاڑی سے اترنے لگیں ہاشم بھی اتر گیا...

سدرہ نے بیل کا بٹن دبایا...

تھوڑی دیر بعد دروازہ کھلا... ایک لڑکی سفید رنگ کا دوپٹہ سر پر اوڑھے ہوئے اس انداز سے کھڑی تھی کہ اس کا چہرہ دکھائی نہیں دے رہا تھا...

وہ دروازہ کھولتے ہی واپس مڑ گئی...

ہاشم مسکرایا کیونکہ اس نے پہلی دفعہ ایسی لڑکی دیکھی تھی جو اتنا پردہ کرتی ہے...

سعیدہ اور سدرہ ہاشم کا شکریہ ادا کرتے ہوئے اندر گئے...

ہاشم نے عزیزہ کو گاڑی میں بیٹھے دیکھا وہ کسی خیال میں کھوئے ہوئی تھی اتنی کہ اسے اندازہ بھی نہیں ہوا کہ سدرہ چلی گئی ہے...

ہاشم گاڑی میں آ کر بیٹھا اور اس کو گلے لگایا...

''پریشان نہ ہو، اب تو سب ٹھیک ہے نا تم پھر کیوں پریشان ہو رہی ہو...''

ہاشم نے اسے تسلی دی....

''پتہ ہے آج وحید اور اس کی امی آئی تھی...''

''اچھا!'' عزیزہ حیران ہوئی...

''کب آئے تھے وہ لوگ؟''

''تم سو رہی تھی میں نے تمہیں نہیں جگایا کافی ٹائم تک رہے وہ دونوں...''

''اچھا! ویسے تمھیں مجھے اٹھانا چاہیے تھا...''

عزیزہ خفا ہو گئی...

''تم اسی وقت سو گئی تھیں میں تمہیں ڈسٹرب نہیں کرنا چاہتا تھا...''
ہاشم نے تفصیل بتائی۔
عزیزہ خاموش رہی...
ہاشم اور عزیز کے درمیان گھر جانے تک کوئی بات نہ ہوئی...
تھوڑی دیر بعد جب وہ گھر میں داخل ہوئی تو ہاشم کی طرف دیکھ کر کہا:
''ہمیں تو ہسپتال میں ہونا چاہیے تھا ہم گھر کیوں آئے ہیں...''
''ہاشم نے اسے بتایا...''
''تھوڑی دیر کے لیے فریش ہو جاؤ پھر ہم چلتے ہیں ہسپتال...''
عزیزہ اپنے کمرے کی طرف چلی گئی...

◈ ..... ◈ ..... ◈

رابعہ آنٹی کی طبیعت کافی بہتر ہوگئی تھی...
عزیزہ کی شادی میں ایک ہی ہفتہ رہ گیا تھا...
اس کا BS مکمل ہونے والا تھا...
''ویسے آج موسم کافی اچھا ہے...لگتا ہے بارش ہونے والی ہے...''
عزیزہ، سدرہ اور فریال کے ساتھ exam hall سے باہر آتے ہوئے کہہ رہی تھی...
''شکر اللہ!!! آج آخری پیپر تھا...
سدرہ سکھ کا سانس لیتے ہوئے کہہ رہی تھی...
''ہاں نا یار!!!!''
عزیزہ کہنے لگی...
''ارے ہاں! اب تو ہم تمہاری شادی دھوم دھام سے کرائیں گے...کپڑے بھی لینے ہیں جوتے بھی، اور بہت ساری چیزیں کرنی ہیں...''
سدرہ بہت پُرجوش ہوکر کہہ رہی تھی..
فریال کسی سوچ میں گم تھی...
پھر کہنے لگی...
''سدرہ اور عزیزہ تم دونوں جاؤ...مجھے لائبریری میں ایک کام ہے...''
آج فریال بہت دنوں بعد لائبریری جارہی تھی...
آج اس کا امتحان ختم ہوگیا تھا، اس لیے وہ اپنے لیے کوئی کتاب ڈھونڈھ رہی تھی...

سدرہ اور عزیزہ کیفے کی طرف چلے گئے...
اور فریال نے لائبریری کا رخ کیا...
پہلے تو وہ اپنے لیے کتاب ڈھونڈنے لگی اور پھر ایک کتاب اٹھائی...
فریال نے اس کتاب کے cover کو دیکھا...
مصحف.....
''مطلب قرآن...''
فریال خود سے کہنے لگی...
اور لائبریری جا کر رہیں آخری شیلف میں اپنی کرسی رکھ کر بیٹھ گئی...
وہ جب بھی کوئی نئی کتاب پڑھتی...
اس کتاب میں ہمیشہ وہ سرخ پھول کے پتوں کو سکھا کر رکھتی...
اس وقت اس کے پاس کوئی سرخ پھول نہ تھا...
اس کے ہاتھ میں ایک دوسری کتاب تھی...
وہ کتاب اس نے لائبریرین کو واپس کرنی تھی...
وہ جو بھی کتاب پڑھتی تو اس میں اپنی نشانی کے طور پر سرخ پھول کے پتوں کو چھوڑ دیتی...
جیسے ہی وہ اپنی جگہ سے اٹھی تو اس پرانی کتاب سے سرخ پھول کے پتے گر گئے...
اس نے وہ کتاب وہیں پر رکھ دی...
اور اپنی کتاب کو لے کر وہ باہر چلی گئی...
یونیورسٹی کے باہر ہمیشہ ایک شخص آتا تھا جو روز پھول کو بیچتا تھا...
وہ ہمیشہ اسی سے ہی سرخ پھول خریدا کرتی تھی...
جب وہ باہر آئی کالے بادل پورے آسمان پر پھیلے ہوئے تھے...اس نے دیکھا تو وہ شخص دور کھڑا تھا...اس کے پاس گئی اور اپنے لیے ایک سرخ پھول خرید لیا...

باہر موسم بہت اچھا تھا اس لیے اس نے سوچا کہ وہ باہر بیٹھ جائے...
وہ باہر یونیورسٹی کے ایک بڑے سے فوارے کے سامنے بیٹھ گئی... جہاں سے پانی اوپر کو اٹھ رہا تھا اور فضا میں بکھر کر دیکھنے والوں کو تازگی بخش رہا تھا... فریال اسی فوارے کے قریب بیٹھ گئی...
اور تھوڑی دیر بعد ہی ہلکی سی بارش شروع ہو گئی...
اس نے کتاب کو اپنی چادر سے ڈھانپ لیا تا کہ وہ گیلی نہ ہو...
وہ اس ہلکی سی بارش میں بیٹھ کر آہستہ آہستہ پھولوں کے پتوں کو الگ کر رہی تھی.....
تھوڑی دیر بعد اسے کسی نے آواز دی...
"پری!"
اس آواز نے اسے برف کا مجسمہ بنا دیا...
اسے وہ لڑکا یاد آیا جو اسے جھیل پر ملا تھا...
اس نے اس آواز کو نظر انداز کیا کیونکہ اس میں پیچھے مڑنے کی ہمت نہیں تھی...
"پری!"
ایک بار پھر آواز آئی... وہ پیچھے مڑی تو ایک شخص جس
کی آنکھوں میں آنسو تھے...
وہ بارش میں کھڑا بھیگ چکا تھا...
اس کی سانس پھول رہی تھی...
فریال کے منہ سے بے اختیار نکلا...
"میرا نام پری نہیں ہے میرا نام تو لالی ہے..."
یہ جواب سن کر وہ شخص اپنے گھٹنوں کے بل بیٹھ گیا...
وہ زخمی سا مسکرایا...
تھوڑی دیر بعد اس نے بولا کہا...

''پر جھیلوں پر تو پریاں آتی ہیں...''

فریال سانس لینا بھول چکی تھی...

اسے یقین نہیں آ رہا تھا کہ سامنے کھڑا شخص وہ ہے جس کا وہ اتنے سالوں سے انتظار کر رہی تھی...کیا ایسا ممکن ہوتا ہے؟؟؟

وہ شخص اپنے گھٹنوں کے بل بیٹھ کر خاموشی سے اسے دیکھ رہا تھا...

اور پھر اُٹھ کر کہنے لگا...

''میں نے اپنا وعدہ پورا کر لیا ہے...میں تمہیں بچانے آیا ہوں...

وہ شخص جو انجان تھا اس کی آنکھوں میں درد تھا۔ وہ کہہ رہا تھا: ''ہم دونوں نے ایک ہی زندگی گزاری ہے...ہم دونوں نے ہی انتظار کیا ہے...''

تھوڑی دیر بعد جب فریال ہوش میں آئی تو اس نے دیکھا کہ وہ پوری طرح بھیگ چکی تھی...

بارش بہت تیز ہو چکی تھی...

وہ اس کی طرف قدم بڑھا ہی رہی تھی...

اور پھر وہ رک گئی...

سوچنے لگی کہ کوئی مرد ایک ایسی لڑکی کو کیوں اپنائے گا جس کے خاندان کا پتہ نہیں...

یہ دنیا تو حسب و نسب دیکھتی ہے...

اس کو پتہ چل گیا تھا...

کہ فریال اس کی طرف آگے نہیں بڑھ سکی...

''ہاشم بھائی!''

عزیزہ اور سدرہ دو چھتریاں لے کر آئیں...

''ہاشم بھائی! ہم کب سے آپ کو ڈھونڈ رہے تھے کہاں تھے آپ؟''

عزیزہ پوچھنے لگیں...

پھر وہ بڑھی اور اسے چھتری دی...

''لالی! یہ کیا حال بنا رکھا ہے تم نے؟''

نہ فریال بول سکی نہ ہاشم بول سکا...

عزیزہ اور ہاشم اپنے گھر چلے گئے...

فریال اور سدرہ اپنے گھر کو روانہ ہوئے...

سارے راستے فریال بالکل خاموش رہی گھر جا کر بھی اس نے کسی سے بات نہیں کی...

◈.....◈.....◈

ہاشم گھر آ کر کسی سے بات کیے بغیر اپنے کمرے میں چلا گیا۔ کپڑے بدل کر رقیہ سے چائے بنانے کا کہا...

پھر آ کر اپنی ڈائری میں لکھنے لگا...

''آج میں عزیزہ کو یونیورسٹی سے پک کرنے گیا...''

بارش کی وجہ سے میں نے سوچا کیوں نہ میں یونیورسٹی کی لائبریری سے کچھ کتابیں لے لوں...

میں جب لائبریری میں داخل ہوا...

تو وہاں بہت سے لوگ تھے...

میں نے لائبریرین سے فزکس کی ایک کتاب مانگی...

اس نے مجھے کہا کہ اس کونے میں ایک شیلف میں تیسرے نمبر پر یہ کتاب پڑی ہے... میں جب وہاں گیا تو دیکھا کہ وہاں زمین پر ایک کتاب پڑی ہے اور ساتھ ہی ایک کرسی پڑی ہیں...

وہ لائبریری کا آخری شیلف تھا... میں جب اس کتاب کے قریب گیا تو دیکھا کہ زمین پر سرخ پھولوں کے سوکھے پتے پڑے ہیں... میں نے سوچا کہ شاید یہ کتاب گر گئی ہے اس لیے میں نے وہ کتاب اٹھائی... جیسے ہی میں نے وہ کتاب اٹھائی... اس کتاب سے اور بھی سرخ پھولوں کے پتے گرنے لگے... اور میرے دماغ میں بس ایک لڑکی آئی... لالی... لائبریری کا آخری شیلف اور سرخ

پھولوں کے پتے... یہ دو چیزیں صرف لالی کو ہی پسند ہیں...

وہاں سامنے ایک لڑکی شیلف میں کتاب ڈھونڈ رہی تھی میں نے اس سے پوچھا... کہ کیا آپ کو پتہ ہے کہ اس کرسی پر جو بیٹھا تھا وہ کہاں ہے؟؟؟

وہ کہنے لگی کہ وہ ابھی تھوڑی دیر پہلے ہی باہر گئی ہیں...

میں باہر کی طرف بھاگا... یونیورسٹی کے فوارے تک پہنچا... تو اس کے ساتھ ہی ایک لڑکی بیٹھی ہوئی تھی... میں تھوڑا سا آگے بڑھا تو وہ ایک تازہ سرخ پھول لے کر بیٹھی تھی... اس نے ایک بہت بڑی چادر اوڑھی ہوئی تھی... لیکن ہوا کے ایک جھونکے کی وجہ سے وہ چادر اس کے سر سے سرک گئی، اور اس کے بھورے گھنگھریالے بال نمودار ہوئے... میں اس پل سب کچھ بھول گیا تھا... مجھے یہ سب کچھ ایک خواب سا لگ رہا تھا... میں نے اسے آواز دی مگر وہ نہیں مڑی دوسری آواز پر جب اس نے مڑ کر دیکھا... اس کی نظروں نے مجھے اتنا کمزور کر دیا کہ میں اپنے پیروں پر کھڑا بھی نہیں ہو پایا... میرا دل کیا کہ میں زور زور سے چیخ کر اپنے رب کا شکر ادا کروں... مگر میں کچھ بھی بول نہ سکا... اس نے مجھے وہی جواب دیا جو اس نے مجھے 12 سال پہلے دیا تھا... جب میں نے اس کی آنکھوں میں دیکھا تو مجھے وہی تڑپ نظر آئی... جو میں اپنی آنکھوں میں دیکھتا تھا... میں اپنے اندر ہمت پیدا کر کے کھڑا ہو گیا... وہ میری طرف آگے بڑھ ہی رہی تھی لیکن کچھ تھا جو اس کے پاؤں کی زنجیر بن گیا تھا اور وہ پیچھے ہٹ گئی... میں اس سے پوچھنا چاہتا تھا لیکن... کبھی کبھی ہم کسی کو بہت کچھ کہنا چاہتے ہیں لیکن کہنے کا حق نہیں رکھتے... ہمارے درمیان رشتہ تو ہوتا ہے مگر زیادہ فاصلوں کی وجہ سے ہم ان جذبات کو الفاظ کی شکل نہیں دے سکتے... وہاں پر پھر خاموشی زیادہ بولتی ہے...

سب سے زیادہ حیران تو میں تب ہوا تھا جو مجھے پتہ لگا کر لالی سدرہ کی بہن ہے...

کبھی کبھی جس کو ہم ڈھونڈ رہے ہوتے ہیں وہ ہمارے بہت قریب ہوتے ہیں اور ہمیں لگتا ہے کہ اسے پانا ناممکن ہے...

◈ ..... ◈ ..... ◈

رابعہ سارا دن کاموں میں مصروف رہنے کی وجہ سے تھک چکی تھی، تھوڑا سا آرام کرنے کے لیے وہ چارپائی پر لیٹ گئی...

کل عزیزہ کی رخصتی تھی...

آج گھر میں مہندی کی تیاریاں ہو رہی تھیں...

''عزیزہ بیٹی!!!!''

رابعہ نے عزیزہ کو آواز دی...

''جی امی! ابھی آئی... عزیزہ باہر آئی...''

''وہ بیٹا! تم نے ہاشم سے کہہ دیا کہ تمہارے کپڑے لے آئے؟''

''جی امی! کہہ دیا ہے... وہ کپڑے ہی لینے گئے ہیں...''

''اسے کال کرو کہ وہ کہاں رہ گیا ہے دیر ہو رہی ہے؟'' رابعہ نے عزیزہ سے کہا...

''السلام علیکم امی!!''

ہاشم گھر کے اندر داخل ہوا...

''وعلیکم السلام بیٹا!!! کپڑے لے آئے ہو عزیزہ کے؟''

رابعہ نے پوچھا...

''جی امی...!''

جواب آیا...

''عزیزہ! جا کر ہاشم کے لیے چائے بنا کر لاؤ...''

''جی امی! ابھی لاتی ہوں...''

عزیزہ کپڑوں کا شاپر لے کر اندر چلی گئی...

''امی! آپ نے دوا لی ہے...''

ہاشم نے پوچھا...

''ہاں بیٹا! دوائیاں تو لیتی رہتی ہوں... ہاشم بیٹا! میں سوچ رہی تھی کہ تم اب اپنے بارے میں بھی سوچ لو... زندگی ایسے نہیں گزاری جاتی پہلے تو میں نے تمہیں اس لیے تنگ نہیں کیا تھا زیادہ کیونکہ تمہاری پڑھائی چل رہی تھی لیکن اب تو وہ مکمل ہوگئی ہے... میں تو تمہارے لیے جو بھی لڑکی ڈھونڈتی ہوں تو تم اس سے انکار کر دیتے ہو...

''پہلے تم پڑھنے جاتے تھے، اب پورا دن پڑھانے جاتے ہو اور عزیزہ کی شادی کے بعد تو میں بالکل اکیلی رہ جاؤں گی، اس لیے میرا بھی کوئی ساتھی بن جائے گا... تم اس بارے میں ضرور سوچنا بیٹا...''

ہاشم خاموشی سے رابعہ کی بات سن رہا تھا اور ساتھ ہی مسکرا رہا تھا کیونکہ اس بار اس کے پاس کچھ کہنے کو تھا...

تھوڑی دیر بعد ہاشم بولنے لگ: ''امی!... کوئی ہے جو مجھے بہت پسند ہے جو میرے دل کے بہت قریب ہیں...''

''واقعی! نام تو بتاؤ اس کا...''

رابعہ پُرجوش ہو کر پوچھنے لگی...

''آپ اس کو جانتی ہیں امی؟''

رابعہ نے ایک سوالیہ نظر ہاشم پر ڈالی

''کون ہے وہ؟''

''امی! جس سے میں محبت کرتا ہوں... وہ سعیدہ آنٹی کی بڑی بیٹی فریال ہے...

رابعہ کی مسکراہٹ ایک دم غائب ہوگئی...

''فریال؟ بیٹا! سعیدہ سے پہلے میں تمہارے لیے سدرہ کا ہاتھ مانگ چکی ہوں... اب میں ان سے کیسے بات کروں؟ اور فریال ہی کیوں؟''

''امی جان! آپ کو تو سعیدہ آنٹی کی دونوں بیٹیاں بہت پسند ہیں، اور دونوں ہی عزیزہ کی بہت

اچھی سہیلیاں ہیں... تو پھر آپ فریال کا نام سن کر خوش کیوں نہیں ہوئیں... اگر آپ سعیدہ آنٹی کے ساتھ دوستی کو ایک رشتے کا نام دے رہی ہیں تو وہ تو فریال سے بھی بن سکتا ہے...

ہاشم کو کچھ سمجھ نہیں آ رہا تھا...

''کیا تمہیں نہیں پتہ ہاشم؟ فریال سعیدہ کی سگی بیٹی نہیں ہے... فریال کی اصلی ماں سعیدہ کی دوست تھی اور اس نے فریال کو سعیدہ کے حوالے کیا تھا۔ اس کے خاندان والے ابھی تک اس کا پوچھنے بھی نہیں آئے... میں تمہاری ایسی لڑکی سے شادی نہیں کرا سکتی جس کا کوئی خاندان نہ ہو... ہاں سعیدہ بہت اچھی اور نیک خاتون ہی اس لیے اس نے ہمیشہ اسے اپنی بیٹیوں کی طرف پالا ہے...

ہاشم تھوڑی دیر خاموش رہا اور پھر کہنے لگا...

''امی جان! مجھے اس بات سے کوئی فرق نہیں پڑتا... مجھے اس کے خاندان سے کوئی سروکار نہیں... میں فریال سے تب سے محبت کرتا جب مجھے اس کا پورا نام بھی نہیں پتہ تھا... وہ مجھے 12 سال کے بعد ملی ہیں... اگر آپ سعیدہ سے آنٹی سے بات نہیں کر سکتی تو نہ کریں امی... میں خود ان سے بات کر لوں گا... میں اپنی محبت کو کھونا نہیں چاہتا... اپنی زندگی میں بہت کچھ کھویا ہے... اپنے خوابوں کو دفن کیا ہے... وہ سب کچھ چھوڑا ہے جو مجھے پسند تھا لیکن میں فریال کو کبھی نہیں چھوڑ سکا، نہ اسے بھلا سکا...

ہاشم کی آنکھوں میں آنسو آ گئے...

''مگر بیٹا...!''

''اگر مگر کچھ نہیں امی جان...! میں چاہتا ہوں کہ آپ فریال کو اس نظر سے دیکھیں کہ وہ میری محبت ہے نہ کہ اس نظر سے کہ اس کا کوئی خاندان نہیں ہے... آپ اور عزیزہ کے بعد میری زندگی میں فریال مجھے سب سے زیادہ عزیز ہے...

تھوڑی دیر سوچنے کے بعد انہوں نے کہا...

''ٹھیک ہے بیٹا...!'' اگر تمہیں وہ پسند ہے تو تم خود جا کر سعیدہ سے فریال کا ہاتھ مانگ لو...

رابعہ کہہ کر اٹھ کر اندر جانے لگی...

اور ہاشم پیچھے سے انہیں اندر جاتا ہوا دیکھ رہا تھا۔ اپنی ماں کو دوبارہ سے صحت مند دیکھ کر وہ بہت مطمئن نظر آ رہا تھا...

اسے زندگی میں سب کچھ مل گیا تھا اسے فریال مل گئی تھی...

◈.....◈.....◈

''سدرہ!''

نونو نے سدرہ کو آواز دی...

''تم دونوں نے آج عزیزہ کی مہندی پر نہیں جانا... دیر ہو رہی ہے... اور دلہن کی سہیلیاں تو سب سے پہلے پہنچتی ہیں...''

''نونو! میں تو کب سے لالی سے کہہ رہی ہوں کہ اُٹھ کر تیار ہو جائے، میں نے تو اپنے کپڑے بھی نکال لیے ہیں مگر لالی کہہ رہی ہے کہ وہ نہیں جا رہی...''

سدرہ لالی کی شکایت کرنے لگی...

''ارے لالی! کیوں نہیں جا رہی تمہاری دوست کی مہندی ہے آج... وہ خفا ہو گی تم سے...'' نونو لالی کو سمجھانے لگی...

لالی کسی کو بھی جواب دیے بغیر خاموشی سے اپنے بستر پر لیٹی ہوئی تھی... اس کی نظریں کھڑکی کے باہر کسی چیز پر تھیں... وہ کسی گہری سوچ میں تھی.... جب نونو نے اسے دیکھا تو کہنے لگی

''سدرہ... تم جا کر تیار ہو جاؤ میں لالی کو لے کر آتی ہوں۔''

''سدرہ کے چلے جانے کے بعد نونو لالی کے پاس بیٹھ کر اس کے بالوں میں ہاتھ پھیرنے لگی...''

جب وہ اپنی سوچ سے نکل آئی اور دیکھا کہ نونو اس کے ساتھ بیٹھی ہے تو وہ بیڈ پر بیٹھ گئی۔

''کیا ہوا لالی... جب سے تمہارا آخری پیپر ہوا ہے تم کچھ پریشان سی لگ رہی ہو... میں دو

تین دنوں سے نوٹ کر رہی ہوں کہ تم ہمیشہ گم صم سی رہتی ہو، کیا کوئی ایسی بات ہے جو تمہیں پریشان کر رہی ہے...''

نونو نے پوچھا...

لالی مسکرانے لگی...

لیکن اس کی آنکھوں میں بہت سے آنسو تھے...

پھر تھوڑی دیر بعد کہنے لگی...

''نونو! کیا مجھے کوئی قبول کرے گا؟ اگر کسی کو یہ پتہ چل جائے کہ میرا کوئی خاندان ہی نہیں ہے تو کیا وہ مجھے قبول کرے گا... میں جتنا بھی چھپالوں یہ بات نہیں چھپ سکتی... اور میں نے دیکھا ہے ہر کوئی آپ سے میرے خاندان کے بارے میں ہی پوچھتا ہے...

لالی بہت معصومیت سے کہہ رہی تھی...

''لالی! یہ باتیں تم کب سے سوچنے لگی ہو؟ کسی نے تم سے کچھ کہا ہے؟''

لالی تھوڑی دیر کے لیے سوچ میں پڑ گئی اور پھر کہا: ''نہیں مجھے کسی نے کچھ بھی نہیں کہا...''

نونو! آپ سے ایک بات پوچھوں؟

''جی بولو بیٹا...''

''کیا میں محبت کر سکتی ہوں؟''

یہ بات سن کر نونو کو سارا کی یاد آ گئی...

جو کہتی تھی کہ محبت اس جیسی لڑکی کے لیے نہیں بنی اور یہ بھی کہتی تھی کہ میں اپنی بیٹی کو آزادی دوں گی تاکہ وہ محبت کر سکے...

نونو کی آنکھوں میں آنسوں آئے اور پھر لالی کو گلے لگایا...

''کیوں نہیں، میری بیٹی تم محبت کر سکتی ہو... تم بالکل آزاد ہو... اگر تمہیں کسی سے محبت ہو جائے تو مجھے بتانا میں اس سے تمہارا نکاح کراؤں گی اسے تمہارا محرم بناؤں گی...''

ظاہری طور پر وہ لالی سے بات کر رہی تھی لیکن اصل میں وہ سارا سے بات کر رہی تھی جو اپنی محبت نہ پا سکی...

''مگر نونو! اگر اس کو پتہ چل گیا کہ کہ میرا کوئی خاندان ہی نہیں... تو پھر وہ مجھے چھوڑ دے گا؟''

نونو مسکرائی اور پھر کہنے لگی...

''میری بیٹی! محبت ایسے نہیں ہوتی محبت سارے رسموں اور رواجوں سے آزاد ہوتی ہے... اور جو بندہ آزادی کو پسند کرتا ہے، اسی کے لیے محبت بنی ہوتی ہے... جو بندہ دنیا کے رسم و رواج کی زیادہ فکر کرتا ہے... وہ محبت کے قابل نہیں ہوتا... اور میں چاہتی ہوں کہ تم ایسے شخص سے محبت کرو جو محبت کرنے کے قابل ہو، جس کو تمہارے خاندان سے کوئی سروکار نہ ہو... چلو اب اٹھو! مہندی پر جاؤ! اپنے دوستوں کے ساتھ مزے کرو... ورنہ عزیزہ تم سے خفا ہوگی...

نونو نے کہا...

''جی نونو...''

فریال مسکرا کر اٹھ گئی...

اس نے پہلی بار اپنی دل کی بات نونو کو بتائی تھی اسے پہلی بار ایسا لگا تھا کہ اس کے پاس ایک ماں ہے، اسے پہلی بار ایسا لگا تھا کہ وہ اکیلی نہیں ہے...

اور یہ سب سے خوبصورت احساس تھا...

وہ اور سدرہ مہندی کے لیے تیار ہوئیں...

سدرہ نے زرد رنگ کا شرارہ پہنا تھا...

اور فریال گلابی رنگ کے لمبے سے فراک میں کافی خوبصورت لگ رہی تھی...

دونوں بہنیں تیار ہو کر بہت خوبصورت لگ رہی تھیں...

وہ دونوں اب مہندی پر جانے کے لیے تیار تھیں...

فریال شیشے کے سامنے کھڑی ہو کر خود کو دیکھنے لگی... اور پھر اسے خیال آیا کہ ہاشم بھی وہاں

ہوگا...

اور وہ شرما کر مسکرانے لگی...

اسے زندگی بہت حسین لگنے لگی تھی...

محبت میں ایسا ہی ہوتا ہے۔

◈.....◈.....◈

ہاشم ڈریسنگ ٹیبل کے سامنے کھڑا ہو کر آج خود پر ضرورت سے زیادہ توجہ دے رہا تھا...

وہ آج اپنے محبوب کا دیدار کرنے والا تھا...

جب وہ مکمل طور پر تیار ہوا تو آئینے میں خود پر ایک نظر ڈالی...

جب انسان خوش ہوتا ہے...تو اس کے چہرے سے ہی پتہ چل جاتا ہے...اسے دنیا کی ہر ایک چیز حسین لگ رہی تھی اور محبت میں ایسا ہی ہوتا ہے... پورا گھر خوبصورتی سے سجا ہوا تھا...صحن میں ایک چھوٹا سا سٹیج تیار کیا گیا تھا...درمیان میں صوفے پر عزیزہ بیٹھی تھی...اس کے دائیں طرف سدرہ اور بائیں طرف فریال بیٹھی تھی...

عزیزہ ان دونوں کے ساتھ کافی خوش نظر آ رہی تھی

اس کے ہاتھوں کی مہندی...اس کی مہندی کے کپڑے...اس کے ہاتھوں میں گجرے...

وہ بہت پیاری لگ رہی تھی...

ساتھ ہی کچھ لڑکیاں ڈھول بجا کر گانے گا رہی تھیں...

جب ہاشم نے سٹیج پر بیٹھی فریال کو دیکھا...اس نے گلابی رنگ کا فراک پہن رکھا تھا...ساتھ ہی اس نے گلابی رنگ کے کسے پہنے تھے...اس کے گنگریالے بال شانوں پر پھیلے ہوئے تھے...وہ مسکراتی تو اس کے گالوں کا گڑھا ظاہر ہوتا...

وہ ہلکے سے میک آپ میں بھی بہت حسین لگ رہی تھی...

ہاشم اس سے نظر نہیں ہٹا پایا تھا...

تھوڑی دیر بعد جب فریال نے سامنے ہاشم کو دیکھا... جو اسے ہی دیکھ رہا تھا... تو وہ ہڑبڑائی... اس کی نظروں کی تپش اسے بے چین کرنے لگی... فریال عزیزہ کے ساتھ باتیں کر کے خود کو مصروف کرنے لگی... پھر تھوڑی دیر بعد اس کی نظر دوبارہ ہاشم پڑی... وہ تب بھی اسے ہی دیکھ رہا تھا... وہ مسکرا کر نیچے دیکھنے لگی... اور ہاشم بھی مسکرا کر نیچے دیکھنے لگا... تھوڑی دیر بعد فریال اٹھ کر عزیزہ کے کمرے جانے لگی... عزیزہ کے کمرے میں وہ اپنے بال سیٹ کر رہی تھی... جب وہ باہر نکلی... تو سامنے ہی ہاشم کھڑا تھا... ہاشم کو وہاں دیکھ کر وہ وہیں کھڑی رہ گئی اسے سمجھ نہیں آ رہا تھا کہ وہ کہاں جائیں؟ جب وہ ہاشم کے سامنے سے گزرنے لگی... تو ایک آواز نے اس کے قدم روک دیے...

''آپ مجھے اگنور کر رہی ہیں محترمہ...''

ہاشم نے کہا...

''نہیں تو؟''

لالی نے جواب دیا...

''ایک تو اتنا انتظار کروایا ہے... اور اب نہ سلام نہ کلام...''

ہاشم اب اسے تنگ کرنے لگا...

لالی نے اسے جواب نہ دیا...

''ویسے آج آپ بہت خوبصورت لگ رہی ہیں...''

لالی شرم کے مارے پوری لال ہو چکی تھی... تھوڑی دیر بعد اس نے ہاشم کو دیکھا... پھر کہنے لگی...

''وہ...''

''کیا؟'' ہاشم نے کہا...)

''وہ... عزیزہ میرا انتظار کر رہی ہوگی... کیا آپ مجھے جانے دیں گے؟''

لالی نے اس سے درخواست کی تھی...

ہاشم مسکرانے لگا...

''آپ اتنی شرماتی کیوں ہیں؟''

''آپ اس طرح کی باتیں کیوں کر رہے ہیں؟'' وہ بولی....

''کس طرح کی باتیں؟''

ہاشم اپنی مسکراہٹ چھپانے لگا...

لالی پھر سے خاموش ہوگئی...

''اچھا! اگر میں تمہارے گھر آ کر سعیدہ آنٹی سے تمہارا ہاتھ مانگ لوں...تو تم مجھ سے شادی کروگی؟''

لالی کا بس نہیں چل رہا تھا کہ زمین کھلے اور وہ اس کے اندر سما جائے...

''آپ مجھ سے شادی کرنا چاہتے ہیں...''

آخر کار لالی نے سوالیہ انداز میں پوچھا۔

''ہاں کرلوں گا...مجھے پتہ ہے تم فزکس میں تھوڑی سی نالائق ہو...لیکن پھر بھی برداشت کر لوں گا... ہاشم کو اب اسے تنگ کرنے میں مزہ آ رہا تھا...

اس نے پہلی بار ایک ایسی لڑکی دیکھی تھی جو اتنا شرماتی ہو...

ہاشم کی بات سن کر لالی کو غصہ آیا۔

''میری بات سنیں...''

لالی اپنی انگلی سے اس کی طرف اشارہ کرنے لگی مگر ساتھ ہی وہ بہت ڈر رہی تھی...

''جی سنائیں...''

ہاشم اس کی طرف جھک کر کہنے لگا...''

''میں بالکل بھی نالائق نہیں ہوں۔''

اور پھر وہ ہاشم کو دھکا دے کر وہاں سے بھاگ گئی...
جب وہ باہر آئی تو وہ پوری طرح کانپ رہی تھی...
اس نے اپنی سانس بحال کی اور پھر جا کر عزیزہ کے ساتھ بیٹھنے لگی...
''لالی! کیا ہوا ہے تم اتنی ڈری ہوئی کیوں لگ رہی ہوں؟''
سدرہ نے پوچھا...
''نہیں تو؟ میں ٹھیک ہوں بالکل...''
لالی نے کہا...
لالی دل ہی دل میں ہاشم پر غصہ آ رہا تھا...
اس نے یہ فیصلہ کر لیا تھا کہ وہ بارات اور ولیمے میں نہیں آئے گی...
پھر اس کے دل کا ایک حصہ مسکرا رہا تھا...
جب وہ ہاشم کی باتوں کے بارے میں سوچنے لگی تو بے اختیار مسکرانے لگی...
محبت میں ایسا ہی ہوتا ہے...

◈.....◈.....◈

عزیزہ کی شادی گزر گئی تھی...
لالی نے سوچا تھا کہ وہ بارات اور ولیمے پر نہیں جائے گی مگر عزیزہ نے بہت اصرار کیا...
اور وہ عزیزہ کو انکار نہیں کر پائی...
بارات اور ولیمے پر ہاشم اسی طرح اس کا راستہ روکنے لگا...اور ہر بار اس سے ایک ہی سوال کرتا...
''کیا تم مجھ سے شادی کرو گی؟''
''لالی!''
''دیکھو ذرا دروازے پر کون ہے؟''

نونو نے لالی کو آواز دی...

''جی نونو! ابھی آئی...''

لالی جب دروازے پر گئی...تو آواز دی...

''کون ہے؟''

''میں ہاشم ہوں...''

آواز آئی...

ہاشم کا نام سن کر لالی برف کا مجسمہ بن گئی...وہ تھوڑی دیر ادھر ہی کھڑی رہی...اس میں دروازہ کھولنے کی ہمت نہ ہوئی...

''لالی کون ہے دروازہ کھولو جلدی...''

نونو نے پیچھے سے لالی کو آواز دی...

لالی نے دروازہ کھولا...

اس کے سامنے ہاشم کھڑا ہوا تھا...

جب ہاشم اندر داخل ہوا تو لالی نے دروازہ بند کیا اور وہ اوپر اپنے کمرے میں چلی گئی...

''ارے ہاشم بیٹا! آؤ بیٹھو...''

نونو نے ہاشم کو بیٹھنے کا کہا...

ہاشم نونو کے ساتھ چارپائی پر بیٹھ گیا...

''لالی جا کر ہاشم کے لیے چائے بنا کر لاؤ...'' نونو نے لالی سے کہا...

لالی باورچی خانے میں جا کر چائے بنانے لگی...وہ بہت غصے میں تھی...پھر اس کے دماغ میں آئیڈیا آیا کہ کیوں نہ ہاشم کو سبق سکھایا جائے...اس نے چائے میں نمک، کالی مرچ اور مصالحہ ڈال دیا...

جب وہ چائے کی ٹرے لے کر صحن میں آئی...ایک کپ چائے اور ساتھ میں بسکٹ ہاشم کے

سامنے رکھ دیے...

اس وقت بہت مسکرا رہی تھی...

ہاشم کی سمجھ میں نہیں آیا کہ وہ اتنا کیوں مسکرا رہی ہے...

''سعیدہ آنٹی آپ بھی کچھ لیں نا...'' ہاشم نے کہا...

''نہیں بیٹا! میرا روزہ ہے آج...''

لالی کمرے کی کھڑکی سے چھپ کر ہاشم کو دیکھ رہی تھی وہ انتظار کر رہی تھی کہ وہ کب چائے سے ایک گھونٹ لے گا...

ہاشم نے جیسے ہی چائے کا کپ اٹھایا اور اس سے ایک گھونٹ لیا...

تو وہ کھانسنے لگا...

''آرام سے بیٹا! پانی لاؤں تمہارے لیے؟''

سعیدہ نے کہا...

''نہیں آنٹی... میں ٹھیک ہوں...''

جب اس نے کھڑکی کی طرف دیکھا تو وہاں لالی کھڑی ہنس رہی تھی...

اسے تب سمجھ آئی تھی کہ وہ کیوں اتنی مسکرا رہی تھی...

مگر وہ بھی ہاشم تھا...

اگلی باری حیران ہونے کی لالی کی تھی...

ہاشم اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر چائے کا پورا کپ ایک ہی سانس میں پینے لگا...

لالی اسے دیکھ کر حیران رہ گئی...

چائے کا کپ خالی ہوا تو ہاشم نے ایک نظر لالی پر ڈالی اور پھر مسکرایا...

''سعیدہ آنٹی! چائے تو بہت مزے کی ہے...''

ہاشم کی نظر لالی پر تھی...

لالی اسی طرح حیران کھڑی تھی...

کپ نیچے رکھ کر ہاشم سعیدہ آنٹی کی طرف متوجہ ہوا۔

''سعیدہ آنٹی! میں آپ سے آج ایک بہت ضروری بات کرنے آیا ہوں...''

''جی بولو بیٹا! سعیدہ نے کہا...

''آپ ہمیشہ مجھے اپنا بیٹا کہتی ہیں...اور میں بھی آپ کو کبھی ماں سے کم نہیں سمجھتا...میری امی ہمیشہ سے ہی چاہتی ہے کہ ان کی اور آپ کی دوستی رشتہ داری میں بدل جائے...اس لیے میں آپ سے آپ کی بیٹی فریال کا ہاتھ مانگنے آیا ہوں...میری امی اس لیے نہیں آسکی کیوں کہ وہ آپ سے نظر نہیں ملا پارہی...اس لیے میں خود ہی آپ کے پاس آیا ہوں...''

سعیدہ تھوڑی دیر سوچنے کے بعد کہنے لگی...

''بیٹا! کیا تمہیں پتہ ہے کہ...''

سعیدہ بات مکمل کرنے ہی والی تھی کہ ہاشم کہنے لگا...

''جی آنٹی! مجھے پتہ ہے کہ وہ آپ کی سگی بیٹی نہیں ہے، لیکن مجھے اس سے کوئی سروکار نہیں...''

نونو مسکرانے لگی...

''میں اس رشتے پر راضی ہوں لیکن مجھے فریال سے پوچھنا ہوگا...''

''بہت شکریہ آنٹی!...ہاشم مسکرانے لگا...

ہاشم کے چلے جانے کے بعد نونو لالی کے کمرے میں گئی...

جب دیکھا تو لالی اپنے بیڈ پر بیٹھ کر ڈائری لکھ رہی تھی...

''لالی! مجھ تم سے ضروری بات کرنی ہے...

لالی اپنی ڈائری رکھ کر نونو کے پاس آکر بیٹھ گئی...

نونو نے لالی کے ہاتھ کو اپنے ہاتھوں میں لیا...پھر کہنے لگی...

''آج ہاشم آیا تھا...وہ مجھ سے تمہارا ہاتھ مانگنے آیا تھا...وہ تم سے شادی کرنا چاہتا

ہے...اسے اس بات پر بھی اعتراض نہیں ہے کہ تمہارے خاندان کا کچھ پتہ نہیں...تم نے مجھ سے کچھ دن پہلے محبت کے بارے میں پوچھا تھا اس لیے میں نے ہاشم کو پورا جواب نہیں دیا...میں تم سے پہلے پوچھنا چاہتی ہوں کہ کیا تمہیں کوئی اور پسند ہے یا نہیں؟ اور کیا تم ہاشم کے ساتھ زندگی گزارنا چاہتی ہو یا نہیں؟''

لالی خاموش رہی...

پھر کہنے لگی...

''میں ہاشم سے ہی محبت کرتی ہوں...''

نونو یہ سن کر حیران ہوئی...

''تم اس سے کب سے محبت کرتی ہو؟''

نونو نے پوچھا...

12 سال پہلے...جب آپ مجھے اس نہر پر لے کر گئی تھیں، تب میں ہاشم سے ملی تھی...تب تو مجھے اس کا نام بھی نہیں پتہ تھا...لیکن اس نے مجھ سے کہا تھا کہ وہ مجھے لینے ضرور آئے گا اس لیے میں اس کا انتظار کرتی...رہی جب ہمارا آخری پرچہ ہو گیا تھا...تب ہاشم میرے سامنے آیا...

''لیکن میں اس بات سے ڈر رہی تھی کہ ایسا نہ ہو وہ مجھے میرے خاندان کی وجہ سے چھوڑ دیں۔''

''لیکن بیٹا! تم نے اسے پہچانا کیسے؟''

اس کے بلانے سے...ساری دنیا مجھے لالی کے نام سے جانتی ہے...لیکن وہ مجھے ''پری'' بلاتا ہے...اس نے مجھے پہلی بار بھی اسی نام سے پکارا تھا، اور اس دن بھی اسی نام سے پکارا...

نونو یہ سن کر مسکرانے لگی...

''تو کیا میں ہاشم کو کہہ دوں کہ تم راضی ہو...''

نونو نے ایک بار پھر پوچھا...

''جی کہہ دیں...'' لالی نے جواب دیا...

جب سدرہ گھر آئی... تو لالی نے اسے سب کچھ بتا دیا...

وہ خوشی سے پاگل ہو رہی تھی... کیا میری بہن کی شادی ہوگی؟ میں گھر سے باہر سامان لینے کیا گئی، یہاں پر تو شادی کا ماحول بن گیا...''

سدرہ کہنے لگی...

نونو نے کہا...

''جا کر میرا موبائل لے کر آؤ تا کہ میں ہاشم کو کہہ دوں...''

سدرہ بھاگ کر موبائل لے کر آئی...

◈.....◈.....◈

''ہاشم! تمہارے موبائل پر کب سے کال آ رہی ہے... دیکھ لو کون ہے...''

رابعہ باہر چارپائی پر لیٹی ہوئی تھی...

''جی امی! ابھی آیا...''

''ہاشم اپنے موبائل کی طرف بڑھا... اس نے کال اٹھائی...''

''السلام علیکم سعیدہ آنٹی!...''

ہاشم نے کہا...

''وعلیکم السلام بیٹا!...''

دوسری طرف سے جواب آیا...

''تم تو بہت خوش نصیب ہو... لالی تمہارے رشتے کے لیے مان گئی ہیں...''

''ہاشم کی خوشی کی انتہا نہ رہی تھی... اس کی نظر آسمان پر تھی... اور بے اختیار اس کے منہ سے الحمدللہ نکلا... شکریہ آنٹی بہت شکریہ...''

اس نے کال کاٹ دی اور پھر بھاگتے ہوئے اپنی ماں کے پاس آیا اور انہیں خوشخبری سنائی...

رابعہ نے اپنے بیٹے کو دعا دی اور پھر عزیزہ کو کال ملائی...

''تمہاری بہن کو بھی تو پتہ چلے...''

رابعہ خوشی خوشی عزیزہ کو کال کرنے لگی...

''جی امی السلام علیکم!...''

''ہاں عزیزہ بیٹا... کیسی ہو؟''

''الحمدللہ امی! آپ کیسی ہیں؟''

''میں بالکل ٹھیک ہوں بیٹا! اور سناؤ وحید کیسا ہے...''

''جی امی! وہ بھی ٹھیک ہیں...''

''میں تمہیں ایک خوشخبری سنانے والی ہوں...''

''سعیدہ... ہاشم کے ساتھ فریال کے رشتے کے لیے مان گئی ہے...''

''ارے واہ! امی یہ تو بہت خوشی کی بات ہے۔ امی! آپ کی طبیعت خراب ہے اور آپ خود رشتے کی بات کرنے گئیں..''

''نہیں بیٹی! ہاشم اکیلے گیا تھا..''

''ویسے ہاشم بھائی سے مجھے اُمید نہیں تھی امی...''

عزیزہ ہنسنے لگی...

ہاشم عزیزہ کی بات سن کر مسکرایا...

''امی! میں تو کہتی ہوں کہ شادی بھی جلدی کرا دیں...''

''ہاں بیٹا! میں بھی یہی سوچ رہی ہوں... اگلے مہینے کی پانچویں تاریخ پر رخصتی کروا لیں گے... ابھی تو میں کہہ رہی ہوں کہ کل اگر تم آ جاؤ تو ہم نکاح کی تیاریاں کر لیں گی رخصتی اگلے مہینے ہو جائے گی... میری طبیعت بھی ٹھیک نہیں رہتی اور اتنی تیاریاں مجھ سے نہیں ہوتیں...

''امی! آپ اپنا بہت خیال رکھیں اور فکر مت نہ کریں میں ساری تیاریاں کر دلوں گی...''

عزیزہ نے اپنی ماں کو تسلی دی...

عزیزہ سے بات کرنے کے بعد رابعہ ہاشم کی طرف مڑی...

''بیٹا! تم بھی ذرا اپنی اکیڈمی اور کالج سے چھٹیاں لے لینا...''

رابعہ بات کرتے ہوئے کھانسنے لگی۔

''امی! آپ ٹھیک ہیں'' ہاشم جلدی سے پانی کا گلاس لے کر آیا...

''ہاں بیٹا! میں ٹھیک ہوں بس سر میں درد رہتا ہے... میری نظر بھی کم ہو گئی ہے... تھوڑا سا کام کروں تو سر میں بہت درد ہونے لگتا ہے...''

''امی! شاید یہ سر پر چوٹ کی وجہ سے ہوتا ہے نظر کا کم ہونا اور سر میں درد... آپ بس اپنی دوائیاں وقت پر لیا کریں... ابھی لی ہے دوائی آپ نے؟'' ہاشم نے پوچھا...

''ہاں ابھی لی ہے... اب تمہاری شادی میں صرف 15 دن ہی رہ گئے ہیں... کل چلتے ہیں سعیدہ کی طرف مٹھائی لے کر...''

رابعہ نے کہا...

''مگر امی! آپ کی طبیعت بہت خراب ہے... اور ڈاکٹرز نے آپ کو زیادہ چلنے پھرنے سے منع کیا ہے۔'' ہاشم کہنے لگا...

''ارے بیٹا! کچھ نہیں ہوتا... میری خواہش تھی کہ تمہیں ایک بہت اچھی بیوی ملے... جو تمہیں خوش رکھے... اور تم اسے خوش رکھو... فریال کی فطرت خاموش سی ہے... مگر وہ سعیدہ کی بیٹی ہے اور اب میری ہونے والی بہو... وہ مجھے بہت عزیز ہے... کل عزیزہ آئیں گی... وہی تمہارے ساتھ تیاریوں میں مدد کریں گی...''

''جی امی... ہاشم نے کہا...''

◈ ..... ◈ ..... ◈

سعیدہ کا گھر دلہن کی طرح سجا ہوا تھا...

ہر طرف روشنیاں... خوشیاں ہی خوشیاں تھیں... آج فریال کی مہندی تھی...

فریال اپنے کمرے میں بیٹھ کر اپنی ڈائری میں کچھ لکھ رہی تھی...

''آج میری مہندی ہے امی جان!... میں بہت خوش ہوں... آج خود کو دلہن کے لباس میں دیکھ کر ڈر سا لگ رہا ہے... ایک شخص جو انجان ہے... نکاح کے بعد وہ شخص آپ کے اتنے قریب ہو جاتا ہے کہ آپ اس کے ساتھ پوری زندگی گزارنے کے لیے تیار ہوتی ہیں... آپ کی خوشیاں آپ کے غم سب کچھ اسی شخص سے جڑ جاتے ہیں...

میں نے ہمیشہ کتابوں میں پڑھا تھا کہ پہلی محبت بہت کم کامیاب ہوتی ہیں... اس لیے میں نے یہ امید چھوڑ دی تھی کہ مجھے وہ مل سکتا ہے... مگر آج اسی کی دلہن بن کر مجھے اندازہ ہوا کہ میں کتنی خوش نصیب ہوں... اس نے مجھے ہر لحاظ سے قبول کر لیا... جس طرح میں اپنے شریک حیات کو تصور کرتی تھی اور جی بالکل اسی طرح ملا ہے... اور اس کا پتہ مجھے تب چلا جب وہ 12 سال کے بعد میرے سامنے آیا... اس کی آنکھوں سے لگ رہا تھا کہ اس نے کتنا ڈھونڈا ہے مجھے... وہ بارش میں پورا بھیگ چکا تھا وہ دونوں گھٹنوں پر بیٹھ کر بس مجھے دیکھ رہا تھا... اور میں یہی سوچتی رہی کہ اس نے دنیا سے کیا کہا ہوگا کہ وہ کس کا انتظار کر رہا ہے... میں چاہتی ہوں کہ مجھے بھی میری زندگی میں سعیدہ آنٹی جیسی دوست ملے... جو ہمیشہ مجھے یہی کہتی ہے کہ میں اپنی ماں کو نہ بھولوں انہیں یاد رکھوں... آپ جو باتیں کرتی تھیں وہ ہمیشہ مجھ سے وہی باتیں کرتی ہیں... کہ تمہاری ماں اس طرح کہتی ہیں تمہاری ماں اس طرح کرتی ہیں... وہ مجھے جانے انجانے میں آپ کو مجھ سے متعارف کروا رہی ہیں... اللہ آپ کو بہت خوش رکھے...

آپ کی بیٹی

(لالی)

ڈائری بند کرتے وقت لالی کی آنکھوں میں آنسو تھے...

اسے آج اپنی ماں کی بہت یاد آ رہی تھی... تھوڑی دیر بعد اسے سٹیج پر بٹھایا گیا...

وہ اپنے اردگرد دیکھنے لگی...

سب لوگ بہت خوش تھے...

لالی ان کو دیکھ کر مسکرا رہی تھی...

عزیزہ آ کر اس کے دائیں طرف بیٹھ گئی اور سدرہ اس کے بائیں طرف...

''بھائی میں تو لڑکی والوں کی طرف سے بھی ہوں اور لڑکے والوں کی طرف سے بھی...''

عزیزہ کہنے لگی...

لالی مسکرائی...

''لالی! تم بہت پیاری لگ رہی ہو... بالکل ایک گڑیا کی طرح... ماشاءاللہ...''

عزیزہ بار بار لالی کی تعریفیں کر رہی تھی...

''اچھا لالی! یہ تو بتاؤ؟ میرے اس کھڑوس بھائی کے ساتھ کیسے رہو گی تم... وہ تو بہت بورنگ ہیں... صرف فزکس کی باتیں کرتا ہے...''

عزیزہ لالی کو تنگ کرنے لگی...

لالی ہنسنے لگی...

''ہاں نہ لالی... اب تو صرف تم فزکس ہی سنو گی...''

سدرہ بھی لالی کو تنگ کرنے لگی...

لالی ہنسنے لگی...

تھوڑی دیر بعد سعیدہ آئی...

''تم دونوں لالی کو ہنسانا بند کرو دلہن زیادہ نہیں ہنستی...''

سعیدہ ڈانٹنے لگی

''آنٹی! ہم نہیں ہنسا رہے... یہ تو لالی بہت خوش ہے اس لیے ہنس رہی ہے...'' عزیزہ سدرہ کی طرف دیکھ کر کہنے لگی...

لالی نے معصومیت سے سعیدہ کی طرف دیکھا...
کافی مہمان گھر جا چکے تھے...رات ہو چکی تھی...
لالی اپنے کمرے میں بیٹھی ہوئی تھی...
تھوڑی دیر بعد سدرہ بھاگ کر آئی...
''ادھر آؤ...لالی!''
سدرہ نے لالی کا ہاتھ پکڑا...
''کیا کر رہی ہو سدرہ؟''
لالی نے کہا...
''وہ ہاشم بھائی تمہیں دیکھنا چاہتے ہیں...وہ ہمارے گھر کے سامنے ہی کھڑے ہیں...تم بس صرف بالکنی میں جاؤ...''
میں کیسے جا سکتی ہوں سدرہ؟
لالی نے سدرہ سے کہا...
''نہیں میں نہیں جا سکتی...''
''یار! کیوں نہیں جا سکتی...نکاح ہوا ہے...تم دونوں کا اب وہ شوہر ہے تمہارا...''
پھر بھی سدرہ۔
نونو نے دیکھ لیا تو پھر کیا ہوگا...
سدرہ کے بہت اصرار کرنے کے بعد لالی بالکنی میں چلی گئی...
جب اس نے دیکھا...
ہاشم...ہاتھ میں گٹار لیے کر کھڑا تھا...جب ہاشم نے لالی کو کو دیکھا...
جو زرد رنگ کے کپڑے پہنے...اس کے نام کی مہندی لگائے ہوئے...
اس کے گھنگریالے بال بہت خوبصورتی سے بندھے ہوئے تھے...

اس کی مسکراہٹ...

اور وہ آنکھیں...

جس کو دیکھ کر ہاشم بھول گیا تھا کہ وہ یہاں اپنی پری کے لیے گانے آیا تھا...وہ آج سچ میں ایک پری کی طرح لگ رہی تھی...ہاشم کافی دیر تک اسے دیکھتا رہا...کیا وہ اتنا خوش نصیب ہے؟ پھر تھوڑی دیر بعد اس نے اپنا گٹار سیٹ کیا...

اور گانے لگا...

اس کی آواز سن کر لالی حیران رہ گئی...

"جسے زندگی ڈھونڈ رہی ہے

کیا یہ وہ مقام میرا ہے

یہاں چین سے بس رک جاؤں

کیوں دل یہ مجھے کہتا ہے

جذبات نئے سے ملے ہیں

جانے کیا اثر یہ ہوا ہے

ایک آس ملی ہے مجھ کو...

جو قبول کسی نے کیا ہے...

کسی شاعر کی غزل

جو دے روح کو سکوں کے پل

کوئی مجھ کو یوں ملا ہے

جیسے بنجارے کو گھر

نئے موسم کی سحر

یا ہو سردی میں دوپہر۔

کوئی مجھ کو یوں ملا ہے
جیسے بنجارے کو گھر..."
یہ سب کچھ دیکھ کر لالی کو سلفائٹ ناول کا وہ حصہ یاد آیا جب روحان بارش میں کھڑے ہو کر حانی کے لیے گا رہا تھا...
وہ ناول پڑھنے کے بعد لالی کا کافی دل کیا کہ کوئی اس کے لیے گٹار بجائے...
اس کا بھی دل کیا کہ کوئی اس کے لیے گنگنائے...
اور آج ہاشم کو ایسے دیکھ کر...
اسے اپنا آپ بہت خوش نصیب لگ رہا تھا...
تھوڑی دیر بعد...
ہاشم خاموش ہوا...
پھر کہنے لگا...
"تم میری ہو...یہ احساس ہی مجھے سکون دیتا ہے..."
لالی اس کی بات سن کر مسکرائی...
اور پھر ہاشم کو اس کے دوست کھینچ کر گاڑی میں بٹھانے لگے اور...
اس کا ایک دوست کہہ رہا تھا...اس سے پہلے کہ تمہاری ساس اُٹھ جائے...یہاں سے بھاگو عاشق صاحب...
لالی یہ سن کر ہنسنے لگی...

◈.....◈.....◈

آج لالی کی بارات تھی...

وہ لال سرخ جوڑا پہنے آئینے کے سامنے کھڑی تھی... سرخ رنگ یادرہ جانے والوں میں سے ہے... اس لیے زیادہ تر لوگ اپنی شادیوں پر اسی رنگ کا جوڑا پہنتے ہیں تاکہ یہ دن ان کو یاد رہے... تھوڑی دیر بعد سدرہ لالی کے کمرے میں آئی...

وہ بھی کافی خوبصورت لگ رہی تھی... اس نے کریم کلر کا فراک پہنا تھا... بال کھلے چھوڑے تھے... اور ساتھ میں جھمکے پہنے تھے... سدرہ خوش بھی تھی لیکن اس کی بہن کسی اور گھر جا رہی تھی... اس لیے وہ خفا سی تھی...

بہنیں چاہے جتنا بھی اپنے گھر میں لڑ لیں... ان کا رشتہ ایسا ہوتا ہے کہ وہ ایک دوسری کے بغیر زیادہ دیر نہیں رہ سکتیں... خیر انسان رہ لیتا ہے سب کے بغیر... مگر عادتیں بہت جان لیوا ہوتی ہیں... سدرہ لالی کو گلے لگانے لگی...

لالی بڑی بہن تھی اس لیے اس نے اپنے آنسو روک لیے...

''سدرہ میرا رونے کا بالکل من نہیں کر رہا... میرا میک اپ خراب ہو جائے گا...''

لالی نے کہا...

سدرہ لالی کی بات سن کر اسے دیکھنے لگی اور پھر ہنسنے لگی...

''توبہ لالی... تھوڑا سا رو لو... عزیزہ اندر آتے ہوئے کہہ رہی تھی...

لالی اور سدرہ ہنسنے لگیں...

تھوڑی دیر بعد دلہا اور دلہن دونوں سٹیج کی طرف بڑھ رہے تھے...

لالی سرخ لہنگا پہنے...اور ہاشم کریم کلر شیروانی پہنے ہوئے تھا...ان دونوں کی جوڑی بہت خوبصورت لگ رہی تھی...

سعیدہ اور رابعہ دونوں ایک ساتھ بیٹھ کر خوشی سے ان کو دیکھ رہی تھیں...

ان کی دوستی رشتہ داری میں بدل چکی تھی...

دلہا اور دلہن دونوں سٹیج پر بیٹھ گئے...

ہاشم نے کہا...

''میری پری! تو ہر رنگ میں بہت پیاری لگتی ہے...''

لالی اس کی بات سن کر شرمائی...

''مجھے پتہ نہیں تھا کہ آپ اتنا اچھا گاتے ہیں...آپ بھی ہر انداز میں اچھے لگتے ہیں...بس فزکس کو چھوڑ کر...'' لالی کہنے لگی...

''اب تو تمہاری زندگی ایک فزکس والے شخص کے ساتھ ہے...اب تو آپ کو میرے ساتھ ساتھ فزکس سے بھی محبت کرنی ہوگی...ہاشم نے کہا...

''ایک منٹ؟ آپ کو کس نے کہا کہ مجھے آپ سے محبت ہے؟ ہاشم سوالیہ نظروں سے مسکرا کر لالی کی طرف دیکھنے لگا...''

''کیا مطلب؟ آپ مجھ سے محبت نہیں کرتیں؟...''

لالی مسکراتی ہوئے نفی میں سر ہلانے لگی...

''یہ تو بہت مشکل ہو جائے گا...تو میں ایسا کیا کروں کہ آپ کی محبت کو پالوں؟''

لالی تھوڑی دیر سوچنے کے بعد کہنے لگی

''کوشش...''

ہاشم معصومیت سے اسے دیکھنے لگا...

تھوڑی دیر بعد لوگ سٹیج پر آ کر دلہا اور دلہن کے ساتھ تصاویر بنانے لگے...

بہت سے تحائف اور دعائیں دیں... پھر رخصتی کا وقت آیا...

جب لالی سب سے مل رہی تھی... تو اس کا دل کیا کہ وہ بہت زور زور سے روئے... مگر اس کی آنکھوں سے صرف آنسو ہی بہہ رہے تھے...

سعیدہ نے ہاشم کو اپنے قریب کیا اور کہنے لگی:

''میرے بیٹے ہاشم! لالی میری سب سے حساس بیٹی ہے... میں نے اپنی بیٹیوں کے لیے اپنے خواب چھوڑے ہیں اور میں نے انہیں قیمتی چیزیں دی ہیں... میری بیٹی کبھی تم سے مادی چیزیں نہیں مانگے گی... تم سے قیمتی چیزوں پر خفا نہیں ہوگی... اگر تم اسے وقت، محبت، وفاداری اور عزت جیسی قیمتی چیزوں سے نوازوں... وہ تم سے ایسی ہی چیزیں مانگے گی کیونکہ میں نے ان کو یہ چیزیں دی ہیں گے...

ہاشم نے اثبات میں سر ہلایا...

ہاشم گاڑی میں جا بیٹھا...

لالی پہلے سعیدہ کے گلے لگ کر روئی اور پھر سدرہ کے گلے لگ کر خوب روئی اور ہاشم کے ساتھ گاڑی میں بیٹھ گئی... لالی گاڑی میں بیٹھ کر بھی رو رہی تھی... نصف راستے وہ صرف رو رہی تھی...

ہاشم اسے دیکھ کر اپنی مسکراہٹ چھپا رہا تھا...

اور پھر ہاشم اور فریال اپنی زندگی کے ایک نئے سفر پر روانہ ہوئے...

◈ ..... ◈ ..... ◈

چند دن بعد...

''اٹھو ہاشم!''

لالی ہاشم کو اٹھا رہی تھی...

''ہاشم!!! دیر ہو رہی ہے... تمہارے سٹوڈنٹس نا... دنیا کے سب سے خوش نصیب سٹوڈنٹس ہوں گے... ان کا استاد تو ہر وقت دیر سے جاتا ہے اسکول...''

لالی اب اس پر غصہ کر رہی تھی...

تھوڑی دیر بعد لالی... جگ میں پانی بھر کر لے آئی اور ہاشم پر گرا دیا...

ہاشم ہڑبڑا کر اٹھا...

لالی بغیر کچھ کہے باہر چلی گئی۔

''اتنی ظالم بیوی میں نے کبھی نہیں دیکھی...''

ہاشم بیڈ پر بیٹھ کر کہہ رہا تھا...

''پتہ نہیں یہ لڑکیاں شادی کے بعد پری سے چڑیل کیوں بن جاتی ہیں...

یہ کہہ کر ہاشم بیڈ سے اٹھا...

''میں سن رہی ہوں...''

لالی کی آواز آئی...

''میں نے تو کچھ بھی نہیں کہا...''

ہاشم جلدی سے واش روم کی طرف بھاگا...

لالی نے جب دیکھا کہ ہاشم واش روم چلا گیا ہے تب اس نے باہر سے پانی بند کر دیا...

''اب کہو مجھے چڑیل...''

لالی مسکرائی...

''امی!!!''

وہ باہر آیا...

اس کے منہ پر صابن لگا ہوا تھا...

''امی! دیکھیں یہ آپ کی بہو نے پانی بند کر دیا میری آنکھوں میں صابن چلا گیا ہے...''

رابعہ نے پہلے ہاشم کو دیکھا اور پھر لالی کو بلایا...

''لالی!!! یہ تم نے کیا ہے؟''

امی جان!!!!اس نے مجھے چڑیل کہا...

''ہاشم!!تم نے میری بہو کو چڑیل کہا...''

تھوڑی دیر بعد رابعہ ان دونوں کی شکایت سے تنگ آ کر کہنے لگی...

''تم دونوں جو بھی کرو میرا پیچھا چھوڑ دو...''

''تھوڑی دیر بعد ہاشم آئینے کے سامنے کھڑا ہو کر اپنے بال سیٹ کر رہا تھا...لالی الماری سیٹ کر رہی تھی...''

''تم آج کالج نہیں جا رہے؟''

لالی نے پوچھا...

''نہیں...آج میں اپنے گاؤں جا رہا ہوں...گاؤں والے گھر میں، میں نے کچھ کام کروانے کا کہا تھا...وہ اب مکمل ہو گیا ہے تو میں وہ دیکھنے جا رہا ہوں...سوچ رہا ہوں کہ چھٹیوں میں گاؤں چلے جایا کریں گے...

ہاشم بتانے لگا...

''اچھا!! مجھے بھی گاؤں جانا ہے تمہارے ساتھ...''

لالی نے کہا

''تم وہاں جا کر کیا کرو گی؟ اور ویسے بھی...

ابھی یہ دیکھنا ہے شاید وہاں کام مکمل نہ ہوا ہو تو پھر تم کہاں رہو گی...

''نہیں! لیکن میں تمہارے ساتھ جانا چاہتی ہوں جو بھی ہو...''

لالی نے ضد کی...

''اچھا ٹھیک ہے...''

ہاشم آخر کار مان گیا...

لالی اور ہاشم گاڑی میں بیٹھ کر گاؤں کی طرف روانہ ہوئے...

بارشوں والا موسم تھا اس لیے ہاشم اپنے ساتھ احتیاطاً چھتری لے کر گیا...

تھوڑی دیر بعد...

وہ لوگ گاؤں کی حدود کے اندر داخل ہوئے...

لالی ان راستوں کو دیکھ رہی تھی...وہ ان دونوں کا گاؤں تھا...

کبھی لالی بھی یہاں رہا کرتی تھی...

وہ ان راستوں کو دیکھ رہی تھی اور اسے ایک عجیب سا سکون مل رہا تھا...

راستوں کو دیکھ کر اسے وہ خواب یاد آیا...

جو وہ ہفتے میں کم از کم ایک بار دیکھا کرتی تھی...اس نے کبھی بھی ہاشم کو اپنے اس خواب کے بارے میں نہیں بتایا تھا...

کچھ ہی دیر بعد وہ ہاشم کے گاؤں والے گھر کے سامنے کھڑی تھی...پورا دن ہاشم باہر مردوں کے ساتھ بیٹھ کر ان کو کام سمجھا رہا تھا...

لالی گھر میں بہت بور ہو چکی تھی...

سورج ڈھلنے کا وقت قریب تھا...

اس لیے اس نے سوچا کہ کیوں نہ وہ تھوڑا سا باہر گھوم لیں...

اس نے سوچا کہ وہ اس جگہ پر جائے گی جہاں وہ اپنی ماں سے ملی تھی...

وہ بہت عرصے بعد آئی تھی اس لیے وہ گاؤں کے راستوں سے زیادہ واقف نہیں تھی بہت کچھ بدل چکا تھا...

وہ ایک بڑی سی چادر پہن کر باہر چلی گئی...وہ ان کھیتوں میں چلنے لگی...

اور پھر چلتے چلتے وہ اس نہر کے کنارے تک پہنچی جہاں وہ اپنی ماں سے ملی تھی جہاں وہ ہاشم کو ملی تھی...

وہاں بیٹھ کر اس ڈھلتے سورج کو دیکھ رہی تھی...

تب بہت سی یادوں نے اسے آ گھیرا...

اسے اپنی ماں کی بہت یاد آ رہی تھی... جہاں وہ اسے پہلی اور آخری دفعہ ملی تھی... تھوڑی دیر بعد... اسے ایک آواز آئی...

"پری!!!"

اس نے جلدی سے مڑ کر دیکھا...

وہاں ہاشم کھڑا تھا...

اس نے ہاشم کو دیکھا اور پھر دونوں مسکرائے...

جب ہاشم نے لالی کو دیکھا...

تو وہ سوچنے لگا...

کچھ خواب اگر حقیقت بھی بن جائیں تب بھی خواب ہی لگتے ہیں...

لالی کا مل جانا ایک ایسا ہی خواب تھا...

ہاشم لالی کے قریب آ کر بیٹھ گیا...

اس نے لالی کا ہاتھ تھاما...

اور پھر خاموشی سے سامنے اس ڈھلتے سورج کو دیکھنے لگا...

ان دونوں کے درمیان کوئی بات نہیں ہوئی مگر پھر بھی وہ لمحہ بہت قیمتی تھا... اس لمحے میں کچھ ایسا تھا جو الفاظ کا محتاج نہ تھا...

تھوڑی دیر بعد... ہاشم کا موبائل بجنے لگا... اس نے کال اٹھائی...

کال بند کرنے کے بعد اس نے لالی سے کہا...

"مجھے ایک ضروری کام ہے لالی... تم ابھی آ رہی ہو میرے ساتھ یا بعد میں آؤ گی...؟"

اس نے لالی سے پوچھا...

"تم جاؤ میں تھوڑی دیر بعد آ جاؤں گی..."

جب ہر طرف اندھیرا چھا گیا تو لالی اٹھ کر واپس آنے لگی...

جب اس نے اردگرد دیکھا...

اسے سمجھ نہیں آیا تھا کہ وہ کون سے راستے سے آئی ہے...

اسے دور دور تک گھر نہیں دکھائی دے رہا تھا...

جب اس نے اردگرد نظر دوڑائی... وہی کھیت جو اس نے خوابوں میں دیکھے تھے...

وہی اندھیرا اس خواب میں تھا...

وہی خاموشی جو بے چین کرنے والی تھی...

جب اس نے آسمان پر دیکھا...

کالے بادل پورے آسمان پر چھائے ہوئے تھے...

اور ایک دم...

اسے وہ آواز سنائی دی...

"لا... لا... لالی..."

وہ کانپنے لگی...

سب کچھ اس خواب جیسا تھا یا پھر اس سے زیادہ بھیانک آسمان پر چاند کی روشنی بھی نہیں تھی...

اسے اس وقت کچھ سمجھ نہیں آیا...

وہ بھاگنے لگی...

اتنے میں بارش کے قطرے گرنے لگے... بہت تیز بارش شروع ہوگئی... وہ خوف سے رونے لگی...

ہر طرف اس آواز کا پیچھا کر رہی تھی... ساری دنیا اس کے اردگرد گھوم رہی تھی... اسے سمجھ نہیں آ رہا تھا کہ وہ کہاں جائے... وہ پوری طرح بھیگ چکی تھی... بہت زیادہ تیز بارش کی وجہ سے ساری زمین کیچڑ کیچڑ بن گئی... وہ کئی بار گری... مگر خوف نے اسے چاروں طرف سے آگھیرا تھا...

ہاشم تیز بارش میں چھتری لیے جب گھر پہنچا...اور لالی کو آواز دی...

''پری! بہت تیز بارش ہے... چائے بنالو میرے لیے...''

مگر کہیں سے بھی جواب نہیں آیا...

''پری!!!''

اب وہ پورے گھر میں اسے ڈھونڈھ رہا تھا...

''پری!!! تم کہاں ہو؟''

اسے اگر گھر میں نہ پا کر ہاشم بغیر چھتری کے باہر کی طرف بھاگا...

اس کے ہاتھ میں ایک Torch تھی...

وہ کھیتوں میں اسے ڈھونڈ رہا تھا...

اسے ایسے لگا جیسے اس کی دنیا رک گئی ہے...وہ اس نہر تک پہنچا لیکن وہاں لالی نہیں تھی...

اس نے ہر طرف دیکھا...

اس کو کھونے کا خیال ہی ہاشم کو ڈرا رہا تھا...

اس کا دل بہت زور سے دھڑک رہا تھا اس کی سانسیں پھول رہی تھیں آنکھوں میں ایک خوف سا تھا...اپنے محبوب کو کھونے کا خوف...بارش بہت تیز ہو رہی تھی...وہ پوری طرح بارش میں بھیگ چکا تھا...اور پھر دور اسے ایک کمرہ سا نظر آیا...جو ایک عالی شان حویلی کے قریب تھا...اسی کمرے کے بالکل ساتھ ہی لالی بیٹھی تھی...

جب اس نے لالی کو دیکھا...وہ بارش میں بھیگ چکی تھی...

وہ دوڑتا ہوا اس کے قریب آیا...

اس نے لالی کو گود میں رکھا...

جب دیکھا تو لالی مسلسل ایک ہی جملہ دہرا رہی تھی...

''امی آپ کہاں ہو؟؟؟''

ہاشم نے جب اس کے پاؤں کو دیکھا... تو وہ بہت زخمی ہو گئے تھے... وہ ننگے پاؤں کھیتوں میں دوڑی تھی...

"پری!!! میں آ گیا ہوں...."

پری نے جب آنکھیں کھولیں اور ہاشم کو دیکھا...

وہ اور بھی رونے لگی...

"ہا... ہاشم... میری امی کہاں ہے؟ مجھے میری امی کے پاس لے جاؤ... وہ مجھے بلا رہی ہیں...

ہاشم!!!

میری امی مجھے بلا رہی ہیں...

"ہاشم نے اسے گلے سے لگایا..."

اس نے اِدھر اُدھر دیکھا... اور پھر وہ اس کمرے کی طرف بڑھا...

جس کے اوپر "لالی" لکھا ہوا تھا...

ہاشم کو تو پہلے یہ عجیب سا لگا مگر لالی کو بارش میں بھیگتا ہوا دیکھ کر وہ اس کمرے کے دروازے تک گیا، اس نے دیکھا کہ اس دروازے پر کوئی تالا نہیں لگا تھا...

لالی کو بارش سے بچانے کے لیے ہاشم نے لالی کو گود میں اٹھایا اور اسے اس کمرے کے اندر لے گیا...

وہ کمرہ ایک عام کمرہ نہیں تھا...

وہ ایک لائبریری تھی...

لائبریری کی حالت دیکھ کر لگ رہا تھا کہ یہاں صفائی ہوتی رہتی ہے کیونکہ کسی بھی کتاب کو کیڑا نہیں لگا تھا...

لالی جب ہوش میں آئی... اور اس نے لائبریری کو دیکھا... تو وہ حیران ہوئی... پھر ہاشم سے

پوچھنے لگی...

''یہ ہم کہاں آئے ہیں؟ یہ کون سی لائبریری ہے؟ ہم تو گاؤں میں تھے نا.. تو یہ لائبریری کہاں سے آئی...''

''لالی...

لالی نام ہے اس لائبریری کا...

یہ نام سن کر لالی حیران ہوئی اسے اپنے کانوں پر یقین ہی نہ آیا...

''لالی لائبریری۔''

وہ جلدی سے اس لائبریری کے باہر چلی گئی...

جو باہر اس نے لائبریری کے اوپر بوٹ پر ''لالی'' لکھا ہوا دیکھا...

تو حیران ہوئی...

یہ وہی لائبریری تھی جو وہ ہر ہفتے خواب میں دیکھا کرتی تھی...

وہ جلدی سے اندر آئی اور ہاشم کی طرف بھاگی...

''ہاشم میرا خواب سچ تھا... میں نے یہ سب کچھ دیکھا ہے خواب میں... تمہیں پتہ ہے ہاشم...''

اور پھر وہ ہاشم کو سارا خواب سنانے لگی... اس نے ہاشم سے کبھی بھی اپنی ماں یا اپنے خاندان کا ذکر نہیں کیا تھا...

ہاشم اس کی بات خاموشی سے سن رہا تھا...

''کیا تمہیں مجھ پر یقین ہے؟''

سب مجھ سے کہتے تھے کہ یہ ایک عام سا خواب ہے میں اس کے بارے میں زیادہ نہ سوچوں...

لیکن دیکھو ہاشم!!! یہ سب کچھ سچ ہے... کہ میری امی مجھے اسی لائبریری میں ملے گی...

لالی کہہ رہی تھی...

''لائبریری؟''

تمہیں پتہ ہے ہاشم... میری ماں جب مجھ سے پہلی اور آخری بار اس نہر پر ملی تھی تو اس نے مجھے دو باتیں کہی تھیں...

جب بھی کسی لائبریری جاؤ تو وہاں کا آخری شیلف ضرور دیکھنا۔

لالی اسی لائبریری کے آخری شیلف کی طرف بھاگی...

آخری شلف میں بہت سی پرانی کتابیں پڑی تھی...

اور پھر سب سے نیچے ایک کتاب پڑی تھی...

لالی نے اس کتاب کو اٹھایا، اس پر لگی ہوئی دھول کو صاف کیا...

وہ ایک ڈائری سی تھی جس کے کور پیج پر ''لالی'' لکھا تھا...

وہ حیرانی سے ہاشم کی طرف دیکھنے لگی...

اور پھر وہ کتاب کھولی.....

''لالی میری پیاری بیٹی! اُمید ہے تم بھی ہوگی اور بہت زیادہ خوبصورت ہوگی یہ کتاب ضرور تمہیں لائبریری کے آخری شیلف سے ملی ہوگی یہ کتاب تمہیں مجھ سے ملائے گی، تم مجھ سے اس کے ذریعے باتیں کروگی اور اسی کے ذریعے مجھے یاد رکھوگی، پر تمہیں پتہ ہے یہ کتاب ان کتابوں جیسی نہیں ہے جو آخری شیلف میں ملتی ہیں... یہ کتاب سب سے الگ اس لیے ہے کیونکہ یہ خاص تمہارے لیے لکھی گئی ہے کیونکہ تمہیں پتہ ہے میں نے تمہیں بتایا تھا کہ دنیا میں کچھ کتابیں ایسے ہوتی ہیں جو خاص ہمارے لیے ہوتی ہیں۔ وہ اس شیلف میں ہمارا ہی انتظار کرتی ہیں یا ہم جیسے لوگوں کا لیکن ان کتابوں پر ایک جیسے لوگوں کی انگلیوں کی پوروں کی نشان لگے ہوتے ہیں لوگ ان کو پڑھتے ہیں تو ان کے صفحات نرم پڑ جاتے ہیں لیکن اس کتاب پر میری انگلیاں ہی لگیں گی اور میری سب سے بڑی خواہش ہے کہ یہ کتاب اور اس کتاب کے صفحات صرف تمہاری انگلیوں کو ہی یاد رکھیں کیونکہ یہ قلم جس نے اٹھایا ہے وہ

کوئی مشہور مصنفہ نہیں بلکہ تمہاری اپنی ماں ہے جس نے اپنی ساری زندگی اسی ایک کتاب میں بند کی ہے تمہیں پتہ ہے میری ایک خواہش تھی کہ مجھے بھی کوئی سننے والا ہو میری ایک بہن ہو میرا ایک ہمراز ہو جو میرا سہارا بنے جو راتوں کو میری باتیں سنے اور دن کو میرے ساتھ اس جھیل کے کنارے پر رہے، پر بہت زیادہ ناامیدی کے بعد میں اس نتیجے پر پہنچی کہ میری کوئی بیٹی بھی تو ہو سکتی ہے جو میری ہم راز بنے اور تب سے میں نے تمہارے لیے لکھنا شروع کیا۔

جہاں تک مجھے اپنی زندگی سمجھ آئے گی وہاں تک میں تمہیں یہاں ملوں گی اور اس کتاب کے پڑھنے کے بعد سمجھ لینا کہ یہ وہ باتیں ہیں جو میں اپنے بارے میں جانتی ہوں اور جو باتیں اس میں نہیں ہیں انہیں خود بھی نہیں جانتی، اس کتاب میں مجھے پتہ ہے آگے میری ساری زندگی لکھی جائے گی اس کتاب میں یہ بھی لکھا جائے گا کہ شاید تم یعنی پیدا ہی نہ ہو اور یہ بھی تو ہو سکتا ہے کہ ہم دونوں مل کر کسی دن اس کتاب کو پڑھیں تمہیں یہ سن کر بھی حیرانگی ہوگی کہ کس طرح میں تمہارا نک نیم تک جانتی ہوں جب کہ تم اس دنیا میں بھی نہیں آئی تو اس کا جواب یہ ہے کہ میں چاہتی ہوں تمہارا نام فریال ہو اور تمہارا نک نیم لالی ہو، اور اتنا مجھے یقین ہے کہ اس ڈائری کو تم لالی بن کر ہی کھولو گی اس ڈائری کو کھولتے وقت شاید میں تمہارے قریب نہ ہوں یا شاید میں تم سے بہت دور ہوں لیکن یہ یاد رکھنا کہ جب بھی تم لائبریری کے آخری شیلف میں آؤ گی تو میں وہاں تمہیں اس کتاب کی شکل میں ضرور ملوں گی اور تمہارے سارے شکوے ختم ہو جائیں گے اور تمہارے ذہن میں کبھی یہ شک نہیں آئے گا نہ کبھی یہ کوئی گمان آئے گا کہ تمہیں کوئی پوچھنے والا نہیں تھا۔

تمہارے لیے تو میں نے تمہارے پیدا ہونے سے پہلے ہی کتاب لکھنا شروع کر دی تا کہ تم مجھے جان سکو پہچان سکو اور وہ نہیں جو میں تمہیں اپنے منہ سے کہتی ہوں بلکہ اس کتاب میں میری زندگی کا ہر گزرتا دن مہینہ اور سال اور جتنا بھی عرصہ ہو وہ سب لکھوں گی میں کوئی مصنف تو نہیں کہ میں تفصیل اور بہت خاص اور منفرد انداز میں لکھ سکوں لیکن یہ ضرور جانتی ہوں کہ تم اس کو ایسے ہی پڑھو گی جیسے میں تمہارے سامنے ہوں جیسے میں تم سے کبھی دور ہی نہیں گئی، اور اس کتاب کے پڑھنے کے بعد تمہاری

زندگی مکمل ہو جائے گی کیونکہ میں جانتی ہوں کہ انسان کی زندگی میں جب کوئی چیز نامکمل ہوتی ہے وہ خاندان ہی کیوں نہ ہو وہ محبت ہی کیوں نہ ہو بے چین رہتی ہے، اُمید کرتی ہوں کہ اس کے پڑھنے کے بعد تمہاری راتیں پرسکون ہوں گی تمہارا دل مطمئن ہوگا اور تم ایک خوش زندگی جی رہی ہوگی اس کو لکھتے وقت میں اس لیے دماغ میں موت کا تصور لیے بیٹھی ہوں کیونکہ زندگی بہت اپریڈکٹیبل ہے لوگ چھوڑ کر چلے جاتے ہیں موقع تک نہیں دیتے اور یہ تم زندگی سے خود سیکھ لوگی...

یہ ڈائری جس عمر میں، میں لکھ رہی ہوں وہ 16 کے قریب ہے چلو آج میں تمہیں اپنے خاندان سے ملواتی ہوں جو تمہارا بھی خاندان ہوگا، پہلے ہمارے گھر کی شان جن کی وجہ سے گاؤں کے سارے لوگ ہماری بہت عزت کرتے ہیں ان کا بہت رعب اور دبدبہ ہے سب ان کی ہر ایک بات کو مانتے ہیں ٹالنے کی ہمت کسی میں بھی نہیں ہے ان کا نام ہے عبداللہ شاہ ان کو ہم بڑے ابا بلاتے ہیں، ہمارے خاندان کا نام شاہ ہے میرے دادا اور تمہارے پردادا یاد رکھنا میں اپنے والد سے زیادہ ان سے محبت کرتی ہوں اور ان کے ساتھ زیادہ وقت گزارتی ہوں میری دادی آمنہ بی بی وفات پا چکی ہے میں نے ان کو کبھی دیکھا بھی نہیں اور ان کی تصویریں بھی بہت کم ہیں لیکن مجھے یقین ہے کہ جس طرح کی شخصیت میرے والد اور میرے چاچو رکھتے ہیں اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ وہ کافی غیرت مند اور بارعب خاتون تھی عبداللہ شاہ کے دو ہی بیٹے ہیں بڑے کا نام ولید شاہ یعنی چھوٹے ابا یعنی میرے والد (ہنستے ہوئے) اور تمہارے دادا...

میری والدہ کا نام نصرت بتول ہے وہ بہت نرم دل خاتون ہے، منہ سے وہ بھلے ہی تمہیں ڈانٹ دیں اور بہت سنائیں لیکن دل ان کا بہت نرم ہے جب کبھی مجھے گھر میں ڈانٹ پڑتی ہے تو اگر وہ ان کی طرف سے نہ ہو تو وہ میری طرف ضرور ہوتی ہے میں ان کی اکلوتی بیٹی ہوں سارا بتول (تمہاری ماں) اور اب آتے ہیں ہمارے اکلوتے چاچو کی طرف ان کا نام خلیل شاہ ہے اور ہم ان کو چاچو بلاتے ہیں ان کا زیادہ تر وقت زمینوں کی خرید و فروخت میں گزرتا ہے مگر ان کے ساتھ بھی میرے خاصے اچھے تعلقات ہیں ان کی بیوی کا نام رقیہ بی بی ہے ان کا ایک ہی بیٹا ہے خالد شاہ...

بس یہ ہمارا ایک چھوٹا سا خاندان ہے، پر یہ پہلے چھوٹا نہیں تھا عبداللہ بڑے ابا کی ایک بیٹی اور ایک بیٹا جو جڑواں پیدا ہوئے تھے مطلب میری ایک پھپھو اور ایک چچا ان کی Death ہوگئی ہے۔ میں نے ان کو نہیں دیکھا بڑے ابا کہتے ہیں کہ کسی دشمنی کی وجہ سے میرے چچا اس دنیا سے رخصت ہو گئے، ہمارے گھر میں اس موضوع پر بہت کم بات ہوتی ہے اور میری پھپھو ان کا تو کوئی نام ہی نہیں لیتا گھر میں پتہ نہیں شاید اس کے پیچھے کوئی راز ہے مگر میں نے کبھی اس بارے میں نہیں سوچا کیونکہ ہمارے گھر میں اس کے بارے میں بات کرنا منع ہے بڑے ابا کبھی کبھی فریال کا ذکر کرتے ہیں فریال میری پھوپھی کا نام ہے۔ وہ مجھ سے اکثر کہتے ہیں کہ جب تم پیدا ہوئی تو میں نے سب سے کہا کہ اس کا نام فریال رکھ دو مگر کسی نے میری بات نہیں سنی کیونکہ بڑے ابا کے علاوہ کوئی بھی پھوپھی کو یاد نہیں کرتا سب کہتے ہیں کہ وہ کسی ایکسیڈنٹ میں وفات پا گئی، مگر لوگ ان سے کیوں نفرت کرتے ہیں زیادہ تر میں نے نوکروں سے سنا ہے کہ وہ بہت بداخلاق تھی اور اپنے بھائیوں کے درمیان نفاق ڈالنے کی کوشش کرتی تھی اس لیے کوئی اس سے محبت نہیں کرتا۔

لیکن میں تو اب بڑی ہوگئی ہوں اور اس طرح کی چھوٹی چھوٹی وجوہات پر کسی سے اتنی نفرت کرنا کہ ان کی قبر پر فاتحہ تک نہ پڑھی جائے، مگر خیر حقیقت جتنی بھی چھپ جائے آخر سامنے آ ہی جاتی ہے جھوٹ جتنا بھی اگر سچ کا جامہ پہن لے مگر حقیقت اتنی کڑوی ہوتی ہے کہ جھوٹ کی مٹھاس ختم ہو جاتی ہے، اور جہاں تک بات ہے میرے مرحوم چاچو کی تو ان کا نام امین شاہ ہے وہ چھوٹے ابا سے بھی بڑے ہیں لیکن ان کا ذکر بہت زیادہ کیا جاتا ہے۔ ان کی باتیں کھانے کی ٹیبل سے لے کر جرگوں میں بھی کی جاتی ہیں۔ ان کے اقوال ہمارے گھر میں عمومی طور پر بولے جاتے ہیں ان کی قبر پر فاتحہ پڑھنے کے لیے میرے چاچو اور چھوٹے ابا باقاعدگی سے جاتے ہیں۔ یہ خاندان بہت رازوں سے بھرا ہوا ہے میں اکثر بڑے ابا سے ان موضوعات پر گفتگو کرتی ہوں۔

مگر وہ ہمیشہ بات ٹال دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ کچھ باتیں اگر پتہ نہ ہوں تو نعمت ہوتی ہے زندگی بہت سکون سے گزرتی ہے اطمینان سے گزرتی ہے مگر میں اس بات سے بالکل بھی ایگری نہیں

کرتی کیونکہ کچھ سچ زندگی برباد تو کر دیتے ہیں، مگر وہ زندگی ہی ہماری حقیقت ہوتی ہے تو کیا فائدہ ایسی زندگی کا جسے آپ گزارو لیکن وہ آپ کی نہ ہو۔ اس کے جواب پر بڑے ابا خاموش ہو جاتے ہیں اور وہ کہتے ہیں کہ کاش تمہیں میں سمجھا پاتا کہ زندگی اگر حقیقت نہ ہوتی تو کتنی حسین ہوتی اور پھر اسی بات پر ہمارے درمیان بات چیت ختم ہو جاتی ہے، مگر بڑے ابا بات بدلنے میں بہت ماہر ہیں وہ مجھے اپنی پرانی زندگی اپنی جوانی کے دنوں اور اپنے سارے کے سارے تجربات و مشاہدات کی اتنی بڑی روداد سنا دیتے ہیں مگر میرا دماغ انہی حقیقتوں میں الجھا ہوا ہوتا ہے اور پھر آخر میں میں اسی بات پر کنونس ہو جاتی ہوں کہ شاید بڑے ابا ٹھیک کہہ رہے ہوں مجھے نہیں پتہ لالی کہ تم میرے جیسی ہو گی بھی یا نہیں، لیکن شاید تم بھی مجھ سے اس بات پہ ایگری کرتی ہو کہ ہم کیوں ہمیشہ سچ سے بھاگ رہے ہوتے ہیں اور اس زندگی کو جی رہے ہوتے ہیں جو ہماری ہوتی ہی نہیں ہے، مگر بڑے ابا کہتے ہیں کہ میں ابھی بہت چھوٹی ہوں ان باتوں کے لیے۔ وہ کبھی کبھی میری امی سے کہتے ہیں کہ سارا اپنی عمر سے بہت بڑی باتیں کرتی ہیں اور اس بات کا جواب میرے پاس بھی نہیں ہے کہ اس عمر میں لوگ کیسی باتیں کرتے ہیں....

میری زندگی میں ایک اور شخص بھی ہے جو ہمیشہ مجھ سے ہمارے گاؤں کے ایک کونے میں ملاقات کرتا ہے غلط مت سمجھنا، وہ ایک فقیر ہے ایک خدا والا تمہیں پتہ ہے لالی وہ جس طرح کی باتیں کرتا ہے وہ اس دنیا کا نہیں لگتا اسے اس دنیا کی حقیقت اتنی واضح اور اتنی اچھے طریقے سے پتہ ہے کہ اس کی باتوں میں سوال نکالنا ناممکن ہو جاتا ہے، میں جب بھی اس گاؤں کے کونے میں موجود نہر کے کنارے پر جاتی ہوں تو وہ وہاں بیٹھا ہوتا ہے اس کا کوئی گھر نہیں ہے اس کا کوئی اپنا نہیں ہے، لیکن وہ پھر بھی اتنا بے فکرا اور اتنا بے غم گھومتا ہے جیسے کہ یہ دنیا اس کی ہو حالانکہ اس کا تو کچھ بھی نہیں ہے، اور مجھے بھی اس بات میں کوئی شک نہیں لگتا کہ یہ دنیا اسی کی ہے کیونکہ وہ اللہ کو بہت گہرائی سے جانتا ہے۔ ایسی باتیں بتاتا ہے کہ میرا دل کرتا ہے یہ دنیا چھوڑ کر بس اسی کی باتیں سنوں یہ دولت کے پیچھے بھاگنا یہ اولاد یہ مال یہ زندگی یہ رشتہ داریہ رشتے ان سب سے دور رہ کر اس سے اس زندگی کو بہت آسان بنایا ہے مجھے

اس کا نام نہیں پتہ لیکن میں نے اس کو کبھی کسی نام سے بلایا ہی نہیں۔ میں اس نہر پر صرف پانچ ہی بار گئی ہوں کیونکہ وہاں پر جب سورج غروب ہوتا ہے تو اس کی کرنیں پانی کے ساتھ مل کر بہت حسین لگتی ہیں وہ منظر مجھے بھلا دیتا ہے کہ یہ دنیا کتنی بھیانک ہے وہ منظر مجھے کسی اور دنیا میں لے جاتا ہے، اور وہاں موجود اس شخص کی صحبت جس کو لوگ دیوانہ مجنوں کہتے ہیں میں اسے اس دنیا کا سب سے عقلمند شخص کہتی ہوں.....

ہمارے خاندان میں تعلیم کے حصول کا کوئی رواج نہیں ہے کیونکہ ہمارے خاندان میں زمینوں کی حفاظت کرنا نے ان کی ملکیت زیادہ تر یہی شعبہ ہوتا ہے نہ میرے والد نے کوئی تعلیم حاصل کی نہ بڑے ابا نہ چاچو نہ امی جان کسی نے بھی نہیں پر میرے اصرار کی وجہ سے اور بڑے ابا کی اجازت سے میں سکول جاتی ہوں الحمدللہ اور یہ شور میں نے تب ڈالا تھا۔ جب خالد سکول جاتا تھا وہ مجھ سے چھوٹا ہے میں پانچ سال کی تھی جب میں نے اسکول جوائن کیا اور اب میں نے نائنتھ کے ایگزام دے دیے ہیں اور میں میٹرک میں ہو جاؤں گی میری ایک دوست ہے صرف ایک ہی، لیکن ہمارے گھر میں اتنی آزادی لڑکیوں کو نہیں ملی کہ وہ اپنی دوستوں کے گھر جائیں اور وہاں ان کے ساتھ وقت گزاریں بلکہ ہمیشہ عائشہ مجھ سے ملنے آتی ہے اس کی فیملی بہت براڈ مائنڈڈ ہے ہماری زیادہ تر ملاقات اسکول میں ہوتی ہیں میں اسکول اس لیے جاتی ہوں کیونکہ مجھے ناولز کتابیں لائبریریز بہت پسند ہے ہیں مجھے یہ چیزیں بہت فیسینیٹ کرتی ہے اور مجھے سکون ملتا ہے میں اس اسکول میں زیادہ کسی سے بات نہیں کرتی بس ایک عائشہ ہے جو شروع سے ہی میری دوست ہے کبھی کبھی یہ سوچ کر بھی ڈر لگتا ہے کہ اگر عائشہ کسی دوسرے اسکول میں مجھے نہیں ملی تو میں کیسے زندگی گزاروں گی، ادھر ہمارے گھر والے ہمیں باہر نہیں جانے دیتے کبھی عائشہ سے نوٹس لینے کے لیے اس کے گھر جاتی ہوں تو پھر اسی بہانے میں اس نہر کے کنارے تک بھی پہنچ جاتی ہوں۔

OOO

لیکن وہ صرف اس صورت میں ہوتا ہے جب امتحان ہو ورنہ زیادہ تر چھوٹے ابا خالد کو بھیج دیتے ہیں پھر خالد میرے لیے عائشہ کے گھر سے نوٹس لے آتا ہے، مگر زندگی چار دیواری کے درمیان گزارنا اس سے میں تنگ ہو جاتی ہوں میں ہمیشہ اپنی امی سے کہتی ہوں کہ کیا وہ تنگ نہیں ہوتی تو وہ مسکرا کر کہتی ہے کہ وہ عادی ہو گئی ہے، اور پھر میں ان سے کہتی ہوں کہ میں کیوں نہیں ہوں عادی میں الگ تو نہیں ہوں انہی کی بیٹی ہوں تو میری فطرت میں یہ کیوں ہے کہ میں ایک آزاد زندگی گزاروں میری خواہشات میں یہ ہے کہ میں کسی جھیل کے کنارے ایک گھر لوں جہاں میرا چھوٹا سا خاندان ہو جہاں آزادی ہو الفاظ میں جہاں اٹھتے بیٹھتے ہمارے گھر کی طرح قانون نہ ہوں جہاں سونے اور اٹھنے کے الگ اوقات ہوں جہاں بات کرتے ہوئے الفاظ کا چناؤ دیکھنا پڑے، جہاں آپ اپنے پیاروں سے کھل کر بات کر پاؤ اپنی مرضی سے اٹھ بیٹھ پاؤں ہمارے گھر میں کھانے کے دوران بات کرنا منع ہے صرف بڑے ابا کو اجازت ہے، ہمارے گھر میں ہر طرح کے کپڑے نہیں پہنے جاتے ہمارے گھر کے لوگ ہر طرح کے لوگوں سے نہیں ملتے، ہمارے گھر کے لوگ نوکروں سے بے تکلفی سے بات نہیں کرتے اور یہ بات سب لوگ تسلیم کر چکے ہیں سب عادی ہو گئے ہیں میں نہیں ہوئی ابھی تک میں ہمیشہ بڑے ابا سے کہتی ہوں کیونکہ صرف وہی ہیں جن سے میں بے تکلف ہو کر بات کرتی ہوں میری امی بہت زیادہ ڈرپوک ہیں وہ بات بات پر ڈر جاتی ہیں انہیں رسک لینا نہیں آتا انہیں بس بتایا گیا ہے کہ وہ جس گھر کی بڑی بہو ہے، اس گھر کے اصول کیا ہیں طور طریقے کیا ہیں اور وہ انہیں چپ چاپ سہتی ہیں میں اگر کبھی ان سے پوچھوں کہ کیا ان کی کوئی خواہش نہیں تو وہ کہتی ہے کہ نہیں میرے پاس سب کچھ ہے لیکن ایسا کیسے ہو سکتا ہے کہ کسی انسان جس کے اندر خواہشات کی ایک خلا پائی جاتی ہے اس کے اندر کوئی خواہش نہ ہو یا اسے

خواہشات رکھنے کی اجازت ہی نہ ہو کبھی کبھی میں اپنے گھر کے نوکروں کو دیکھتی ہوں ان لڑکیوں کو جو ہر دن الگ الگ طریقوں کے کپڑوں میں آتی ہیں لیکن کام کے لیے انہیں ہمارے گھر کے مطابق کپڑے ہی پہننے پڑتے ہیں۔

لیکن کیا فرق پڑتا ہے ہمارے گھر میں وہ پورا دن تو نہیں گزارتیں، جب وہ نکلتی ہیں تو ان کے کپڑے وہ کھانا اپنی مرضی کا کھاتے ہیں ہمارے گھر میں فاسٹ فوڈ الاؤ نہیں ہے کبھی سوچتی ہوں کہ وہ مجھ سے زیادہ خوش نصیب ہے یا نہیں کیونکہ انہیں میرا مقام چاہیے اور مجھے ان کا، مجھے پیسوں سے کوئی غرض نہیں مجھے مقام اور رتبے سے کوئی غرض نہیں میرے بڑے ابا کہتے ہیں کہ میں چھوٹے ابا کی جائیداد کی اکلوتی وارث ہوں مگر کیا فرق پڑتا ہے مجھے تو آزادی چاہیے کیا مل سکتی ہے، اور کبھی کبھی تو میں سوچتی ہوں کہ شاید میں نے اپنی آزادی کی قربانی اسی رتبے کے لیے دی ہے لیکن پھر میری ماں آجاتی ہے سامنے اور وہ مجھ سے کہتی ہے کہ سارا تم جلد عادی ہو جاؤ گی اور تم بھی جلد ایک دن ہماری طرح بن جاؤ گی لیکن مجھے نہیں لگتا مجھے آزادی کی خواہش ہے مجھے لگتا ہے یہ میری فطرت ہے اور اتنا تو ضرور پتہ ہے کہ فطرت کبھی نہیں بدلتی...

سوچو کہ میں جو تمہارے لیے لکھ رہی ہوں، اس کے لیے میں چھپ کر اپنے کمرے میں بند ہو کر لکھتی ہوں میرے گھر میں میں اپنی مرضی سے لکھ بھی نہیں سکتی لیکن مجھ پر نظر رکھنے والی بہت کمزور ہیں یہ شاید تمہیں برا لگے کہ میں اپنی ماں کو کمزور کہہ رہی ہوں لیکن وہ ہے، وہ مان جاتی ہیں کل انہوں نے مجھ سے پوچھا کہ یہ میں کیا لکھ رہی ہوں تو میں نے ان کو سچ بتا دیا کہ میں اپنی بیٹی کے لیے لکھ رہی ہوں، یہ سن کر وہ بہت حیران ہوئی ہے اور میرے قریب آ کے کہنے لگی کہ ہمارے خاندان کی لڑکیاں کھلم کھلا کبھی شادی کی بات نہیں کرتیں اور تم اولاد تک جا پہنچی اور میں ہنسنے لگ گئی میں نے ان کو گلے لگایا اور کہا کہ امی جان میں چاہتی ہوں کہ میں اپنی بیٹی کو سب بتاؤں اپنے بارے میں آپ کی طرح نہیں ہوں آپ نے تو مجھے کچھ بھی نہیں بتایا اپنے بارے میں نہ میرے لیے کچھ لکھا یہ بات شاید ان کے دل پر جا کر لگی، اور انہوں نے میرے ہاتھ پکڑ کر مجھے صوفے پر بٹھایا اور اپنی آنکھوں کے اشارے سے کہنے لگی پوچھو

وہ ایک دم بولی کیا جاننا ہے تم نے؟ اس وقت میرے دماغ میں بہت زیادہ سوالات آئے مگر میں ان سوالات کو الفاظ میں بیان نہ کر پائی اور میں نے سادہ سا جواب دیا امی جان! وہی جو آپ مجھ سے چھپاتی ہیں..

یہ سن کر امی بہت حیران ہوئی اور انہوں نے مجھے دیکھا اور پھر مسکرائی۔

''سارا! تم خوامخواہ ان باتوں پر اپنا وقت ضائع کر رہی ہو ایسی کوئی بھی بات نہیں ہے جو ہم نے تمہیں بتائی نہ ہو اور تمہیں ایسا کیوں لگتا ہے کہ کوئی ایسی بات ہے جو تمہیں نہیں پتہ!!''

میں نے کہا کہ جب انسان کی زندگی میں ساری خواہشات مکمل ہو زندگی بھی مکمل محسوس ہو لیکن کچھ ہو اس طرح جو ہمیں بے چین رکھے لیکن ہمیں پتہ نہ ہو کہ وہ کیا ہے کچھ اس طرح ہو جو ہمارے جاننے کا انتظار کرتا ہے، اور اسی کو تو ہم سچ کہتے ہیں کہ سچ اپنے جاننے والے کا انتظار کرتا ہے کبھی کبھی دیر ہو جاتی ہے لیکن جب سچ آتا ہے وہ دیر سے ہی کیوں نہ آئے اپنی طاقت برقرار رکھتا ہے جھوٹ پر بھاری ہوتا ہے....

یہ سن کر امی جان صوفے سے اٹھی اور دروازے کی طرف بڑھی دروازے کی چوکھٹ پر کھڑی ہو کر امی جان میری طرف مڑی اور کہا: ''سارا! میں نے تمہیں ہمیشہ بڑے ابا سے فریال اور امین شاہ کے بارے میں پوچھتے ہوئے سنا ہے امین شاہ کی کہانیاں اس کی یادیں اس کی باتیں تو ہمارے پورے گھر میں ہوتی ہیں لیکن فریال کا ذکر کر کے تم بڑے ابا کی دکھتی رگ پر ہاتھ رکھ رہی ہو اور یہ بات شاید تمہیں بہت معمولی ہے لیکن کچھ لوگوں کی یاد ہی لوگوں کو برباد کر دیتی ہے۔

امی جان کی باتیں سن کر میرے دل میں سچ ڈھونڈنے کی خواہش اب ضد بن گئی تھی اور مجھ پر یہ بات واضح ہو گئی تھی کہ کچھ تو ہے جو مجھ سے چھپایا جا رہا ہے مگر کیوں، کیونکہ کبھی کبھی میری چاچی جان امی سے کہتی ہیں کہ شکر ہے سارا کا نام فریال نہیں رکھا نام کا برا اثر ہو جاتا میرے دل میں فریال پھپھو کے لیے بہت ہمدردی ہے، حالانکہ وہ میری پیدائش سے ایک سال پہلے ہی وفات پا چکی تھی ایسا سنا ہے میں نے، مگر شاید مجھے لگتا ہے کہ وہ ابھی بھی زندہ ہیں.....

امی جان کہتی ہیں کہ میری عادات ان سے ملتی ہیں بڑے ابا بھی یہی کہتے ہیں اور چھوٹے ابا سے اس موضوع پر کبھی بات ہی نہیں ہوئی کیونکہ ہمت ہی نہیں ہے ان سے پوچھنے کی.....

بڑے ابا کے علاوہ میں کسی سے فریال پھوپھو کا ذکر نہیں کرتی، بڑے ابا جب بھی فریال کے بارے میں کچھ کہتے ہیں تو ان کی آنکھیں بھر آتی ہیں وہ کسی یادوں کے سمندر میں کھو کر مجھے فریال کی عادات کے بارے میں بتاتے ہیں کہ وہ ہم سب میں سے الگ تھی، اسے ہمارے خاندان کے قوانین سے سخت اعتراض تھا وہ بھی اپنے ساتھ ایک ڈائری گھماتی تھی، اور وہ اس میں لکھتی تھی اپنے بارے میں اپنی زندگی کے بارے میں اور اپنے خیالات کے بارے میں اپنی اس خیالی دنیا کے بارے میں جو وہ لکھتی تھی جس کا وجود اس کی زندگی میں ناممکن تھا اس لیے وہ اپنے خیالات کا اظہار صرف اسی ڈائری سے کرتی، میں نے بڑے ابا سے اس ڈائری کے بارے میں بہت پوچھا لیکن انہوں نے مجھے نہیں بتایا....

اب میں اپنی پھپھو فریال کو تلاش کرنے چل پڑی تھی اور دیکھو میں نے اس کو جانے بغیر ہی تمہارا نام فریال ہی رکھا ہے کیونکہ جس طرح بڑے ابا اس کو بیان کرتے ہیں مجھے وہ بہت اچھی لگتی ہے، بہت حسین اور اگر وہ زندہ ہوتی تو میری زندگی میں بہت رنگ ہوتے میری خواہشات کو پورا کرنے میری خیالی زندگی کو حقیقت بنانے اور میرے خوابوں کو ریلٹی (Reality) بنانے کے لیے وہ میرا ساتھ ضرور دیتی وہ مجھے آزادی حاصل کرنا سکھاتی۔ اس لیے میں نے یہ طے کر لیا تھا کہ میں انہیں ضرور ڈھونڈ لوں گی کتابوں کی دنیا میں اور وہ کتابوں کی دنیا تو ویسے بھی میری پسندیدہ ہے کیوں کہ وہاں لوگ مل جاتے ہیں وہاں وہ لوگ ملتے ہیں جو کتابوں میں زندہ ہوتے ہیں، اور ہم جیسے لوگ ان کی تلاش انہی کتابوں میں کرتے ہیں اور وہ ہمارے سامنے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ اس لیے میں ہمیشہ لائبریری کی آخری شیلف میں سے کتابیں لے کر پڑھتی ہوں کیوں کہ وہاں لوگوں کی یادیں ہوتی ہیں اور شاید مجھے اسی آخری شیلف میں فریال کی کتاب مل جائے...

◈ ..... ◈ ..... ◈

تمہیں پتہ ہے لالی لوگ رائٹر کیوں بنتے ہیں کیونکہ انہیں کوئی سننے والا نہیں ہوتا وہ کہنا تو بہت کچھ چاہتے ہیں، مگر ان کے پاس کوئی بھی نہیں ہوتا اس کا مطلب یہ نہیں ہوتا کہ وہ بالکل اکیلا ہے، اس کے پاس لوگ تو ہوتے ہیں وہ محفل میں اکیلا ہوتا ہے۔ اس محفل میں ایسے لوگ بہت ملتے ہیں جو ہنستے بہت ہیں مگر خوش نہیں ہیں جو بولنا تو بہت کچھ چاہتے ہیں مگر خاموش ہوتے ہیں کیونکہ مولانا جلال الدین رومی کہتے ہیں کہ ہر لفظ ہر کسی کے سننے کے لیے نہیں ہوتا اس کا مطلب یہ ہے کہ ہر انسان ہر بات کو نہیں سمجھ سکتا، اور نہ ہی ہر بات ہر انسان سے کی جاتی ہے، اور جس کے پاس وہ انسان نہ ہو جس سے ہر بات کی جائے تو وہ کاغذ اور قلم کا سہارا لے کر اپنے دل کا بوجھ ہلکا کرتے ہیں، اور لوگ انہیں رائٹرز کے نام سے جانتے ہیں۔ یہ لوگ بہت الگ ہوتے ہیں ہر کوئی اپنے احساسات کو اتنا بیان نہیں کر سکتا جتنا وہ محسوس کرتا ہے سچ کہوں میں کبھی نہیں چاہوں گی لالی کہ تم رائٹر بنو، تمہارے پاس میں رہوں اور تم مجھ سے ہر بات کہو کیونکہ کاغذ ہمیں دلاسہ نہیں دے سکتا ہمارے آنسوؤں کو جذب تو کر سکتا ہے پونچھ نہیں سکتا وہ ہمارے دل کی بات کو محفوظ نہیں رکھ سکتا اس لیے زیادہ تر لوگ اپنی ڈائریز میں بھی جھوٹ لکھتے ہے ہیں۔ وہ نہیں چاہتے کہ لوگوں کو پتہ چلے کہ ان کے ساتھ کیا ہوا۔ اس لیے وہ سچ نہیں لکھے کیونکہ سچ بہت کڑوا ہوتا ہے....

◈.....◈.....◈

اور آخر میں ہم جیسے لوگ عادی ہو جاتے ہیں... آج پتہ ہے کیا ہوا؟ آج کھانے کی ٹیبل پر چھوٹے ابا نے میری پڑھائی کے بارے میں باتیں کیں بلکہ ایک حکم سنایا کہ میں میٹرک کے بعد نہ پڑھوں، پڑھائی چھوڑ کر گھر بیٹھ جاوں مختصراً یہ کہ تھوڑی سی آزادی مجھے ملی تھی جو تھوڑا سا دنیا کو میں نے دیکھا تھا وہ بھی بند صبح سے لے کر رات تک اسی حویلی میں بند ویسے ہی اسکول میں بھی میری آزادی محدود ہی تھی اسکول سے باہر نکلو تو ہماری گاڑی سامنے ہی کھڑی ہوتی تھی اسکول کے اندر جاؤ تو پھر بھی تین چار گارڈز کو مجھے اندر تک چھوڑنے کا حکم تھا صرف عائشہ سے میری بات ہوتی زیادہ کسی سے بات نہیں کرتی تھی میں، عائشہ کے پاس اس کا پرسنل فون اس کی پرائیویسی بہت زیادہ پروٹیکٹڈ ہے میری

نہیں ہے ہمارے گھر میں ایک ہی ٹیلی فون ہے جس پر میں صرف عائشہ سے بات کرتی ہوں، مگر میں اس سے بھی اپنے دل کی باتیں نہیں کرتی کیونکہ وہ کبھی مجھے انڈرسٹینڈ نہیں کرسکتی وہ ان سب سے گزری ہی نہیں ہے وہ میرے ان زخموں کو کیسے بھر سکتی ہے جس کا درد اس نے برداشت ہی نہیں کیا۔

میں لاکھ کہوں کہ مجھے آزادی چاہیے تو کہے گی کہ تمہیں آزادی کا کیا کرنا ہے کیونکہ اسے پتہ ہی نہیں کہ جو چیز اس کے پاس ہے وہ کتنی قیمتی ہے لیکن کیا کریں؟ انسان کی فطرت ہے کہ جو چیز اس کے پاس ہوتی ہے وہ اس کی کبھی قدر نہیں کرتا جب اسے چھین لی جاتی ہے تب اسے قدر آتی ہے جب کسی کے پاس نہیں ہوتی تو وہ اس کو حاصل کرنے کے لیے کوشش کرتا ہے.. کھانے کی ٹیبل پر کی گئی باتوں کی وجہ سے میری بھوک ختم ہوگئی تھی، بڑے ابا کھانے کی ٹیبل پر موجود نہ تھے ان کی طبیعت خراب تھی اس لیے انہوں نے اپنے کمرے میں ہی کھانا کھالیا ابا کے علاوہ چھوٹے ابا سے کوئی سوال نہیں کرسکتا۔ اس لیے کھانا کھانے کے بجائے اور وقت ضائع کرنے کے بجائے بڑے ابا کے کمرے میں گئی میں جب بھی بڑے ابا کے کمرے میں جاتی ہوں تو وہ مجھے ہمیشہ اپنے بازو پر لیٹاتے ہیں میرے بالوں میں انگلیاں پھیرتے ہیں مجھے پیار کرتے ہیں ان کے ساتھ بیٹھ کر لگتا ہے جیسے دنیا میں کوئی غم نہیں، پر اس مرتبہ میں ان کے بازو پر لیٹ کر رونے لگی کہ بڑے ابا چھوٹے ابا نے مجھے میٹرک کے بعد پڑھائی کرنے سے روک دیا ہے بڑے ابا مسکرانے لگے اور کہا کہ ابھی میں زندہ ہوں ابھی تمہیں کوئی کچھ نہیں کہہ سکتا تھا تمہیں جتنا پڑھنا ہوں تم پڑھو....

انہوں نے جب یہ کہا تو میں مسکرادی کیونکہ ابھی میرے آنسو میری آنکھ سے باہر نکلے ہی نہیں تھے کہ وہ آنکھ میں ہی خشک ہوگئے تھے اور میں ہر بار کی طرح ایک بے فکر بچے کی طرح ان کے بازو پر سوگئی، بڑے ابا میرے ہر مسئلے کو اتنے اچھے طریقے سے حل کر لیتے ہیں کبھی کبھی سوچتی ہوں کہ اگر وہ میری زندگی میں نہ ہوتے تو نہ جانے کیا ہوتا ہے کچھ لوگ تو زندگی میں نعمت ہوتے ہیں اور ہمیں ان کا شکریہ ادا کرنا چاہیے...

◈ ..... ◈ ..... ◈

صبح پیر تھا اس لیے میں اسکول گئی اور گھر لوٹتے ہی میری امی نے مجھے کمرے میں بلایا اور ڈانٹنے لگی کہ جب تمہارے والد نے کہہ دیا کہ تم میٹرک کے بعد نہیں پڑھو گی تو بڑے ابا سے کہنے کی کیا ضرورت تھی، میں خاموش رہی انہوں نے مجھے بہت ڈانٹا پھر چھوٹے ابا سے میں یہ توقع کر رہی تھی کہ اب وہ بھی ڈانٹیں گے لیکن وہ خاموش رہے آنکھوں سے پتہ چل رہا تھا کہ وہ کتنے غصے میں ہیں، لیکن انہوں نے خاموشی کو ترجیح دی لیکن پتہ ہے لالی والدین کی خاموشی ان کی ڈانٹ سے زیادہ کڑوی ہوتی ہے۔ ان کی آنکھوں میں شرمندگی جان لیوا ہوتی ہے وہ ہمیں ڈانٹ لیں مار پیٹ لیں، لیکن جب وہ خاموش ہو جاتے ہیں نہ دل ٹوٹ جاتا ہے جب ان کی زبان سے زیادہ ان کی آنکھیں بولتی ہیں تو دل چور چور ہوتا، اور یہ ظلم پتہ نہیں کیوں والدین کر جاتے ہیں بہت آسانی سے اور پھر کہتے ہیں کہ ہم اپنے بچوں کو نہیں ڈانٹتے انہیں دھمکیاں نہیں دیتے، لیکن ہماری تو ہر سانس ان سے جڑی ہوتی ہے اپنے کمرے میں آئی تھوڑی دیر آرام کیا پھر کھانا کھایا مگر کھایا نہیں گیا، پیٹ بھر کر...

میں بڑے ابا کے کمرے میں گئی ان کے ساتھ بیٹھی مگر انہوں نے کچھ بھی نہیں کہا، نہ یہ کہ انہوں نے میرے حق میں کوئی بات کی ہے اور نہ یہ کہ لوگوں کا کیا ردعمل تھا بس صرف یہ پوچھا کہ کسی نے کچھ کہا تو نہیں میں نے نفی میں سر ہلایا اور کہا نہیں کسی نے بھی کچھ نہیں کہا تو مسکرائے کہ تمہاری اس ڈائن ماں نے تو کچھ نہ کچھ کہا ہوگا نا تمہیں میں ہنسنے لگ گئی میں نے کہا نہیں کچھ نہیں ہوا میں ان کے ساتھ بیٹھی اور وہ مجھے پھر سے اپنی زندگی کی کہانیاں سنانے لگ گئے کہ کس طرح انہوں نے ان زمینوں کو خریدا اس جائیداد کو بنایا بڑھایا اور تب مجھے تھوڑا سا اندازہ ہونے لگا کہ کتنی محنت لگتی ہے انسان کو کمانے میں...

بڑے ابا مجھے سب کچھ دے سکتے ہیں لیکن وہ اپنے اصولوں کے پابند بہت زیادہ تھے، ہاں کئی اصول انہوں نے میرے لیے نظر انداز بھی کیے جیسے تعلیم حاصل کرنا لڑکیوں کا، ورنہ زیادہ تر لڑکیاں گھر میں تعلیم حاصل کرتی ہیں مجھے انہوں نے اسکول بھیجا سب نے کہا ان سے کہ نہ کرو پر وہ نہیں مانے۔ انہوں نے میرے لیے کیا ہے سب کچھ ان سے ہمیشہ پوچھتی ہوں کہ اتنی فارملیٹیز کیوں ہمارے رشتوں کے درمیان کیوں آجاتی ہیں تو وہ خاموش رہے جیسے وہ بھی تنگ آگئے ہو، ان چیزوں سے اور مسکرائے کہ

بیٹا! یہ اصول ہماری بھلائی کے لیے ہی ہیں انہوں نے بہت دانشمندی سے بات بدلی اور ہنسنے لگے کہ ہر کوئی تمہاری طرح مختلف پیدا نہیں ہوتا ہر کسی کو شوق نہیں ہوتا آزادی کا مگر پھر وہ خاموش ہو گئے، اور کہا کہ تم پر یہ جو سختی ہو رہی ہے یہ تمہاری وجہ سے نہیں ہے یہ تم کسی اور کی سزا کاٹ رہی ہو یہ بات ان کے منہ سے نکل گئی تھی غلطی سے، مگر میں نے سن لی تھی وہ یہ بات کہنے کے بعد کچھ لمحہ خاموش رہے اور پھر اپنی پرانی زندگی کے بارے میں مجھے بتانے لگے۔

◈.....◈.....◈

"تمہیں پتہ ہی لالی! میرے دادا کی زندگی کیسی تھی میرے دادا کہتے تھے کہ لوگ کہتے ہیں کہ میں پتھر دل ہوں کیونکہ میں اپنی ماں کی موت پر نہیں رویا۔ وہ جب اپنی زندگی کو بیان کرتے ہیں تو ان کی ساری جوانی، ان کی پرسنلٹی میرے سامنے ایک رعب دار غیرت مند شخص کی ہوتی تمہیں پتہ ہے وہ بھائیوں میں سب سے بڑے بھائی تھے جب ان کی شادی ہوئی تو اسے اس کے والد نے الگ کر دیا کہ جاؤ ایک الگ گھر میں رہو، انہوں نے کہا صحیح ہے تب ان کے پاس کچھ بھی نہیں تھا نہ کوئی تیار فصل تھی کہ بیچتے نہ اتنی زیادہ زمیں کہ اسے بیچ کر کچھ کمائیں، اتنا کہ ایک بار وہ گندم پیسنے والی مشین کے ساتھ بیٹھے تھے، اور ان کے دوست وہاں آئے ان کے دوست نے ان سے کہا کہ یہاں گندم لائے ہو تم، میرے دادا نے نفی میں سر ہلایا کہ نہیں میرے پاس تو نہیں ہے تھوڑی دیر بعد ان کا وہ دوست چائے منگوانے کے لیے ایک چھوٹے بچے کو اشارہ کرتے ہوئے نظر آ رہا تھا اس نے میرے دادا کو چائے پلائی اس کے بعد اس دوست نے میرے دادا کو کچھ پیسے دیے وہ شاید چھ سو روپے تھے یاد نہیں ہے مجھے دادا نے ان کو دیکھا تو وہ آگے سے کہنے لگے کہ 200 میری طرف سے یہ 400 جب تمہارے پاس پیسے آ جائیں تو مجھے دے دینا تو میرے دادا نے وہ چار سو روپے واپس کر دیے کہ یہ تم سے لے لوں گا اس 400 کی گارنٹی نہیں دے سکتا تو وہ دوست مسکرائے کہ یہ چار سو بھی رکھ لو۔

پھر اس کے بعد میرے دادا نے صابن، گھی، چینی، آٹا، سبزیاں، دال سب کچھ خریدا اور گھر لے گئے اس دن میرے دادا بہت خوش تھے وہ گھر ہاتھ بھر کر گئے تھے میری دادی ان کو دیکھ کر خوش ہو گئی تو

انہوں نے یہ سارا سامان 200 روپے کا خریدا تھا چار سو بھی بھی رہتے تھے (اور لالی وہ اس قصے کو کئی بار دہرا چکے ہیں اور وہ ہر بار اس میں موجود کتنے روپے کی دال کتنے روپے کی سبزیاں کتنے روپے کا صابن ان کو سب یاد ہے تو سوچو کہ وہ کتنا زیادہ دعاؤں میں یاد کرتے ہوں گے اپنے اس دوست کو)، اچھا تو پھر کہانی ختم نہیں ہوتی پھر اس کے بعد وہ ان بچے ہوئے پیسوں سے بیج خریدتے ہیں، پھر اگلے سال چقندر گندم اور اس طرح بہت ساری فصلیں ہوتی ہیں مجھے چقندر اس لیے یاد ہے کیونکہ وہ زیادہ ذکر اس کا کرتے تھے تو کافی فصل ان کی اُگی، بہت زیادہ قیمت پر پھر وہ فروخت کی، اور پھر ان کے حالات بہتر ہوئے۔

وہ بہت زیادہ سخت ہوا کرتے تھے، اپنی بیٹیوں اور بیٹوں کے ساتھ ان کے مزاج میں سختی تھی وہ کہتے ہیں کہ مجھے اللہ نے کبھی خفا نہیں کیا مجھے ہر بار بہت کچھ سے نوازا ہے۔ میں نے اپنے ماں باپ کی بہت خدمت کی ہے، میں نے انہیں کبھی اکیلا نہیں چھوڑا وہ کہتے ہیں کہ میں نے کبھی اپنے بچوں کو کسی اور کے سہارے پر نہیں چھوڑا خود کیا ہے جو کیا ہے، اور اس پر وہ بہت فخر کرتے ہیں آج بھی میں جب بھی ان کے پاس جاتی ہوں تو وہ آخر میں کہتے ہیں کہ کہ سارا تمہیں پتہ ہے میں پہلے خان تھا لوگ مجھ سے ڈرتے تھے رعب تھا میرا، مگر اب میں بوڑھا ہو گیا ہوں میں ملنگ بن گیا ہوں۔ اب لوگ مجھ سے نہیں ڈرتے تو میں ان سے کہتی ہوں کہ آپ تو آج بھی خان ہیں یہ آپ کی تو جیب میں ابھی بھی اتنے سارے پیسے ہیں لوگ ابھی بھی آپ کی بات سنتے ہیں تو وہ ہنسنے لگتے تھے کہ ہاں...

''چلو تم کہو تو میں خان ہوں آج بھی... تمہیں پتہ ہے مجھے اپنے دادا کو بابا کہنا بہت اچھا لگتا تھا لیکن ہمارے خاندان کے اصولوں کے مطابق ہی بلانا ہے۔ اپنے بابا کو پاپا نہیں کہہ سکتے کیونکہ رشتوں میں محبت سے زیادہ اصول آگئے ہیں درجات آگئے ہیں... جب میں ان کے ساتھ ہوتی ہوں تو میں ان کو بابا بلاتی ہوں اور وہ ہنسنے لگتے ہیں کہ تم نہیں سدھرگی میری ہمیشہ سے یہ خواہش تھی کہ مجھے اگر میرے دادا جیسی آنکھیں ملتیں تو کتنا اچھا ہوتا ان کی آنکھیں بہت پیاری ہیں میں ہمیشہ ان کے ساتھ بیٹھ کر ان کی آنکھوں کو دیکھتی ہوں ان میں بہت چمک ہے اور تمہیں پتہ ہے انہوں نے قرآن پاک کا

ختم بھی نہیں کیا لیکن انہیں ایک سورہ پر جتنا توکل ہے نا اتنا مجھے بھی نہیں ہے جس نے قرآن پاک کو ترجمے سے پڑھا ہے وہ سورہ فاتحہ ہے، سو وہ کہتے ہے کہ سورہ فاتحہ سارے قرآن کا مجموعہ ہے اور اگر زندگی میں تمہیں کبھی مشکل آئے تو یہ پڑھنا مکھی کاٹ لے تو سورہ فاتحہ پڑھ لینا وہ کہتے ہے۔ جو چیز بھی کاٹ لے تین دفعہ سورہ فاتحہ پڑھ لو، اللہ تمہیں شفا دے اور اس پر وہ بہت توکل کرتے ہیں، وہ اپنے رب پر بہت یقین کرتے ہیں تمہیں پتہ ہے میں تمہیں یہ ساری باتیں کیوں بتا رہی ہوں کیوں کہ وہ میرے لیے سب کچھ ہے سب کچھ.....

میں چاہتی ہوں کہ میں ان کی پریشانی دور کروں کہ ہمارے گھر میں فریال پھپھو کا ذکر ہو کیونکہ ان کو وہ پسند ہے، اور یہ سچ مجھے معلوم کرنا ہے ہر حال میں مجھے نہیں پتہ کیسے کب کروں گی، کیا کیا کرنا ہوگا لیکن اتنا ضرور پتہ ہے کہ میں کر سکتی ہوں اگر وہ میرے لیے اتنا کچھ کر رہے ہیں تو میں کیوں نہیں...

◈.....◈.....◈

مجھے ان کے پاس بیٹھنا بہت اچھا لگتا ہے شاید میں ان کو یہ بھی بتا دوں کہ میں تمہارے لیے ڈائری لکھ رہی ہوں وہ بہت خوش ہوں گے، لیکن وہ مجھ پر ہنسیں گے ضرور تمہیں پتہ ہے آج میں اس فقیر سے ملی جس کا مجھے نام بھی نہیں پتا لیکن عائشہ کے گھر سے آتے ہوئے میں اس نہر کے پاس چلی گئی اور سورج غروب ہونے کو تھا اور وہاں موجود تھا۔ ان کے پاس جا کر بیٹھی تو انہوں نے مجھے دیکھا پھر مسکرائے پھر کہا، کیسی ہو بہت دنوں بعد آئی ہو۔ میں حیران ہوئی کہ ان سے تو میں صرف پانچ دفعہ ملی ہوں اور اب پھر مل رہی ہوں تب بھی میں ان کو یاد ہوں تو مسکرائی میں نے ان کا حال پوچھا تو وہ ہنسنے لگے کہتے ہیں اللہ جیسے رکھے ویسا ہوں...

میں اس جواب پر مسکرائی کیوں کہ میں کبھی اس کی باتوں کو نہیں سمجھ سکتی ان کی گہرائی کو نہیں سمجھ سکتی۔ انہوں نے ہی مجھے بتایا لائبریری کے آخری شیلف کے بارے میں، میں اس بات پر اتنا زیادہ یقین نہیں رکھتی لیکن شک بھی نہیں کرتی تمہیں پتہ ہے لالی وہ کتابیں پڑھتا ہے وہ بہت آزاد ہے اپنی

مرضی کی زندگی گزار رہا ہے اپنے رب سے راضی ہے اپنے رب پر اتنا یقین کہ اسے دنیا میں کچھ ملا ہی نہیں لیکن ایسا لگتا ہے اسے سب کچھ ملا ہے وہ مجھے ہمیشہ اپنے رب کی یاد دلاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کتنا خوبصورت ہے وہ مجھ سے کہتا ہے کہ دنیا میں بہت زیادہ سیارے ہیں اور دنیا ہے اور مخلوق ہیں جس طرح ہم فزکس میں پڑھتے ہیں کہ بہت سی گلیکسیز ہیں پلانٹس ہیں، اور ایلینز ہیں، اسے یہ پتہ ہے جس چیز کو ہم بورنگ کہتے ہیں یعنی اس کائنات کو پڑھتے ہوئے ہم تھک جاتے ہیں۔ وہ جب اس کے بارے میں بات کرتا ہے تو وہ کہتا ہے کہ سارا تمہیں پتا ہے دنیا میں تمہاری ایگزسٹنس (Existance) ایک ڈاٹ سے بھی کم ہے ہماری یہ گلیکسی ایک dot سے بھی چھوٹی ہے، لیکن اللہ تعالیٰ نے ہر ایک انسان کی الگ قسمت لکھی ہے ہر انسان سے اس کا رشتہ الگ ہے ہر انسان کو سنتا ہے، اس کے نام کو اس کے رازوں کو جانتا ہے پہچانتا ہے، اور اس سے 70 ماؤں سے زیادہ محبت کرتا ہے۔ وہ مجھ سے کہتا ہے کہ دنیا کے جتنے بھی بادشاہ ہیں میں ان کو کبھی بادشاہ نہیں کہہ سکتا کیونکہ میرے سامنے بادشاہی کی واحد دلیل اللہ ہے۔ وہ سچ میں اس لائق ہے کہ اس کی عبادت کی جائے وہ بے انتہا عطا کرنے والا بے انتہا رحم کرنے والا اور معاف کرنے والا ہے۔

اس نے مجھے کہا کہ جب انسان غلطی کرتا ہے، اور اس کے بعد معافی مانگ لیتا ہے تو اللہ اس سے معاف کر دیتا ہے، اللہ تعالیٰ اس انسان کی شرمندگی کو دیکھ کر اس کو اس گناہ سے پاک کر دیتا ہے لیکن انسان وہ ہمیشہ اسے جتاتا ہے کہ تم نے تو یہ گناہ کیا تھا تو وہ کہتا ہے کہ میری زندگی میں اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی ہے ہی نہیں، جس کو میں چاہوں کیونکہ وہ اسی بات کے لائق ہے مجھے کبھی اکیلا نہیں چھوڑتا وہ مجھے کبھی اگنور نہیں کرتا انسانوں کی طرح وہ ہمیشہ مجھے سنتا ہے وہ ہمیشہ مجھے عطا کرتا ہے اور میں ہمیشہ یہ شکر ادا کرتا ہوں کہ مجھے اللہ نے دنیا کی لالچ سے بچایا۔ یہ جو لوگ بڑی بڑی عمارتوں پر فخر کرتے ہوئے نظر آتے ہیں تو مجھے ہنسی آتی ہے کیا یہ بھول گئے ہیں کہ انہیں یہاں سے چلے جانا ہے، اور یہ سب کچھ کسی اور کا ہو جائے گا، کیا ان کو نہیں پتا کہ ہمارے انبیاء نے کس طرح زندگی گزاری ہے، ہمارے رسول ﷺ نے کس طرح زندگی گزاری ہے۔ وہ ایسی باتیں کرتا ہے لالی تو میرا دل ہی نہیں کرتا اس کے پاس سے

اٹھنے کو، میں اس کے پاس بیٹھتی ہوں تو مجھے اللہ سے محبت ہو جاتی ہے۔ وہ کچھ بولے یا نہ بولے مگر اس کے ساتھ بیٹھ کر یہ احساس ہوتا ہے کہ بھلے ہی وہ دنیا میں گمنام ہے مگر عرش پر اس کا نام بہت کثرت سے لیا گیا ہوگا کیونکہ وہ محبت کرتا ہے اپنے رب سے تو سوچو وہ عبادت کیسے کرتا ہوگا، وہ تلاوت کیسے کرتا ہوگا مجھے کہتا ہے کہ دنیا میں اگر خفا ہو تو قرآن مجید کی تلاوت سن لیا کرنا یوں ہی ڈھلتے سورج کو دیکھ کر تمہارا غم اور بھی زیادہ ہو جائے گا....

ایسے لوگوں کو دیکھ کر میرے اندر ایک خواہش جنم لیتی ہے کہ کاش کہ میں بھی پاگل ہوتی اس دنیا سے بے غم، اس دنیا سے بے نیاز ہو کر زندگی گزارتی، لیکن کیا کریں ہماری قسمت میں یہی لکھا گیا تھا اور اس کائنات کے مالک کا لکھا کوئی بھی نہیں ٹال سکتا...

◈.....◈.....◈

تمہیں پتہ ہے یہ والا خط میں تمہیں بہت دنوں بعد لکھ رہی ہوں، وہ اصل میں مجھ سے تمہاری یہ کتاب گم ہو گئی تھی کسی کو بھی نہیں کہہ سکتی تھی کہ کہاں ہے پھر اپنی ہی الماری میں کپڑوں کے نیچے سے ملی مجھے لیکن چلو خیر میں بتاتی ہوں کہ کیا چل رہا ہے اب.....

اب میں گیارہویں جماعت میں ہو گئی ہوں، مگر اکیلی ہوں عائشہ شہر چلی گئی ہے لیکن مجھے اجازت نہیں تھی تو میں یہاں ہوں...

میں نے تو تمہیں پہلے بھی کہا تھا نا کہ مجھے پڑھنے کا شوق نہیں ہے، بس اسی بہانے میں پر تھوڑا سا باہر چلی جاتی ہوں، ناول کے لیے مجھے لائبریری مل جاتی ہے لیکن تمہیں پتہ ہے آج میں نے اسکول سے چھٹی کی ہے کیونکہ میرا جنم دن ہے آج 10 دسمبر... بڑے ابا کہتے ہیں کہ میری پیدائش پر سالگرہ منانے کا کوئی رواج نہیں تھا، ہمارے خاندان میں کسی کی سالگرہ نہیں منائی گئی تھی مگر پھر میں آئی اور منائی گی پہلی اور دوسری تو تیسری تک تو مجھے کچھ یاد نہیں ہے لیکن میری سالگرہ ہمیشہ منائی جاتی ہے، اور میری پسند کا تحفہ بھی دیا جاتا ہے زیادہ تر مجھے تحفے بڑے ابا دیتے ہیں اس بار میں نے ان سے ایک کتب خانے کی فرمائش کی ہے اور میں نے اس کتب خانے کا نام بھی بتایا ہے وہ تمہارا نام ہے لالی،

میں نے بڑے ابا سے کہا کہ مجھے کتب خانے بہت پسند ہیں اس لیے مجھے اپنی سالگرہ پر وہ چاہیے اور میرے بڑے ابا نے ہمیشہ کی طرح میری اس خواہش کے لیے بھی ہاں کی۔اب میرے لیے وہ ایک لائبریری بنا رہے ہیں جس میں ساری میری پسند کے ناولز بکس اور بہت ساری چیزیں ہوں گی۔اس کا مطلب یہ کہ اب مجھے ایک ایک کتاب کے لیے اسکول یا کسی کالج کی لائبریری کے لیے خوار نہیں ہونا پڑے گا اب میرے پاس اپنی لائبریری موجود ہوگی....

میرے دادا نے لائبریری بنانے کے لیے جو کمرہ منتخب کیا ہے، وہ ہمارے گھر سے باہر ہے اور میرے دادا نے چھوٹے ابا کو یہ حکم دیا ہے کہ وہ مجھے منع نہیں کریں گے، اگر میں اس لائبریری میں جاؤں گی ہمارے گھر سے کچھ ہی فاصلے پر ہے....کل سے جتنی بھی کتابیں ہوں گی تو وہ لالی نام کی لائبریری میں رکھی جائیں گی، ہمارے گھر میں کافی کتابیں ہیں فلاسفی رومینٹزم، پولیٹکس، اسلامک بہت سے موضوعات پر لکھی گئیں کتابیں ہیں۔سب اس لائبریری پر اس لیے مانے تاکہ یہ ساری کتابیں ایک ہی کمرے تک محدود رہے تم یہ بھی سوچ رہی ہوگی کہ کہ میں نے تمہیں اتنے دنوں بعد کیوں لکھنا شروع کیا اور تمہاری ڈائری میں نے ڈھونڈی نہیں، بلکہ وہ میری الماری میں کپڑوں کے نیچے خود ہی مل گئی اور تمہیں پتہ ہے میں نے اسے کیوں نہیں ڈھونڈا، کیونکہ اس ملنگ نے مجھے ایک دوست سے ملایا میں نے اس سے پوچھا کہ تم اکیلے ہو نہ تمہارا کوئی خاندان ہے نہ کوئی دوست تو تم کس سے باتیں کرتے ہو، اگر تمہارے دل میں کوئی بات ہو تو کس سے شیئر کرتے ہو تو اس پر ہنسا اور کہنے لگا کہ تمہیں کس نے کہا کہ میرا کوئی دوست نہیں ہے میرا دوست اللہ ہے، میں اس سے ہر ایک بات شیئر کرتا ہوں کبھی بول کر کبھی لکھ کر وہ کہتا ہے کہ میں اپنے رب کو خود لکھتا ہوں، اور وہ میں اپنے پاس ہی رکھتا ہوں کیونکہ مجھے یقین ہے کہ میرے رب کو پتہ ہے اور اس طرح میں دنیا کے خودغرض لوگوں سے بہت دور رہتا ہوں اور اب تو تم بھی میری دوست بن گئی ہو، اس بات پر میں مسکرائی تو وہ مسکرا کر بولا ضروری نہیں ہے کہ میں تمہیں خط لکھوں یہ جو میں تمہارے ساتھ بیٹھ کر باتیں کرتا ہوں ہر کسی سے نہیں کرتا...

مجھے سن کر بہت اچھا لگا کہ وہ مجھے اپنا دوست مانتا ہے، خیر آج بڑے ابا نے حویلی کی ساری

کتابیں ملازموں سے لالی لائبریری میں رکھوائیں، میں ان کے ساتھ ہی تھی کچھ میری اپنی کتابیں جو میں نے پڑھی ہیں یا پڑھنا باقی ہے، وہ میں نے اسی لائبریری میں رکھوادی وہ اتنی بڑی لائبریری نہیں ہے بس ایک جگہ میں ارد گرد شیلز (Shelves) لگے ہیں ساتھ میں تین چار کرسیاں اور دو تین میز لگے ہیں مگر وہ عام سا کمرہ اب خاص اس لیے بن گیا ہے کیونکہ وہاں میں کسی بھی وقت جا سکتی ہوں اپنی مرضی سے وہاں بیٹھ کر کتابیں پڑھ سکتی ہوں....

کچھ کتابیں ایسی ہیں جو بڑے ابا نے اپنے ہی کمرے میں رکھوائی ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ میں اتنی دور لائبریری میں نہیں جا سکتا اس لیے جو کتابیں میرے کمرے میں ہیں، انہیں وہیں رہنے دیا جائے نہ ہم نے اصرار کیا اور نہ کسی اور نے اس لیے بڑے ابا کی کتابیں انہی کے کمرے میں رکھی گئیں..

آج جو میں اسکول سے گھر پہنچی تو میری امی اور میری چاچی آپس میں کچھ باتیں کر رہی تھیں، چاچی میری امی سے کہہ رہی تھی کہ ہمیں اب سارا کو وہ باتیں بتانا چاہیے جو اسے نہیں پتہ میرے دماغ میں فریال پھپھو کے علاوہ کوئی نہیں آیا، جیسے انہوں نے میری آنے کی آہٹ سنی تو وہ دونوں چپ ہو گئیں میری امی نے میری چاچی کو آنکھوں میں چپ رہنے کا کہا میں اندر آئی اور میں نے اپنی امی سے پوچھا کہ کیا باتیں ہو رہی ہیں، میری امی نے کہا کہ کچھ نہیں بس ایسے ہی ہم بات کر رہے تھے لیکن مجھے پتہ چل گیا کہ یہ لوگ مجھ سے کچھ چھپا رہے ہیں، خیر مجھے یقین تھا کہ یہ لوگ ضرور فریال پھپھو کے بارے میں بات کر رہی ہوں گی۔ اس لیے میں نے ان سے مزید اس بارے میں پوچھا نہیں کیونکہ مجھے پتہ ہے یہ لوگ مجھے بتانے والے نہیں اور یہ راز مجھے خود ہی جاننا ہے۔ مگر میں اس بات پر حیرت ہو رہی ہوں کہ چاچی نے خصوصاً فریال پھپھو کے بارے میں کیوں بات کی لیکن خیر یہ تو مجھے تب پتہ چلے گا جب مجھے فریال پھپھو کی خبر مل جائے گی۔

اور تمہیں پتہ ہے لالی بڑے ابا کی بنائی ہوئی لائبریری کی وجہ سے اب میرے باہر آنے جانے پر کوئی پابندی نہیں ہے، یعنی میں اس میں کسی بھی وقت جا سکتی ہوں اور الحمدللہ میری آزادی میں مزید

اضافہ ہو رہا ہے، مگر میرے دادا نے مجھ سے کہا کہ جتنی آزادی میں تمہیں دے رہا ہوں اپنی عزت کا خیال رکھنا ہے اور میرا بھرم رکھنا ہے، میں نے ان کی بات پر عمل کرنے کی کوشش کرنے کا وعدہ کیا... اس لیے کہتے ہیں کہ وعدہ خلافی کرنا منافقوں کی نشانی ہوتی ہے...

آج اسکول کے بعد جب ہم نے کھانا کھالیا تو میں دادا کے پاس چلی گئی۔ دادا کبھی کبھی اپنے کمرے میں نہیں ہوتے بلکہ وہ ہماری حویلی میں بنے ہوئے چوپال میں ہوتے ہیں۔ انہیں درختوں کے بیچ کھیتوں کے قریب رہنا بہت پسند ہے، اور وہ کہتے ہیں کہ وہ بند کمروں میں آرام کرنے کے عادی نہیں چھوٹے ابا ان کو منع کرتے ہیں کہ وہ چلنے پھرنے سے گریز کریں ورنہ ان کے سانس کا مسئلہ مزید بڑھ جائے گا، مگر وہ نہیں سنتے میں ان کو ڈھونڈنے ہمیشہ اسی چوپال پر جاتی ہوں، اور وہ چوپال مجھے اپنی بچپن کی یاد دلاتا ہے کیونکہ میں بھی ان کے ساتھ وہاں سویا کرتی تھی دوپہر کے وقت لوگ اپنے گھروں میں ہوتے تھے تو میرے دادا باہر اسی چوپال میں جس کا سایہ ایک گھنے انگور کے پودے سے اور بھی ٹھنڈا ہوتا ہے وہ انگور ایک پیڑ کا سہارا لے کر اس چوپال پر پھیلا ہوا ہے۔ اس چوپال کے نیچے جب بیٹھو تو تمہیں اوپر انگوروں کے بھرے ہوئے گچھے نظر آئیں گے...

میں ہمیشہ وہاں اپنے دادا کے ساتھ سو جایا کرتی تھی۔ مجھے آج بھی یاد ہے کہ جب وہ کھیتوں میں کام کرتے تھے تو دو درختوں کے درمیان ایک رسی سے میری لیے ایک جھولا بناتے تھے میں گھر سے ایک تکیہ اٹھا کر اسی رسی کے اوپر اس کو رکھ کر جھولا جھولتی، مجھے کچھ بچپن سے جھولا جھولنے کا بہت شوق ہے اور یہ شوق مجھے میرے دادا نے دیا ہے۔ وہ ہمیشہ میرے لیے درختوں پر رسی سے جھولا بناتے تھے، اور میں سارا دن اس پر بیٹھی رہتی اور میرے دادا کھیتوں میں کام کرتے...

میں ان کے ساتھ ان کا ہاتھ پکڑ کر کھیتوں میں گھومتی اور وہ مجھے مختلف کھیتوں کی خوبیاں مختلف پودوں کے فوائد ان کے نام بتاتے کبھی میں پیچھے رہ جاتی کیونکہ تتلیوں کو پکڑنے لگ جاتی ہوں اگر وہاں گنے (Sugarcane) ہوتے، تو وہ مجھے وہاں سے ایک میری پسند کا گنا توڑ کر لاتے۔ ان کی جیب میں ہمیشہ ایک چھوٹا سا چاقو ہوتا ہے وہ اسی چاقو سے میرے لیے اس گنے کو چھیلتے...

کبھی کھیتوں کو پانی دینا ہوتا تو میں اپنی چپلوں کو کھیتوں کے ساتھ بنے ہوئے بڑی بڑی نالیوں میں چھوڑتی اور پھر بھاگ کر انہیں پکڑتی یہ کام کرنے میں مجھے بہت مزہ آتا تھا، تب زندگی بہت آزاد تھی کیونکہ میں چھوٹی تھی۔ اب جب میں آہستہ آہستہ بڑی ہوئی اور میرے دادا بوڑھے ہوتے گئے پھر سب ختم ہوا اور بس صرف یادیں رہ گئیں لیکن جو لوگ آپ کو حسین یادیں دے جاتے ہیں وہ نعمت کی طرح ہوتے ہیں میرے دادا اب اس طرح طاقت نہیں رکھتے کہ مجھے پورا دن باہر گھمائیں، لیکن وہ اپنی پوری کوشش کرتے ہیں کہ مجھے ایک اچھی زندگی دیں انہوں نے اپنی پوری زندگی غیرت مندی کے ساتھ گزاری۔ وہ کسی کے سامنے نہیں جھکتے...

جب دادا کے پاس گئی تو وہ سو رہے تھے میری آہٹ سن کر ان کی آنکھیں کھل گئیں، اور وہ مسکرائے ہمیشہ کی طرح اپنا بازو دراز کیا اور مجھے ساتھ لیٹا دیا میرے بالوں میں ہاتھ پھیرنے لگے اور پھر سے مجھے اپنی زندگی کی کہانیاں اپنے دوستوں کے ساتھ گزارے ہوئے اوقات مشکلات اور یادیں مشاہدہ تجربات اور سب کچھ بتانے لگے...

میں ان کی باتیں سن سن کر بہت لطف اندوز ہوتی ہوں ان کو میں انبیاء کرام کی کہانیاں سناتی ہوں واقعات سناتی اور وہ بہت توجہ سے سنتے ہیں، انہوں نے قرآن مجید نہیں پڑھا تھا لیکن انہیں تلاوت بہت پسند تھی اکثر جمعہ والے دن میری چاچی سورہ رحمٰن کی تلاوت تیز آواز سے لگاتی، جب میرے دادا کو پتہ چلتا ہے کہ تلاوت ہو رہی ہے، تو وہ میری چچی کے کمرے کی قریب آ کر بیٹھ جاتے، اور خاموشی سے وہ تلاوت سنتے ان کا زندگی میں یہی ارمان تھا کہ وہ قرآن مجید پڑھنا سیکھیں اس کی تلاوت کرنا سیکھیں۔ انہوں نے کئی بار قرآن مجید کو سیکھنا شروع کیا تھا مگر وہ بھول جاتے یا وہ بیمار پڑ جاتے ہیں... مگر انہیں بہت پسند ہے جب میں انہیں حضرت موسیٰ علیہ السلام کی کہانی سنانے لگی تو انہوں نے کہا کہ ان کے پاس بھی ایک کہانی ہے، انہوں نے کہا کہ انہیں اس کہانی کا پتہ نہیں کہ یہ سچ ہے یا جھوٹ لیکن اسے کسی نے شاعری کے انداز میں لکھا ہے، انہوں نے مجھ سے وہ کہانی سنائی شاعری کے انداز میں اور مجھے اتنی پسند آئی کہ میں بھاگ کر اپنی ایک نوٹ بک اٹھا کر لائی اور کہا کہ آپ مجھے

یہ کہانی دوبارہ سنائیں، میں اس کو لکھنا چاہتی ہوں میں نے آدھی لکھی تو تب چھوٹے ابا وہاں آئے اور دادا نے مجھے چھپانے کا کہا، چھوٹے ابا آئے تو انہوں نے کہا کہ کیا ہو رہا ہے، دادا نے کہا بس یوں ہی باتیں کر رہے ہیں چھوٹے ابا وہاں سے جانے لگے، اور میرے دادا نے مجھے کہا کہ جلدی جلدی لکھو اور میں وہ کہانی لکھنے لگ گئی وہ کہانی پشتو میں لکھی گئی تھی، اور مجھے پشتو بہت پسند ہے کیوں کہ ہمارا تعلق پٹھان خاندان سے ہیں ہم سب آپس میں پشتو بولتے ہیں۔ لیکن زیادہ تر کاروبار کی وجہ سے اب ہمارے گھر میں زیادہ تر اردو بولی جاتی ہے لیکن میرے دادا پھر بھی زیادہ تر باتیں پشتو میں کرتے ہیں اور مجھے بھی یہ زبان بہت پسند ہے...

وہ کہانی کچھ یوں ہے.....

موسی تپوس وکړ، ای خدایه

د خدای پوره څومره اوشو کاله؟

د دنیا دي توله څنګه کړه پاېدا؟

په قدرت سره مي بنکته کړه ګذار

پا منح اوچوده، او لاره لاړه تار پا تار

دا څه نه مي جوړه کړه زمکه

دا څه نه مي جوړ کړل غرونه

یو مرغه مي کو پیدا، تپوس ته وکړه

بیا چې لاړو موسی، هغه مرغه ته

مرغه پې سلام وچاوو د ږوانډي

بیا موسی ته تپوس وکړ
زه په ژوند کې چرته نه یم راغلی

تا زه څنګه وم پېژندلی؟

یو یو کس ماله راځي، زار کاله پس

یو کاری را وولی، زی په بیارته
او زه اخیجم د هغه کاری سر ته

دا امت کاری چې ویښبري حضراته
دا ډېره به خلاصه نه شي تر قیامت

موسی وستاله توبه او راروان شو
بیا به داسي تپوس نه کړي د خدای نه

یہ کہانی جس طرح میں نے اوپر لکھی ہے اسی طرح مجھے اپنے دادا نے سنائی ہے، اور مجھے اس کے ریفرنس کا نہیں پتا لیکن یہ مجھے بہت پسند آئی تھی.....
بڑے ابا اور چھوٹے ابا دونوں کو شاعری کا بہت شوق ہے، اور دونوں شاعری کو پڑھنا سننا

پسند کرتے ہیں اور چھوٹے ابا تو شاعری لکھا کرتے تھے، ان کی شاعری میں نے کبھی پڑھی نہیں ہے نہ سنی ہے کیونکہ مجھے کبھی ملی ہی نہیں مجھے شاعری لکھنا بھی آتا ہے اور مجھے پسند بھی ہے...

میری زندگی میں جو سب سے بڑی مسٹری ہے وہ اس ملنگ کی ہے جو بہت بے فکر ہے، اس لیے میں نے اس پر بھی ایک شاعری لکھی ہے...اور وہ شاعری کچھ اس طرح ہے

ده ملنګ به څنګه جوند وي ؟
نه په غم،نه خوشحالي وي

نه غرور کې ،نه پښتو
نه فریاد ده خزانونو،نه ده حسن ارمانونه

نه ده خپلو ،نه ده پرادو وي
نه يې کور ،نه يې ګور وي

بس ده خان سره خبري
بس ده خپل خان يو ملګری
اوده انسان نه لري

نه په باد ،نه په باران وي
نه په تقدیر ،نه په تدبیر وي
بس روان په خپل سفر وي

نه دمنزل ورته فکر ويي
نه په ګناه ،نه په نيکي وي
بس ده دخداي نه يې خوشحاله
يو عاجز شانته ملنګ وي

یہ میں نے اس ملنگ کے لیے لکھی ہے، جو میری زندگی میں ایک اجنبی کی طرح آیا ہے لیکن مجھے بہت کچھ سکھا رہا ہے جیسے اسی کی وجہ سے میں نے اللہ تعالیٰ کو مختلف طریقے سے جاننے کی کوشش کی ہے جس طرح ہمیں بچپن میں سکھایا جاتا ہے کہ نماز پڑھو روزے رکھو پانچ وقت کی نماز پڑھنی ہے۔ اتنی اس میں رکعات ہیں اتنے فرائض ہیں اتنی سنت ہے یہ ذکر کرو اور یہ نماز نہیں پڑھو گے تو اللہ تعالیٰ جہنم میں ڈالے گا، اور اللہ تعالیٰ ناراض ہو جائے گا اللہ تعالیٰ بہت غصے والا ہے اور اس طرح کی باتیں ہیں، جب ہم بچپن سے ہی اس طرح کی باتیں سنتے ہیں تو ہمارے دماغ میں اللہ تعالیٰ بہت غصے والا اور بہت زیادہ سخت بن جاتا ہے۔ ہم اللہ تعالیٰ سے اتنا ڈرنے لگتے ہیں کہ ہم اللہ تعالیٰ کی محبت میں نہیں بلکہ اس کے ڈر سے نماز تو پڑھتے ہیں لیکن اللہ تعالیٰ کے قریب نہیں جا پاتے۔ ایک تو محبت ہوتی ہے جس میں انسان اپنے محبوب کے ناراض ہونے کے ڈر سے نماز پڑھتا ہے اس کی ہر بات مانتا ہے اور ایک وہ ڈر ہوتا ہے، جو آپ کو اس شخص کے قریب نہیں ہونے دیتا ہاں آپ اس کی بات مانتے ہیں لیکن اب دل لگا کر نہیں کرتے وہ کام کیونکہ آپ کو پسند نہیں ہوتا۔

ہم بچپن سے نماز پڑھنا تو بچوں کو سکھا دیتے ہیں لیکن یہ نہیں سکھاتے کہ ہم کیوں پڑھتے ہیں نماز کیا ہے اللہ تعالیٰ کہاں ہے کیا کہتا ہے وہ کیا طاقت ہے اس کی کتنی محبت کرنے والا ہے اس کے پاس جہنم کے ساتھ ساتھ جنت بھی ہیں اور وہ 70 ماؤں سے زیادہ محبت کرنے والا ہے، پر جب ہم بڑے ہوتے ہیں تو ہم پھر اپنے بچوں کو بھی وہی سکھاتے ہیں جو ہمیں سکھایا گیا ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ سخت ہے غصے والا ہے، اور اس طرح سب ڈرنے لگتے ہیں لیکن اس ملنگ نے جس کو نہ دنیا کی پرواہ ہے، نہ اس کو

لوگوں کی نہ اس کو نیکی کی ہے نہ اس کو کسی برے کام کی، نہ اس کو اپنوں کی، نہ پرایوں کی، نہ دولت کی، نہ شہرت کی، نہ اولاد کی لیکن اسے اللہ کا پتہ ہے۔ وہ اللہ تعالیٰ کو جانتا ہے اور جو اللہ تعالیٰ کو جان جائے تو وہ اللہ تعالیٰ کے کیے گئے فیصلوں میں راضی ہونا سیکھ لیتا ہے، اسے پتہ چل جاتا ہے کہ جو اللہ تعالیٰ کرتا ہے وہ بغیر کسی مقصد کے نہیں ہے اور ایسے لوگ ہماری زندگی میں بس غنیمت بن کر آتے ہیں۔

میں کہتی ہوں دنیا میں سب سے بدقسمت انسان وہ ہے جو اللہ تعالیٰ کے اصل روپ سے ناواقف ہو کر اس دنیا سے چلا جائے، وہ اللہ تعالیٰ کو غصے والا اور سخت سمجھ کر اس دنیا سے چلا جائے جس کو اس دنیا میں اللہ تعالیٰ کی محبت کا اندازہ ہو جاتا ہے۔ اس کے دل سے دنیاوی چیزوں کی چاہت خواہش سب مٹ جاتی ہیں وہ پھر یہ نہیں دیکھتا کہ اس کے پاس کیا ہے کیا نہیں ہے کیونکہ اس کے پاس سب کچھ ہوتا ہے، اس کے پاس اللہ ہوتا ہے اس کو دنیا کی فکر نہیں ہوتی اس کو دنیا میں کسی کے ساتھ کی فکر نہیں ہوتی کیونکہ اس کا جو دوست ہے وہ اول بھی ہے، وہ آخر بھی ہے وہ رحم کرنے والا محبت کرنے والا اور ساری کائنات کا مالک ہے تو جس کا دوست بادشاہ ہو کائنات کا اسے دنیا کی، دولت شہرت کی خواہش نہیں باقی رہتی کیونکہ جس سے اللہ مل جائے اسے کسی اور چیز کی ضرورت نہیں ہوتی، اور جو اللہ کو جان جائے اسے کچھ اور جاننے کی ضرورت نہیں ہوتی اور جتنا اللہ کو جانو گے اتنا اس سے محبت کرو گے، اتنا اس کو دیکھنے کی خواہش کرو گے۔ اگر ہم بچپن سے اپنے چھوٹے بچوں کو پہلے یہ بتائیں کہ اللہ تعالیٰ کون ہیں وہ کتنا خوبصورت ہے اس کی کیا صفات ہیں وہ کتنی محبت کرنے والا ہے۔ اس نے کتنے پیار سے انسانوں کو بنایا ہے۔ اس نے انسانوں کو کتنی عزت دی ہے تو بچے پابندی سے نماز پڑھا کریں گے۔ ذکر و اذکار کریں گے۔ ان کو پتہ ہوگا کہ وہ کس کے سامنے کھڑے ہیں ان کو شوق ہوگا کہ وہ اس رب سے ملیں۔ اس اللہ سے ملاقات کریں جو اتنا خوبصورت ہے جو دعاؤں کو قبول کرنے والا ہے۔

◈ ..... ◈ ..... ◈

کچھ دن پہلے میں اس بندے کے پاس گئی اور میں نے اس سے پوچھا کہ آپ کے کہنے پر میں نے تو اللہ تعالیٰ کو خط لکھا اسے اپنے روزمرہ زندگی کے بارے میں تو میں نے شروع کیا ہے لیکن میں اس

طرح یقین سے نہیں لکھ پاتی جس طرح ہم کسی انسان کو خط لکھتے ہیں تو ہمیں یقین ہوتا ہے کہ وہ اس کو پڑھ کر ہمیں اس کا جواب ضرور دے گا تو میرا اس طرح یقین نہیں ہے ابھی تک، تو وہ مسکرایا اور کہنے لگا اگر اللہ تعالیٰ کو پانا اتنا آسان ہوتا تو دنیا میں برائی جیسی کوئی چیز نہ ہوتی، انہوں نے اپنے تھیلے میں سے ایک کتاب نکالی جو بالکل new تھی، میں نے اس کتاب کو دیکھا تو اس کے Front Cover پر لکھا تھا Forty Rules of Love میں نے اس کتاب کو دیکھا اسے اپنے ہاتھ میں لیا اور دیکھا کہ وہ پوری کی پوری انگلش میں لکھی گئی ہے تو میں مسکرا کر اس ملنگ کی طرف دیکھنے لگی اور کہا کہ یہ کتاب تو انگریزی میں ہے تو آپ پڑھ سکتے ہیں انگریزی، اس نے کہا کہ میں نے اس کو اردو میں پڑھا ہے یہ میں تمہارے لیے انگریزی میں لایا ہوں۔ یہ بات تو مجھے پہلے سے یہ پتا تھی کہ وہ ملنگ کتابیں بہت زیادہ پڑھتا ہے۔ میں نے اس کے ہاتھ میں کئی کتابیں دیکھی ہیں لیکن آج وہ میرے لیے وہ کتاب لایا تھا جس کو دیکھ کر میں بہت زیادہ خوش ہوئی۔ اس نے وہ کتاب مجھے پکڑائی اور کہا کہ اس کتاب کے بعد تم جب اللہ تعالیٰ کو خط لکھو گی تو تمہیں ایسے محسوس ہوگا جیسے سچ میں تم اپنے رب کو ایک خط لکھ رہی ہوں اور وہ تمہیں اس کا جواب ضرور دے گا.....

میں نے اس بک کو دیکھا اور اس کے صفحات کو اور پھر اوپر دیکھا اس ملنگ نے کہا کہ جب تم پہلی بار اس کتاب کو پڑھو گی تو تمہیں بہت کم سمجھ آئے گی اس کی، تم اس کتاب کی گہرائی تک نہیں پہنچ پاؤ گی لیکن تمہیں جو بھی سمجھ آئے اسی سے اندازہ لگا لینا کہ تم اپنے رب کو کتنا جانتی ہو میں نے وہ کتاب اٹھا کر اپنے دوپٹے میں چھپائی اور اپنی حویلی کی طرف آ گئی پھر میں نے سوچا کہ کیوں نہ اس کتاب کو میں لالی میں رکھ دوں۔ اس لیے میں وہاں چلی گئی میں نے وہ کتاب ادھر رکھی گھر آئی ساری رات میں اس کتاب کے بارے میں سوچ رہی تھی کہ اس میں کیا ہے محبت کے 40 اصول اس کا کیا مطلب؟؟؟؟؟

دیر تک میرے دماغ میں اس کتاب کے حوالے سے مختلف قسم کے سوالات میرے دماغ میں گونج رہے تھے کہ پتہ نہیں یہ کس چیز کے بارے میں ہے....

صبح جب میں کالج جا رہی تھی تو میں نے لالی سے اس کتاب کو اٹھایا جو مجھے اس ملنگ نے دی تھی

اور سوچ رہی تھی کہ کالج کی لائبریری میں یہ کتاب پڑھ لوں گی۔ ہمارے کالج کی لائبریرین بہت اچھی ہے میری ان سے کافی دوستی ہے۔ اس لیے وہ مجھے کسی بھی کلاس کے دوران لائبریری میں چھوڑ دیتی ہیں۔

میں وہ کتاب لے کر اپنے کالج کی لائبریری کے آخری شیلف تک آئی اس نے مجھے دیکھا تو مسکرائیں میں نے سلام کیا اور اس نے پوچھا: یہ کون سی کتاب ہے میں نے اس کتاب کا نام بتایا تو اس نے کہا کہ بہت اچھی کتاب ہے میں نے اس سے کہا کہ کیا انہوں نے پڑھی ہے تو انہوں نے مجھے جواب دیا کہ انہوں نے پڑھی نہیں ہے۔ ان کی ایک دوست نے پڑھی تھی اور بہت تعریف سنی ہے۔ میں نے اپنی اس دوست سے اور کہا کہ میں اس کتاب کو کافی دنوں سے تلاش کر رہی ہوں لیکن مجھے کسی بھی دکان پر نہیں ملی۔

میں نے وہ کتاب ان کو دے دی اور کہا کہ وہ مجھے پڑھنے کے بعد واپس کر دیں کیونکہ یہ کتاب مجھے ایک بہت خاص شخص نے دی ہیں وہ اس آفر کو دیکھ کر بہت خوش ہوئی اور کہا کہ وہ اس کتاب کو جلدی پڑھ کر مجھے واپس کر دیں گی...

ہماری اس لائبریرین کی عمر مجھ سے پانچ چھ سال زیادہ ہیں..وہ مجھ سے ایک لائبریرین بن کر نہیں بلکہ ایک دوست بن کر ہمیشہ بات کرتی ہیں، اور اس کتاب کو دینے کے بعد ہماری دوستی میں بہت زیادہ اضافہ ہوا اکثر لائبریری کی کلاس میں، میں کتابیں پڑھنے کے بجائے ان کے ساتھ بیٹھ جایا کرتی تھی ہم بہت زیادہ باتیں کرتے تھے، کتابوں کو پڑھنا ان کے بارے میں اپنی رائے پیش کرنا زیادہ تر نیچر کے بارے میں جاننا، فلاسفی لٹریچر، ہسٹری، شاعری اور بہت سے موضوع پر ہماری گفتگو ہوا کرتی تھی، ہمارا آخری سال تھا بارہویں کے امتحان قریب تھے...اس کے بعد ہم بڑی بڑی یونیورسٹیز میں جانے والے، نہ جانے کون کہاں ہوگا کس کی قسمت میں کیا لکھا ہوگا یہ کسی کو پتہ نہیں ہوتا میرا تو کوئی دوست نہیں، تھا بس سب میرے ساتھ اچھے ہی تھے، ایک لائبریرین تھی جن کے ساتھ میرا بہت اچھا تعلق تھا میری دوست عائشہ کی تو نہ جانے اب وہ کہاں ہیں کچھ دوست ایسے ہوتے ہیں جن سے ہم روز

ملا کرتے تھے مگر اب یقین نہیں آتا کہ اب ان دوستوں سے ہم سالوں بعد بھی نہیں مل پائیں گے، کیونکہ نہ تو میرے پاس عائشہ کا نمبر ہے اور نہ ہی اس کے گھر کا address..... اللہ کرے عائشہ جہاں بھی ہو وہ خوش ہو، خیریت سے ہو آمین ہماری لائبریرین کا نام سعیدہ ہے سب ان کو مس سعیدہ بلاتے ہیں..... اس کالج کو چھوڑنے کے بعد مجھے مس سعیدہ کی بہت یاد آئے گی کیونکہ ہمارے درمیان جو دوستی ہے وہ کسی استاد اور شاگرد کے درمیان والی نہیں بلکہ جس طرح دو دوستوں کے درمیان ہوتی ہے، وہ بے تکلفی وہ پیار محبت بھرا لہجہ وہ ایک دوسرے کو تنگ کرنا..... سعیدہ مجھ سے ہمیشہ پوچھتی کہ میں کالج کے بعد کیا کروں گی، مگر مجھے نہیں پتہ کہ چھوٹے ابا مجھے ایف ایس سی کے بعد پڑھنے دیں گے بھی یا نہیں.....

اس لیے میں ہمیشہ بات کو ٹال دیتی ہوں کہ میں نے ابھی اس بات پر سوچا نہیں ہے، لیکن میں کیسے ان کو بتاؤں میں چاہتی ہوں کہ میں ایک رائٹر بن جاؤں۔ مگر خیر اب ان باتوں پر افسوس کرنا اپنی خواہشات کو پس پشت ڈالنا میں نے بہت کم عمر میں سیکھ لیا ہے، اور اپنے معاشرے کے دقیانوسی خیالات اور رسومات کے ساتھ سمجھوتہ کرنے کا ہنر ابھی سیکھنا ہے، جو میری ماں کو آتا ہے مجھے نہیں لگتا کہ میں کبھی اس معاشرے میں چل پاؤں گی مگر میں کوشش ضرور کروں گی کیونکہ اس کے علاوہ میرے پاس اور کوئی option نہیں ہے.....

ہمارے بارھویں کے board exams اس سال ہمارے کالج کے exam hall کے بجائے شہر کی کسی بڑی university میں ہوں گے ہمارے گاؤں سے شہر تک کا راستہ بہت زیادہ ہے اور وہاں ہر روز جانا مشکل ہے، اس لیے ہمارے کالج نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ ہم اس یونیورسٹی میں ایگزم دینے کے لیے ایک ہاسٹل book کرلیں وہاں پر ہم تین مہینے گزاریں گے ہم امتحان سے دو مہینے پہلے اس لیے جا رہے ہیں تا کہ وہاں کے ماحول کے ساتھ خود کو adjust کر سکیں اور ہمیں وہاں university کی مختلف departments کے بارے میں guide کریں گے جو ہمیں آگے اپنے لیے career select کرنے میں مدد دے گی آج کالج سے واپسی پر میں پورے راستے سوچ رہی تھی کہ یہ بات میں پہلے کس کو بتاؤں اور پھر میں نے طے کیا کہ میں یہ بات سب سے پہلے بڑے ابا کو بتاؤں۔ میں نے بڑے ابا

سے یہ بات کی تو انہوں نے کہا کہ تمہارا تین مہینوں کے لیے گھر سے باہر جانا تمہارے والد کو مناسب نہیں لگے گا البتہ انہیں کوئی اعتراض نہیں کھانا کھانے کے بعد جب چچا بڑے ابا اور چھوٹے ابا drawing room میں بیٹھ کر قہوہ پی رہے تھے تو بڑے ابا نے ایک ملازم کے ذریعے مجھے اپنے کمرے سے بلایا میں جب کمرے میں داخل ہوئی تو بڑے ابا نے مجھے اپنے پاس بیٹھنے کا اشارہ کیا تھوڑی دیر بعد چچی امی جان بھی پاس آ کر بیٹھ گئیں، بڑے ابا نے بات شروع کی کہ میرے کالج والوں نے شہر جا کر امتحان دینے کا فیصلہ کیا ہے۔

سب یہ بات سن کر خاموش تھے سب کو پتہ تھا کہ چھوٹے ابا کا جواب نہ ہی ہوگا ہر ایک فرد کی نظر چھوٹے ابا پر پڑی بڑے ابا نے خاموشی توڑ کر کہا کہ مجھے تو کوئی اعتراض نہیں جس پر چھوٹے ابا نے بڑے ابا کی طرف مڑ کر کہا کہ ہمارے گھر کی لڑکیاں شہروں میں جا کر نہیں پڑھتیں۔ بڑے ابا نے کہا کہ وہ وہاں پڑھنے نہیں بلکہ امتحان دینے جا رہی ہے اور صرف سارا نہیں بلکہ اس کی باقی سہیلیاں بھی جا رہی ہیں تو مجھے نہیں لگتا کہ اس میں کوئی مسئلہ ہے یا کوئی اعتراض والی بات ہے کیونکہ آج کل پوری دنیا جاتی ہے، بڑے ابا اب بھی اسی بات پر ٹکے رہے کہ میں اپنا امتحان کیسے۔ وہاں دے سکتی تھی یہاں کوئی ایگزام ہال نہیں تھا تھوڑی دیر کی خاموشی کے بعد چھوٹے ابا نے بڑے ابا کی طرف دیکھا اور کہا کہ اگر آپ نے پہلے سے ہی فیصلہ کر لیا ہے اس کو بھیجنے کا تو پھر ہماری کوئی ضرورت نہیں یہ کہہ کر چھوٹے ابا اٹھ کر چلے گئے۔ میں نا امیدی سے بڑے ابا کی طرف دیکھنے لگی تو انہوں نے میری ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر مجھے تسلی دی تھوڑی دیر بعد میرے امی اور میری چاچی وہاں سے اٹھ کر چلی گئیں۔ چچا جان میرے پاس آ کر بیٹھے اور کہا کہ بیٹا مجھے کوئی اعتراض نہیں۔ اپنے والد کی باتوں کا برا نہ منایا کرو وہ دل کے سخت نہیں ہیں۔ یہ کہہ کر چچا جان مسکرا کر وہاں سے چلے گئے اور بڑے ابا نے مجھے گلے لگایا اور کہا کہ اپنے امتحان کے لیے خوب دل لگا کر تیاری کرو میں۔ ''جی دادا'' کہہ کر مسکرائی پھر بڑے ابا نے مجھے کہا کہ جا کر اپنے جانے کی تیاری کرو جو ضروری سامان تمہیں چاہیے اور جو کتابیں تمہیں چاہیے اسے pack کرو میں اٹھ کر وہاں سے جانے لگی تو ملازمہ نے مجھے روکا اور کہا کہ آپ کی والدہ آپ کو بلا رہی ہیں۔

والدہ کے کمرے کی طرف جانے تک مجھے یہ خیال آیا کہ اگر بڑے ابا نہ ہوتے تو نہ جانے میرا کیا ہوتا کس طرح میں اپنی خواہشات کو پورا کر پاتی اور لوگوں سے اپنی بات منواتی لیکن خیر خوشی خوشی امی جان کے کمرے تک گئی دروازے پر دستک دی تو اندر سے امی کی آواز آتی آجاؤ بیٹا میں اندر گئی تو انہوں نے ایک suit case الماری سے نکالا اور میرے سامنے رکھ دیا۔ انہوں نے ملازمہ سے کہا کہ وہ میرے کمرے سے میری table study سے میری کتابیں بھی لے آف امی جان میری طرف متوجہ ہوئی اور مجھے پاس آ کر بیٹھنے کو کہا میں ان کے ساتھ بیٹھ گئی تو انہوں نے مجھے کہا کہ کچھ باتیں ایسی ہیں جو تمہیں یاد کرانا ضروری ہے کہ تم جس خاندان سے تعلق رکھتی ہو وہ پوری دنیا میں سب سے الگ ہے ساری دنیا جو بھی کرے تم نے وہی کرنا ہے جو ہم کرتے آئے ہیں۔ جو ہمارے خاندان کا رواج، تمہارا لباس، تمہاری عادات، تمہارے بات کرنے کا طریقہ اور بھی بہت سی چیزیں ہیں تمہیں سب سے کافی الگ محسوس ہوں گی کیونکہ وہاں پر تم بہت سے لوگوں سے ملو گی جو مختلف طرز زندگی جی رہے ہوں گے، لیکن تم نے اپنی طرز زندگی پس پشت نہیں ڈالنا جو بھی ہو بڑے ابا نے تم پر بھروسہ کر کے سارے گھر والوں کے خلاف جا کر تمہیں وہاں بھیجا ہے اتنے میں ملازمہ میرے کپڑے اور میری کتابیں لے آئی پھر امی نے ملازمہ سے کہا اب وہ تم جا سکتی ہو ملازمہ دروازہ بند کر رخصت ہو گئی تو امی نے میری طرف دیکھا اور کہا کہ دوسری سب سے ضروری بات یہ ہے کہ تمہیں یہ پتہ ہونا چاہیے کہ ہمارے خاندان کی لڑکیاں محبت نہیں کرتیں میری ماں نے لفظ محبت پر زور دے کر کہا اور اگر ہو بھی جائے تو اسے اپنے خاندان کی عزت کے لیے چھوڑ دینے میں ایک سیکنڈ بھی نہیں لگاتیں، تمہاری زندگی میں محبت سے زیادہ ضروری چیز عزت ہے اس لیے کبھی بھی اپنی محبت کے لیے اپنی عزت اور اپنے خاندان پر آنچ تک نہ آنے دینی باہر کی دنیا بہت ظالم ہے، اس میں دشمن کیا دوست کیا کسی کا پتہ نہیں چلتا اس لیے ہوشیار رہنا....

اور یہ بھی دماغ میں رکھنا کہ کچھ شہزادے بھیڑیوں کی شکل میں آتے ہیں، مگر وہ شہزادے ہوتے ہیں اور کچھ بھیڑیے شہزادوں کی شکل میں، مگر ہوتے وہ بھیڑیے ہیں تم دونوں سے دور رہنا....

جب امی جان کی باتیں مکمل ہوگئیں تو میں نے امی سے سوال کیا کہ امی جان کیا آپ کو کبھی محبت ہوئی تھی؟؟ کیا آپ نے کبھی کسی شہزادے کا انتظار کیا تھا؟؟ کیا آپ نے کبھی نہیں چاہا تھا کہ آپ ایک عام لڑکی کی طرح زندگی جئیں جو اپنی زندگی کو اپنے طور سے جیے وہ جو چاہے وہ کرے اسے کوئی روکنے والا نہ ہو کیا آپ نے کبھی یہ خواہش نہیں کی؟؟

سوالات سن کر میری امی زخمی سی مسکرائی ایسے جیسے ان سوالات نے ماضی کے کچھ زخموں کو تازہ کر دیا ہو، پر ان کے لبوں پر جو جواب تھا وہ ان کے چہرے کے تاثرات سے مماثلت نہیں رکھتا تھا کیونکہ ان کے ہونٹوں سے نکلا ہوا لفظ نہیں بہت سے دفن کی ہوئی خواہشات کی موجودگی کی نشانی تھی مجھے جواب دے کر میری امی مجھ سے نظریں چرانے لگی اور کہنے لگی کہ یہ کپڑے اور یہ کتابیں اپنے بیگ میں pack کر دو میں نے بھی ان سے کوئی اور سوال نہیں کیا..... میں کپڑوں کو suit case میں سیٹ کرنے لگی کل صبح روانگی تھی۔ میرا دل بہت سے جذبات کے زیر اثر تھا کبھی خوش ہوتی کہ اس قید خانے سے باہر جا رہی ہوں کبھی ڈر لگتا کہ ایسا نہ ہو باہر کی دنیا وہ نہ ہو جو میں نے سوچا ہے ڈر لگتا تھا کہ جو خواب میں نے اس بند حویلی کے اندر دیکھے ہیں۔ ان کی تعبیر ہی نہ ہو وہ کسی طرح میری آنکھوں میں نہ رہ جائے..... ساری تیاریاں مکمل کرنے کے بعد میں بڑے ابا کے کمرے میں گئی، بڑے ابا نے مجھے دیکھ کر فوراً مجھے گلے لگایا اور اپنے پاس بٹھایا۔ میں نے دماغ میں یہی خیال آیا کہ یہ بھی امی جان کی طرح مجھے کچھ نصیحتیں ہی کریں گے لیکن میری توقعات کے برعکس انہوں نے صرف یہی کہا کہ اپنا خیال رکھنا تم مجھے بہت عزیز ہو.....

بڑے ابا کے ساتھ کافی وقت گزارنے کے بعد جب میں اپنے کمرے کی طرف جا رہی تھی تو میں نے امی اور چھوٹے ابا کی باتیں سنیں۔ جس میں امی جان چھوٹے ابا سے کہہ رہی تھی کہ وہ مجھ سے مل لے لیکن چھوٹے ابا نے کہا کہ میں ابھی تک اس فیصلے پر راضی نہیں ہوں وہ جا رہی ہے تو بڑے ابا کے کہنے پر، اس لیے میں ملنے نہیں جا رہا۔ رات کو جب میں ڈائری لکھنے کے بعد سونے لگی تو چھوٹے ابا میرے کمرے میں آئے اس وقت میری نیند اتنی گہری نہیں تھی چھوٹے ابا میرے کمرے میں آئے اور

میرے ماتھے پر چوم کر چلے گئے نہ کچھ کہا بس چلے گئے میں ہمیشہ یہ سوچتی ہوں کہ اگر وہ یہ پیار محبت میرے جاگتے ہوئے مجھ سے کریں تو میرے دل میں ان کے لیے محبت اور بھی بڑھ جائے گی، پر پتہ نہیں وہ کیا سوچتے ہیں.... زندگی ایسی ہی ہے ہمیں کسی اور کی رائے کا پتہ ہی نہیں چلتا ہمیں کسی اور کے اندرونی خیالات کا پتہ ہی نہیں چلتا کہ وہ کیا سوچ رہے ہوتے ہیں ان کے کیا خیالات ہوتے ہیں ہم بس اپنی رائے پر قائم رہ کر اور لوگوں کو judge کرتے ہیں پر کیا کریں اگر کوئی آپ سے کسی چیز کا اظہار نہ کرے تو آپ کو کبھی پتہ نہیں چلے گا کہ وہ آپ کے بارے میں کیا سوچ رہا ہے اس لیے میری اس کہانی میں تمہیں یہ پتہ نہیں چلے گا کہ جہاں ہمیں نہیں ہوں وہاں کیا ہو رہا تھا کہ کوئی میری پرواہ کر رہا تھا کیا کچھ ایسا تھا جو مجھے نہیں پتا تھا اور چاہیے تھا۔

صبح سویرے ہاسٹل جانے کا وقت قریب تھا، ساری حویلی میں ایک شور سا تھا کوئی مجھے کھانے کے لیے چیزیں دے رہا تھا تو کوئی مجھے کچھ سامان یاد دلانے کے لیے بار بار پکار رہا تھا کوئی نصیحت کرنا اور کوئی کچھ کہتا...

میرا دل تمام جذبات سے عاری تھا...

جب جانے کا وقت آیا اور ملازمہ نے میرا سارا سامان گاڑی میں رکھوا دیا تو میں بڑی چادر لے کر گاڑی میں بیٹھ گئی جیسے ہی گاڑی حویلی کے دروازے سے باہر نکلی ہوا کی ایک ٹھنڈی سی لہر میرے چہرے کو چھونے لگی۔ اس ہوا میں آزادی کی خوشبو بسی ہوئی تھی جیسے یہ ہوا مجھے باہر کی دنیا میں خوش آمدید کہہ رہی ہو، جونہی گاڑی گاؤں کے اس کچے سے راستے پر تیز رفتاری کے ساتھ جا رہی تھی میری نظروں کے سامنے سے وہ لہلہاتی فصل وہ مٹی سے بنے ہوئے گھر، وہ گاؤں کی عورتیں پانی لینے کے لیے دریا کے راستے پر جا رہی ہیں ایسا لگ رہا تھا کہ میں جب یہاں دوبارہ آؤ گی تو پھر وہ بہت بدل چکی ہوں گی ہر لمحہ ہمارے اندر کچھ تبدیلیاں لاتا ہے اور یہ تو تین مہینے، مجھے اندازہ نہیں تھا کہ میری زندگی میں آگے کیا ہونے والا ہے، کیا تبدیلیاں آنے والی ہیں، اور جو آزادی کے خواب میں دیکھ کر آئی ہوں کیا ان کی تعبیر ہوگی.... اب میں دل میں بہت سے شکوک اور شبہات لے کر اس جگہ سے جا رہی تھی..

میں جس اڑان کے لیے نکلی ہوں کیا میں اڑ پائے گی یا شاید میں بھول گئی ہوں اور اتنے سالوں پنجرے کے اندر قید کسی طاقتور پرندے کو بھی رکھو اور جب صدیوں بعد اس کو آزادی دے دو تو وہ اڑنا بھول جاتا ہے، بھول جاتا ہے کہ وہ کون ہے وہ اپنی قوتوں پر یقین کرنا چھوڑ دیتا ہے اب جب میں باہر نکلی ہوں تو میرے دل میں کوئی خواہش ہی نہیں جیسے پہلے میں سوچتی تھی کہ جب میں باہر جاؤں گی یہاں سے تو یہ کروں گی۔ یہ چیز خریدوں گی اب میرا دل خالی ہے ان جذبات سے جیسے میرے دل کو یقین ہی نہیں تھا کہ یہ خواہش کبھی پوری ہوگی اور یہ دنیا جس میں میں پلی بڑھی ہوں یہ کبھی بدل جائے گی۔ اپنے ہی ذہن میں قید ہوگئی ہوں۔ میں آ گئی ہوں باہر پر مجھے باہر اپنا آپ اجنبی لگ رہا ہے، لگ رہا ہے جیسے یہ میری دنیا نہیں ہے اور وہ حویلی اور اس کے دیواروں تک میری دنیا تھی اتنی چھوٹی دنیا میں بڑی ہوئی ہوں، جو اتنی محدود ہے جس نے میری سوچ کو اتنا محدود بنا دیا ہے....

کچھ گھنٹوں بعد ہماری گاڑی شہر کی بڑی بڑی سڑکوں پر پہنچ گئی، جس پر بے شمار گاڑیاں جا رہی تھیں، اردگرد دیکھو تو نہ کوئی درخت نہ کوئی فصل بس عمارتیں ہی عمارتیں ہیں، لوگوں کے وسیع سمندر میں گم ہر انسان اپنے سفر پر نکلا ہوا ہے...

ہر طرف شور، گاڑیوں کی آوازیں لوگوں کے قہقہے.... کسی کو کسی اور کی کوئی پرواہ نہیں کوئی خبر نہیں اپنے ہی اندر گم ہیں... تھوڑی دیر بعد ایک بورڈ پر یہ لکھا ہوا نظر آ رہا تھا مسکرائیں.... آپ مردان میں ہیں.... نیا شہر نئی داستان نیا موڑ نئے چہرے....

اور میں دل ہی دل میں گھبرانے لگی کیونکہ اردگرد کوئی اپنا نظر نہیں آ رہا تھا.. تھوڑا سا آگے بڑھ کر ایک مینار سا نظر آیا اس مینار کے گرد گھوم کر ہم ایک دروازے کے آگے رک گئے اس دروازے کے سامنے میری کلاس کی اور بھی لڑکیاں موجود تھیں مگر، میں مس سعیدہ کو ڈھونڈ رہی تھی۔ جب میں گاڑی سے نیچے اتری تو تب اندازہ ہوا کہ یہ دنیا کتنے شور و غل میں ڈوبی ہوئی ہے.... جب میں نے اِدھر اُدھر نظریں دوڑائیں تو میری نظر میں سعیدہ پر پڑی..

میں نے دور سے انہیں اشارہ کیا اور وہ مجھے دیکھ کر دوڑ کر میرے پاس آنے لگی میں نے پیچھے

ڈرائیور کو اشارہ کیا کہ اب وہ جا سکتا ہے۔ میں جب اس دروازے کے اندر داخل ہو رہی تھی جس پر بہت بڑا بڑا لکھا تھا Abdul wali Khan university Mardan اس بورڈ کو دیکھ کر میں سعیدہ سے کہنے لگی کہ یہ یونیورسٹی ہے تو اس نے مجھے کہا کہ ہاں اس یونیورسٹی کے اندر ایک کالج بھی ہے..

جب ہم اندر گئے تو ساتھ ہی ایک کمرے میں ہمیں search body کے لیے بلایا گیا اس کمرے میں ایک عورت بیٹھی تھی۔ جو سب کی باری باری تلاشی لے رہی تھی مگر وہ بہت rude تھی.. ہم تعلیم یافتہ لڑکیاں ہیں ہمیں ڈانٹنے کی ضرورت نہیں، اگر ہمیں کوئی پیار سے یا ادب سے سمجھائے تو ہم بات مان لیتے ہیں کیونکہ ہمارے اندر شعور ہے۔ مگر نہ جانے وہ خاتون کیا سوچ کر بیٹھی تھی وہ سب کو ڈانٹ کر کھینچ کر ان کی تلاشی لے رہی تھی، جیسے اپنا رعب جما رہی ہو لیکن تھی تو ہم لڑکیاں ہی، اور لڑکیوں سے تو یہ توقع کی جاتی ہے کہ وہ سنبھلی ہوئی ہو وہ اپنی چیزوں کا خیال رکھیں اور ان کے اخلاق اچھے ہو، ان کے الفاظ میں نرمی ہو پر خیر ہم وہاں سے نکل آئے...

پھر اس کے بعد ہم سے سامنے والے ایک دوسرے کمرے میں بھی سوالات ہوئے کہ ہم کیوں آئے ہیں، لیکن وہاں پر مرد حضرات تھے، جو اس خاتون کے رویے کے برعکس ہم سے بہت اچھے سے پیش آ رہے تھے....

جلد ہم پارکنگ ایریا سے نکل کر یونیورسٹی کے اندر داخل ہو گئے، جہاں سامنے بہت سے ڈیپارٹمنٹس نظر آ رہے تھے، ہمیں سیدھا اور ایک قطار میں جانے کی ہدایت کی گئی ہم ایک سیدھی قطار میں آگے بڑھ رہے تھے بالکل سامنے ہی department of Law نظر آ رہا تھا، جس کے سامنے بہت گھنے درخت تھے۔ وہ نظارہ کافی حسین لگ رہا تھا لیکن جب ہم اسی ڈیپارٹمنٹ کے سامنے سے مڑیں تو سامنے ایک بہت بڑا اور گھنا درخت نظر آیا، اس کی جڑیں جس کا سایہ law epartment سے لے کر psychology department تک پھیلا ہوا تھا۔ اس کے بعد psychology department کے ساتھ department of sociology آتا ہے۔ اس کے اردگرد بھی درختوں کی قطار اور نیچے زمین پر چمن بچھا ہوا تھا۔ یہ تین ڈیپارٹمنٹس بہت خوبصورت لگ رہے تھے کیونکہ ان کے اردگرد درختوں کی

موجودگی نے ان ڈیپارٹمنٹس میں گرمی کی شدت میں کمی کے ساتھ ساتھ ان کو اور بھی حسین اور پُرکشش بنا دیا تھا۔ میں نے زندگی میں کبھی اتنا بڑا تعلیمی ادارہ نہیں دیکھا تھا کچھ آگے بڑھ کر جب دائیں طرف مڑو اور تھوڑا سا چل کر جب دائیں طرف دیکھو تو ایک اور ڈیپارٹمنٹ آتا ہے اور وہ department of political science ہے۔

سارے راستے میں اور سعیدہ دونوں اس عالیشان عمارت کو دیکھ کر حیران تھیں، اتنی حیران کہ ہم نے سارے راستے ایک دوسری سے بات تک نہیں کی ہاں ایک جگہ بات کی تھی۔ جب پولیٹیکل سائنس کے ڈیپارٹمنٹ کے بعد ہم دونوں کو ایک بورڈ نظر آیا جس پر library central لکھا تھا، یہ دیکھ کر ہم نے ایک دوسرے کی طرف دیکھا اور ہم دونوں چیخ کر گلے ملنے لگیں، لیکن ہمیں کوئی کچھ کہنے والا نہیں تھا کیونکہ ہمیں مونیٹر کرنے والی سعیدہ ہی تھی البتہ میری کلاس کی اور لڑکیوں کو اس بات پر اعتراض ضرور تھا لیکن کیا فرق پڑتا ہے.....

ہم نے ان کی موجودگی کو نظر انداز کرتے ہوئے ٹھان لیا کہ ہم ہمیشہ یہاں پر آئیں گی... مجھے شہر کی لائبریری دیکھنے کا بہت شوق تھا، اور اس لائبریری کے بارے میں میرے ذہن میں بہت سی توقعات پیدا ہو گئیں کہ اس میں تو ہر قسم کی کتابیں پائی جائیں گی، خیر ہمیں آگے بڑھنا تھا کہ ہمیں کہا گیا کہ یہ بائیں طرف ہمارا ہاسٹل ہے اور سیدھا چل کر سامنے ایک بورڈ لگا تھا جس پہ یونیورسٹی کالج آف وومن لکھا تھا، جہاں ہمارے سالانہ امتحان ہونے والے تھے، اس کے بعد جب ہم ہاسٹل گئیں اپنا سامان رکھا اور پھر ہمیں آرام کرنے کا کہا گیا کچھ لڑکیاں باہر یونیورسٹی میں گھومنے پھرنے کے لیے باہر چلی گئیں، اور میں اور سعیدہ لائبریری کا کی طرف رخ کر گئی خوش قسمتی سے لائبریری کھلی تھی، اس لیے جب ہم داخل ہوئیں تو وہ عام کمرے سے ایک بڑا سا کمرہ تھا جس کی ہر دیوار چھت تک کتابوں سے بھری ہوئی تھی، اور درمیان میں ایک پارٹیشن تھی لیکن وہ بھی ایک شیلف تھا وہاں پر بھی کتابیں رکھی گئی تھیں داخل ہوتے ہی سامنے ایک لائبریرین بیٹھا تھا، ہم نے سلام کہہ کر اس کی توجہ حاصل کی لائبریرین کے سامنے والے سیکشن میں سارے مرد کرسیوں پر بیٹھ کر اپنی کتابوں میں مگن تھے ہمیں اس

شخص نے دوسری طرف جانے کا کہا گیا کیونکہ وہ فی میل سیکشن تھا، میں اور سعیدہ جب فی میل سیکشن میں داخل ہوئیں تو وہاں کچھ ہی لڑکیاں تھیں جو بہت سی کتابیں رکھ کر پڑھ رہی تھیں، میں بھاگ کر لائبریری کے آخری شیلف تک پہنچی اور پھر رفتہ رفتہ ساری لائبریری کی کتابوں پر ایک نظر دوڑانے لگی لیکن وہاں ساری کتابیں تاریخ، پولیٹیکل سائنس، سوشیالوجی... سائیکالوجی، لاء اینڈ آرڈر اور یہ ایسی کتابیں جو ہیلتھ اور میڈیسن پر لکھی گئی تھی۔ یہ اصل میں ایک Library study تھی۔

میں اور سعیدہ نے کتابوں کا جائزہ لے کر ایک دوسرے پر افسوس کی ایک نگاہ ڈالی ہماری توقعات کے مطابق اس لائبریری میں فینٹسی ہونی چاہیے تھی ناول ہونے چاہیے تھے، اور ایک بات اور اس لائبریری میں اردو کی ایک بھی کتاب موجود نہیں تھی ہمیں لگا شاید ہم نے وہ سیکشن نہیں ڈھونڈ، لیکن وہاں ساری کتابیں بے ترتیب ہی پڑی تھیں میں اور سعیدہ مل کر لائبریرین کے پاس گئیں اور ان سے پوچھا کہ یہاں پر اردو کی کوئی کتاب ہے، انہوں نے کہا یہاں پر صرف انگریزی کی کتابیں ہیں ہم دونوں بہت ناامید ہو کر اس لائبریری سے باہر آ گئیں جیسے ہماری پوری زندگی بے رنگ ہو گئی ہو باہر نکل کر پورے راستے سعیدہ لائبریرین کو برا بھلا کہنے لگی چونکہ وہ خود بھی اس پیشے سے وابستہ ہے، اس لیے اسے برا لگ رہا تھا کہ کیوں ساری کتابیں بے ترتیب پڑی تھیں، اور کیوں کتابوں کو ان کے موضوعات کے مطابق الگ الگ نہیں رکھا گیا پر میں نے اسے بولنے دیا.....

یہ تھی ہماری خیالی سینٹرل لائبریری اس کے بعد ہم نے آرام کیا کیونکہ کل کا دن ہمارا بہت مصروف گزرنے والا تھا...! نیا شہر اور نئی داستان!

تھوڑی دیر پہلے ہمیں یہ خبر ملی کہ ہم پانچ دن تک فارغ ہوں گی مجھے پتہ تھا کہ میں اتنے دن ایسے بیٹھ کر بہت بور ہو جاؤں گی، اس لیے میں نے سوچا کیوں نہ اس سنٹرل لائبریری میں دوبارہ چلی جاؤں اور شاید مجھے کوئی اچھی بک مل جائے، پھر اچانک ہی مجھے یہ خیال آیا کہ اس ملنگ نے مجھے جو کتاب دی تھی.... Forty RULES of love لیکن پھر مجھے یاد آیا کہ وہ کتاب مجھ سے سعیدہ لے کر گئی تھی میں بھاگ کر سعیدہ کے پاس گئی جو باہر کسی ہیڈ سے بات کر رہی تھی۔ میں نے اسے اشارہ کیا تو

وہ اپنی بات مکمل کر کے میرے پاس آئی میں نے اس سے پوچھا کہ وہ کتاب کہاں ہے، جو اس نے مجھ سے لی تھی تو اس نے کہا کہ وہ تو میں گھر چھوڑ آئی ہوں، اس لیے میرے دماغ میں خیال آیا کہ میں سینٹرل لائبریری جا کر وہ کتاب ڈھونڈ لیتی ہوں کیونکہ وہ کتاب انگریزی میں لکھی گئی ہے شاید وہ مجھے مل جائے.....

میں تیار ہو کر باہر آ کر اکیلی سینٹرل لائبریری کی طرف روانہ ہو گئی۔ جب وہاں داخل ہوئی تو میں نے لائبریرین سے پوچھا کہ کیا ان کے پاس اس نام کی کوئی کتاب ہے انہوں نے مجھے کہا کہ سامنے سینٹرل شیلف کے دوسرے row میں وہ کتاب تمہیں مل جائے گی میری خوشی کی انتہا نہیں تھی، میں وہ کتاب لے کر جب کاؤنٹر پر آئی تو لائبریری نے مجھے کہا کہ میں یہ کتاب اپنے ساتھ نہیں لے کر جا سکتی کیونکہ میں اس یونیورسٹی کی طالب علم نہیں ہوں، اس لیے مجھے اس کتاب کو اگر پڑھنا ہے تو اس لائبریری کے اندر ہی پڑھنا ہے میں جب فیمیل سیکشن کی طرف گئی تو وہاں کوئی بھی موجود نہیں تھا، اور میں بے حد خوش ہو کر ایک ٹیبل کے ساتھ لگی ایک کرسی پر بیٹھ گئی میں نے کتاب کا پہلا صفحہ کھولا.....

اور تمہیں پتہ ہے لالی جو پہلا صفحہ میں نے کھولا اس پر کیا لکھا تھا اس کو دیکھ کر ہی میں حیران ہو گئی....

When I was a child, I saw God

I saw angels,

I watched the mysteries of higher and the lower world.i thought all men saw

the same.at last I realized that they didn't see

Shams of Tabriz

اس کتاب کے پہلے صفحے پر یہ پڑھ کر مجھے ایسے لگا جیسے اس ملنگ کو پتہ تھا کہ میں کیا ڈھونڈ رہی ہوں اپنی زندگی میں محبت، خدا، آزادی، دنیا، یا یہ نہیں رشتے.....

میں جیسے ہی دوسرے صفحے کی طرف بڑھنے لگی مجھے محسوس ہوا جیسے کوئی مجھے دیکھ رہا ہو کسی کی

نظروں کی تپش مجھے چھو رہی تھی، پہلے تو میں نے نظر انداز کیا اور پڑھنے لگی جب میں نے ارد گرد دیکھا تو کوئی نہیں تھا....

عصر کے وقت لائبریری بند ہونے والی تھی ایسے میں چند صفحے آگے پڑھ کر واپس آ گئی لیکن سارے راستے میرے دماغ میں دو چیزیں تھیں ایک وہ پہلا صفحہ اور دوسری کسی کی گہری نظر کی تپش...

میں چپ چاپ ہاسٹل کی طرف آئی سعیدہ منہ بسورے کھڑی تھی شاید وہ اس لیے غصے میں تھی کہ میں اکیلی لائبریری میں چلی گئی تھی....

پہلا دیدار

پہلا دن کافی اچھا گزرا، ساری لڑکیاں اپنے موبائل پر اپنے گھر والوں سے باتیں کر رہی تھیں خیریت معلوم کر رہی تھیں، لیکن میرے پاس کوئی موبائل نہیں تھا کیونکہ میرے گھر والوں نے مجھے نہیں دیا، ان کو لگا شاید میں اس پر اپنا وقت ضائع کروں گی، اس لیے میں سعیدہ کے ساتھ بیٹھی تھی میں نے اس سے پوچھا کہ میں نے تمہیں جو کتاب دی تھی کیا تم نے وہ شروع کی ہے، اس نے نفی میں سر ہلایا اور کہنے لگی کہ میں اس کو کیسے شروع کرتی آج کل بہت مصروفیت ہے، اس لیے میں اسے فارغ وقت میں پڑھنا شروع کروں گی یہ سن کھڑی ہو گئی اور اسے کتاب کے بارے میں بتانے لگی تو وہ کہنے لگی کہ مجھے اور مت بتاؤ تم میرا سارا مزہ خراب کر دو گی اور پھر مجھے پڑھنے میں مزہ نہیں آئے گا، میں نے کہا چلو ٹھیک ہے نہیں بتاتی.....آج میں دوپہر کے وقت لائبریری گئی جب میں وہاں اس سینٹرل شیلف میں وہ کتاب ڈھونڈنے لگی...تو لائبریری نے مجھے کہا کہ وہ کتاب کوئی سٹوڈنٹ لے گیا....یہ سن کر میں بہت خفا ہوئی...

تو پیچھے سے کسی نے مجھے آواز دی!!!excuse me میں جب پیچھے مڑی تو ایک دراز قد شخص کھڑا تھا سفید شلوار قمیض میں ملبوس, پشاوری چپل پہنے..ہاتھ پر سرمئی رنگ کی گھڑی پہن رکھی تھی جیسے اس کی شخصیت کا حصہ ہو..اس کی آنکھیں گہری سیاہ اور بہت پر کشش تھیں، اس کا لباس اگرچہ بہت سادہ تھا مگر اس کے کپڑوں پر لگا ہوا عطر ایسا تھا جو دور تک اس کی پہچان کرا سکتا ہے اس کو لوگوں سے ممتاز بنا سکتا

ہے.....

اس کی آنکھوں میں دیکھو تو ہم گم ہونے کا خدشہ ہوتا ہے۔اس کے بال گہرے بے ترتیبی میں بھی پرکشش لگ رہے تھے وہ سرتاپاؤں بہت پرکشش اور وجیہہ تھا...

میں نے جواب میں کہا کہ جی آپ کو کوئی کام ہے؟؟

جواب آیا کہ نہیں!!!

اس کی آنکھوں میں دیکھو تو ڈوب جانے کا خدشہ تھا۔اس کے چہرے سے لگ رہا تھا کہ وہ کافی نروس ہے...وہ کہنے لگا کہ اگر میں چاہوں تو وہ مجھے مردان کی لائبریری لے کر جا سکتے ہیں جہاں کورس کی (Course) کتابوں کے علاوہ entertainment کے لیے ناولز بھی ہیں....

میں نے پوچھا کہ وہ لائبریری کہاں پر ہے تو انہوں نے مجھے بتایا کہ وہ اس یونیورسٹی کے باہر بالکل سامنے ہے...انہوں نے مجھے مزید بتایا کہ وہ ابھی ادھر ہی جا رہا ہے، اگر میں چاہوں تو مجھے وہاں لے کر جا سکتا ہے میں اس کی بات مان کر اس کے ساتھ چلنے لگی میرے خیال کے برعکس وہ سارے راستے چپ رہا..

میں توقع کر رہی تھی کہ وہ اور لڑکوں کی طرح مجھ سے بات کرنے کی کوشش کرے گا لیکن اس کی شخصیت سے vibes آ رہی تھی کہ وہ ایک معزز خاندان سے ہے...اس کی آنکھوں میں خاموشی اس کی باتوں میں ٹھہراؤ اس کے ہر قدم میں مضبوطی تھی۔

وہ عام لڑکوں کی طرح نہیں تھا وہ مرد تھا جسے ہم اصل معنی میں مرد کہتے ہیں اس کے کپڑوں سے اس کی باتوں سے لگ رہا تھا کہ وہ ان لڑکوں میں سے نہیں ہے..

پورے راستے اس کی نظریں جھکی ہوئی تھیں۔اس نے میری طرف ایک بار بھی نہیں دیکھا لیکن وہ جب بھی میری طرف دیکھتا تو میں وہی تپش محسوس کرتیں جو اس لائبریری میں، میں نے محسوس کی تھی..

وہ اتنا لمبا راستہ وہ اتنا گھنا درخت جس کو میں بہت غور سے دیکھ کر آئی تھی وہ کب گزر گیا مجھے پتہ

ہی نہیں چلا اور ہم یونیورسٹی سے باہر آ چکے تھے.....

جب میں باہر آئی ایک پل کے لیے مجھے ڈر سا لگنے لگا کہ کہیں میں کچھ غلط تو نہیں کر رہی لیکن میرے دل میں پھر ایک بڑی عالی شان لائبریری کا تصور آیا، اور میرا دل خوشی سے مچلنے لگا، میں چپ چاپ اس کے ساتھ چلتی رہی..... ہمارے درمیان کی خاموشی کو کاٹ کر میں نے سوال کیا کہ یہ باہر مینار کیا ہے اور جواب بہت سیدھا سادہ آیا کہ اس جگہ کو کالج چوک کہتے ہیں.....

اس لیے یہ مینار بنایا گیا ہے.... یونیورسٹی کے باہر بنے ہوئے فٹ پاتھ پر چل کر جب ہم نے روڈ cross کی اور تھوڑا سا آگے بڑھے تو دیکھا کہ کریم کلر کی عمارت پورے جلال سے کھڑی ہے، اس کے ساتھ ہی ایک مجسمہ ہے وہ مجسمہ ہاتھ میں لیے قلم ہوئے کا تھا جو اس لائبریری کی موجودگی کا ثبوت دے رہا تھا...

اندر داخل ہوئے تو کتابوں کے ایک وسیع سمندر نے ہمارا استقبال کیا، اور میں اس خاموشی میں باہر کے شور کو بھول گئی، جب ہم کاؤنٹر پر پہنچے تو اس شخص نے اپنے والٹ سے کارڈ نکالا وہ اس لائبریری کی ممبر شپ کا کارڈ تھا... کاؤنٹر پر کھڑے شخص کے ساتھ بات کرنے کے بعد وہ انجان شخص میری طرف متوجہ ہوا.....

جب میں نے اس سے نظریں ملائیں تو مجھے لگا جیسے میرے دل کو کسی نے مٹھی میں بند کر دیا ہو... لیکن اچانک وہ اپنی نظر جھکانے لگا....

آپ کو میں اب ناولز والے سیکشن کی طرف لے کر جاتا ہوں.... یہ کہہ کر وہ مڑ گیا میں مسکرا کر اس کے پیچھے چلتی رہی وہ دراز قد شخص جو صرف سامنے سے نہیں بلکہ اگر اس کو ایک طرف سے دیکھو تو اس کی چھوٹی چھوٹی داڑھی میں اس کی jawline sharp نظر آ رہی تھی... میں ہر پہلو سے اس شخص سے متاثر تھی.... جب ہم اوپر چڑھے اور وہ مجھے راستے میں آنے والے سارے سیکشنز ہاتھ کے اشارے سے دکھا رہا تھا، اس کے ہاتھ پر سرمئی گھڑی ہر بار چمکنے لگتی۔ وہ مجھے ناول کے سیکشن لے گیا تو وہاں پڑے ہوئے ناولز اگرچہ کم تعداد میں تھے لیکن سارے بہت اچھے تھے.... میں نے اس میں وہ کتاب

ڈھونڈنے کی کوشش کی اور خوش قسمتی سے مجھے وہ کتاب وہاں مل گئی۔ میں نے وہ کتاب دیکھی.....

میں خوشی سے مچل کر پیچھے مڑی کہ وہ مجھے دیکھ رہا ہے یا نہیں لیکن مجھے مڑتا ہوا دیکھ کر وہ کہیں اور دیکھنے لگا، تب مجھے اندازہ ہوا کہ وہ مجھے تب دیکھتا ہے، جب میں اس کو نہیں دیکھتی اس کی نظروں میں کوئی بے ادبی کوئی بے حیائی نہیں تھی بس صرف سکون تھا.....

مسکرا کر میں نے اس کا شکریہ ادا کیا لیکن جب ہم کاؤنٹر پر پہنچے تو وہاں کے انچارج نے اس بک کو ایشو کرنے سے انکار کر دیا کہنے لگا کہ یہ آخری کاپی بچی ہیں، اور ہماری لائبریری کا یہ رول ہے کہ جس کتاب کی آخری کاپی بچ جاتی ہے وہ کسی کو نہیں دی جاتی اگر آپ کو یہ کتاب چاہیے تو آپ یا تو انتظار کریں یا آپ روز پڑھنے آسکتی ہیں..

لائبریرین کی بات سن کر وہ شخص میری طرف دیکھنے لگا جیسے میری رائے جاننے کی کوشش کر رہا ہوں، میں نے اس سے کہا کہ میں روز آسکتی ہوں تو مجھ سے کہنے لگا کہ اکیلے ٹھیک نہیں رہے گا اپنے ساتھ کسی دوست کو لائے گا.....

سعیدہ اپنے کاموں میں مصروف تھی میں نے اسے مردان کی لائبریری کے بارے میں بتایا تو وہ بھی بہت خوش ہوئی اور میرے ساتھ لائبریری جانے کے لیے راضی ہوگئی.....

میں نے سعیدہ کو اس اجنبی شخص کے بارے میں بتایا، جب اس نے اس شخص کے بارے میں سن لیا تو وہ بھی اس شخص میں کافی دلچسپی دکھانے لگی اور کہنے لگی کہ وہ اس شخص سے ملنا چاہتی ہے، اس کی اس بات پر میں ہنسنے لگ گئی کہ میں تمہیں اس شخص سے کیسے ملاؤں وہ تو مجھے یوں ہی بس مل گیا تھا لیکن وہ یاد رہ جانے والوں میں سے تھا...

پھر مجھے یاد آیا کہ اس نے کہا تھا کہ وہ روز مردان کی اس لائبریری میں آتا ہے، سعیدہ مجھ سے پوچھنے لگی کہ اس نے اپنے بارے میں کچھ بتایا کوئی نام کون سی جگہ سے ہے کس ڈیپارٹمنٹ کا ہے میں نے نفی میں سر ہلایا میں نے کہا کہ وہ سارے راستے خاموش تھا، سعیدہ کہنے لگی کہ ضرور وہ ایک introvert ہے.....

مگر میرے لیے وہ ابھی بھی ایک پہیلی کی طرح تھا...

(دوسرا دن)

جب میں دوسرے دن سعیدہ کے ساتھ لائبریری گئی تو میں نے اسے بہت ڈھونڈا مگر وہ کہیں نہیں تھا۔ سعیدہ کو یونیورسٹی سے کال آئی تو وہ چلی گئی لائبریری میں اور بھی بہت سے لوگ تھے جو مختلف کتابوں کو کھول کر ان سے فائدہ اٹھا رہے تھے۔ میں بھی ایک کونے میں بیٹھ کر وہی کتاب کھولنے لگی۔ اس کتاب کے پہلے صفحے کو دوبارہ پڑھ کر میں آگے بڑھی میں کبھی بھی کتاب کے شروع میں prologue نہیں پڑھتی لیکن اس کتاب کا ہر ایک لفظ پڑھنے پر جیسے مجبور ہو گئی ہوں مجھے ایسا لگتا ہے کہ اگر میں نے اس کتاب کا ایک صفحہ بھی چھوڑ دیا تو میں اس کو سمجھ نہیں پاؤں گی..

اس ناول کے Prologue میں ایک لڑکی کی کہانی بتائی جاتی ہے، جس کا نام ہے ella ہے.... اس کی زندگی عام سی ہوتی ہیں، جذبات سے خالی لیکن جس طرح وہ Sweet lasphemy کتاب کو شروع کرتی ہے تو اس کی زندگی میں تبدیلی کی ایک نئی لہر آ جاتی ہے جو اس کی زندگی کو ایک نیا رخ مہیا کرتی ہے....اس کہانی میں ہمیں بتایا جاتا ہے کہ محبت ایک روحانی تجربہ بھی ہو سکتا ہے نہ کہ رومانی.....سچ کہوں تو مجھے اس کتاب میں ella کی زندگی کے بارے میں جاننے کا کوئی شوق نہیں بلکہ میں تو اس کتاب کے بارے میں جاننا چاہتی ہوں جو اس میں موجود ہے جس کا نام ہے sweet blasphemy...اس کو ZAHRA Z.A نے لکھا ہے اور میرا اس کی طرف دھیان تب گیا، جب میں نے اس کتاب کا پہلا صفحہ کھولا اس پر لکھا تھا کہ قرآن مجید کا جو راز ہے وہ سورہ فاتحہ کی اس آیت میں موجود ہے...بسم اللہ الرحمٰن الرحیم... یہ وہ VERSE ہے جس میں دنیا کے سارے راز پنہاں ہیں حرف (ب) جس کے نیچے یہ نقطہ پوری کائنات کی نمائندگی کرتا ہے....اور اس کتاب کا ہر ایک chapter ب (B) سے شروع ہوتا ہے...اور ella کی اس بات سے میں agree کرتی ہوں کہ لڑکیاں زیادہ تر اس شخص سے شادی نہیں کرتی جس سے وہ محبت کرتیں ہیں، بلکہ اس سے کرتی ہیں جو ایک اچھا شوہر اور ایک اچھا باپ بن سکتا ہے، پیار ایک بہت اچھا احساس ہے لیکن بہت جلدی ختم ہو جاتا

ہے....

جب میں آگے پڑھنے لگی تو اچانک ہی میں نے اس کی نظروں کی تپش محسوس کی...اور رفتہ رفتہ اس کی منفرد خوشبو فضا میں پھیلنے لگ گئی، جیسے اس نے لائبریری کی ساری فضا کو اپنے قابو میں کر لیا ہے ....

میں نے پڑھنے کی کوشش کی لیکن ایک لفظ تک نہیں پڑھ پائی اس کی نظروں کا اثر مجھ پر اتنا گہرا ہوتا ہے کہ میں پڑھنا بھول جاتی ہوں، اور ایسا لگتا ہے کہ اس کی آنکھوں کا زہر اپنے قابو میں کر لیتا ہے میں مڑ کر اس کی طرف دیکھنے لگی...

وہ دراز قد شخص لائبریری کے شیلف کے ساتھ ٹیک لگائے ہاتھ میں کتاب لیے کھڑا مسکرا رہا تھا، مگر اس کی نظریں جھکی ہوئی تھیں۔اس کے ہاتھ پر وہی گھڑی چمک رہی تھی جو اس نے اس دن پہنی تھی جب ہم پہلی بار ملے تھے۔وہ غیر فطری انداز میں اپنی کتاب کے صفحے پلٹ رہا تھا میں مسکرا کر واپس اپنی کتاب پر متوجہ ہوئی....مگر جب میں نے اس کے قدموں کی آہٹ سنی تو میں اٹھ کھڑی ہوئی..

ہمارے درمیان کی خاموشی کو توڑنے والی میں تھی میں نے پہلے تو اس کا شکریہ ادا کیا کیونکہ اس کی وجہ سے ہی مجھے یہ کتاب پڑھنے کو ملی...

مگر آگے سے وہ صرف مسکرایا...

وہ میرے سامنے والی کرسی پر آ کر بیٹھ گیا اور پوچھنے لگا کہ کیا میں اس شہر میں نئی آئی ہوں میں نے اثبات میں سر ہلایا تو اس نے کہا کہ پھر تو تمہیں اس شہر کے بارے میں کافی چیزیں جاننے کی ضرورت ہے..

اس نے کہا کہ وہ بھی اس شہر میں کچھ سال پہلے ہی آیا ہے، وہ کہنے لگا کہ اس شہر کا نام مردان ہے....یہ شہر تعلیمی کاروباری اور زرعی لحاظ سے بہت اہم ہے..

سچ کہوں تو میں نے اس کی ساری باتوں میں صرف یہی سنا باقی اس کے الفاظ فضا میں آہستہ آہستہ معدوم گئے اور میں مسلسل اسے دیکھتی رہی، ہاتھوں کی حرکت اس کی آنکھوں کو اس کے ہلتے

ہوئے ہونٹوں کو وہ اس انداز میں بات کر رہا تھا جیسے لفظوں کو تول کر بول رہا ہو.... جس طرح میں کتابوں میں گم ہو کر اپنے اس پاس کے ماحول کو نظر انداز کرتی ہوں، آج میں کتابوں کی پوری دنیا میں اس چہرے میں گم ہو گئی، جو انجان ہے مگر اپنا لگتا ہے ایسے جیسے اگر اسے اپنے دل کی بات بتاؤں گی تو وہ سن لے گا، اگر نہ بھی بتاؤں تو وہ میری آنکھوں میں پڑھ لے گا....

جیسے وہ خاموشی کو پڑھنا جانتا ہو، جیسے وہ آنکھوں سے باتیں کرنا جانتا ہوں اس کی آنکھوں میں ایک خاص قسم کی چمک تھی جو بہت پُرکشش معلوم ہوتی تھی.... بلاشبہ یہ شخص مجھے یاد ہو گیا تھا.. صرف دو ہی ملاقاتوں میں وہ شخص مجھے سالوں کے رشتوں سے بھی زیادہ قریب لگنے لگا تھا...

جب اس نے اپنی بات مکمل کی تو میں نے اس سے پوچھا کہ وہ کس ڈیپارٹمنٹ سے ہے اس نے جواب دیا کہ وہ سائیکالوجی ڈیپارٹمنٹ سے ہے....

اور وہ اسی یونیورسٹی میں پڑھتا ہے جہاں میں امتحان دینے گئی تھی۔ میں نے اس سے پوچھا کہ وہ سائیکالوجی کیوں پڑھ رہا ہے اور مجھے جواب صرف مسکراہٹ میں ملا.. اور پھر وہ کہنے لگا کہ اسے خود کو اور دوسروں کو جاننے کا شوق ہے۔ وہ کہتا ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ کی سب سے بہترین مخلوق انسان ہے تو میں اس بات میں دلچسپی رکھتا ہوں کہ وہ انسان کس طرح ہے اس کی فطرت کیا ہے اس کی عادتیں کیا ہیں وہ کیا چاہتا ہے۔ کیا سوچتا ہے۔ کیا ضرورت ہے اس کو....

اس سوال کے بعد ہم دونوں کے درمیان خاموشی کی ایک دیوار سی بن گئی، اور تھوڑی دیر بعد اس کے موبائل پر اسے ایک کال آئی وہ وہاں سے اٹھ کر چلا گیا وہ چلا گیا تو مجھے ایسا لگا جیسے میں کسی قید سے آزاد ہو گئی ہوں، مگر مجھے بے چینی سی محسوس ہونے لگی..... اب وہ میرے جذبات کو بھی قابو رکھ رہا تھا۔

کافی دن گزرتے گئے...

اس دن کے بعد اس نے مجھ سے کوئی بات نہیں کی، وہ روز آتا تھا مگر جہاں میں بیٹھی ہوتی تھی وہاں سے دو تین میز دور بیٹھ جایا کرتا تھا ایک دن سعیدہ میرے ساتھ لائبریری آئی اس نے بھی اس کو

دود سے ہی دیکھا مگر سعیدہ کی تو عادت ہے وہ مجھے چھیڑنے لگ گئی کہ لڑکا تو بہت ہینڈسم ہے.....اس نے کہا کہ ایسے لوگ کم گو ہوتے ہیں، لیکن تمہیں پتہ ہے ان کی محبت سچی ہوتی ہے کیونکہ یہ بہت کم لوگوں سے باتیں کرتے ہیں، لیکن جن سے کرتے ہیں وہ ان کے بہت قریب ہوتے ہیں۔

"تمہیں پتہ ہے لالی.... مجھے دل ہی دل میں ڈر لگنے لگا کہ ایسا نہ ہو مجھے اس سے محبت ہو جائے کیونکہ محبت میرے جیسی لڑکی کے لیے نہیں بنی، محبت اس لڑکی کے لیے بنی ہے جو آزاد ہوتی ہے اپنی زندگی جینے میں اپنے لیے کیریئر چوز کرنے میں، لیکن میں تو ہر طرح سے قید ہوں اور پھر پنجرہ تو پنجرہ ہوتا ہے، خواہ وہ سونے کا ہی کیوں نہ بنا ہو، اگرچہ مجھے اپنی حویلی میں بہت سی سہولیات مل رہی ہیں، مگر جو چیز مجھے چاہیے اگر وہ نہیں ہے تو میں اس بڑی حویلی میں اگر شہزادیوں کی طرح بھی جی رہی ہوں تو کسی فقیر سے کم نہیں.....

O....O....O

کچھ ہی دن ایسے گزرتے ہیں اس کا میرے ساتھ بات نہ کرنا مجھے بہت ناگوار گزر رہا تھا، پر میرے پاس کوئی رشتہ بھی تو نہیں تھا کہ میں اس سے جا کر پوچھتی کیوں وہ مجھ سے کوئی بات نہیں کر رہا بہت سے دن گزرے وہ کتاب جو اس نے مجھے لینے میں مدد کی تھی وہ ختم ہونے والی تھی، اور وہاں بھی جو کہانی چل رہی ہے لالی وہاں پر جو محبت کے اصول بیان ہوئے ہیں وہ مجھے اپنے رب کی طرف بہت قریب کر رہے ہیں، جس سے محبت کا پہلا اصول یہ ہے کہ جس طرح ہم اللہ کے بارے میں سوچتے ہیں وہ ہمارا عکس ہوتا ہے، جیسے اگر میں اللہ تعالیٰ کا نام لوں اور میرے ذہن میں محبت آئے سکون آئے تو اس کا مطلب ہے کہ میرے اندر محبت ہے سکون ہے زندگی ہے، لیکن اگر اللہ تعالیٰ کا نام لے کر میرے ذہن میں ڈر آئے اور غصہ آئے نفرت آئے تو اس کا مطلب ہے کہ میرے اندر وہی چیزیں ہیں...اس کہانی میں ایک ایسے شخص کی داستان بیان ہوئی ہے جو اپنے رب کو ڈھونڈ رہا ہے، اور وہ اپنے رب کو اتنا جانتا ہے کہ اگر کوئی اس سے جو بھی سوال کرے تو اس کے پاس اس کا جواب ہوتا ہے، جیسے کوئی اس سوال کرتا ہے کہ تم رب کو ڈھونڈ رہے ہو لیکن اللہ تعالیٰ یہاں نہیں ہے تو وہ اسے کہتا ہے کہ نہیں اللہ تعالیٰ

تو کہتا ہے کہ وہ شہ رگ سے بھی زیادہ قریب اور میرا رب میرے قریب ہی ہے بس مجھے اسے جاننا ہے اسے ڈھونڈنا ہے...

اس میں دو دوستوں کی کہانی ہے رومی اور شمس... اس دنیا میں نہ رومی کو کوئی سمجھنے والا ہوتا ہے اور نہ ہی شمس کو... شمس اپنے رب سے دعا کرتا ہے کہ اسے ایک دوست ملے جو اسے سمجھے اور اللہ اسے تحفے میں رومی دے دیتا ہے، جس طرح میں دعا کرتی ہوں لالی کہ مجھے تم مل جاؤ تا کہ مجھے کوئی سمجھے...

سچ کہوں تو اس کتاب نے میرے خیالات کو کافی تبدیل کیا ہے، کافی متاثر ہوں میں اس ناول سے، بس اس کتاب کو ختم کرنے والی ہوں میں لیکن تمہیں پتہ ہے اس کتاب کو ختم کرتے ہوئے مجھے یہ دکھ ہو رہا ہے کہ پھر میں اس لائبریری میں نہیں آ پاؤں گی اور نہ میں اسے دیکھ سکوں گی اور تمہیں پتہ ہے لالی میں اسے دیکھتی نہیں ہوں نہ میں اسے گھور رہی ہوتی ہوں بس اس کی موجودگی کا احساس ہی میرے لیے کافی ہوتا ہے.....

اس لائبریری کی فضا میں نہ جانے کون سا ایسا تعلق ہے میرا اس سے جس کو میں ابھی تک کوئی نام نہیں دے پائی.... بے چینی کا احساس پچھلی مرتبہ جب میں لائبریری آئی تھی تو میں بہت جلدی چلی گئی تھی کیونکہ میری اس کی کتاب میں بہت کم صفحے باقی رہ گئے اور میں نہیں چاہتی تھی کہ یہ جلد ختم ہو، اس کتاب نے تو ہمارے تعلق کو جوڑا ہوا ہے.....

تمہیں پتہ ہے لالی کافی دنوں بعد میں نے اپنے اندر یہ ہمت پیدا کی کہ میں اس کے پاس جاؤں کچھ دنوں سے میں بہت بے چین ہوں اور اس کی وجہ مجھے صرف وہ شخص لگ رہا ہے...

آج میں جب لائبریری میں داخل ہوئی....

وہ اپنی اسی مخصوص جگہ پر بیٹھ کر پڑھ رہا تھا میں بھی اپنی مخصوص جگہ پر جا کر بیٹھ گئی...

میں خود سے باتیں کرنے لگ گئی کہ یہ شخص خود کو کیا سمجھتا ہے کہ اس کی خاموشی مجھ پر اتنی غالب ہو جائے گی.... اور اس کے خیالات پر اتنے حاوی ہو جاؤ گے... اور پھر میرے خوابوں میں بھی آنا شروع ہو جائیں گے.... میں بہت غصہ ہو کر بیٹھ گئی اور کتاب کھولنے لگی...

مگر میں نے تو کچھ بھی نہیں کیا... آواز آئی۔

یہ سن کر میرے اوسان خطا ہو گئے...

''تم تو وہاں پڑھ رہے تھے نا...''

میں اس کی کرسی کی طرف اشارہ کرنے لگی۔

وہ کہنے لگا کہ وہ ساتھ والے شیلف سے ایک کتاب لینے آیا تھا...

آپ نے کچھ سنا تو نہیں....

میں نے پوچھا..

''آپ کو کیا لگتا ہے...''

آگے سے جواب آیا...

''نہیں! اصل میں وہ میری اس کتاب میں ایک کریکٹر ہے تو میں اس کے بارے میں بات کر رہی تھی....''

''محترمہ!.... میں یہ کتاب پڑھ چکا ہوں...

میں بری طرح پھنس گئی تھی...

وہ ایسا معصوم چہرہ لے کر کہہ رہا تھا اور ساتھ ہی اپنی مسکراہٹ چھپا رہا تھا تمہیں پتہ ہے مجھے اپنا آپ دنیا کا سب سے بیوقوف انسان لگ رہا تھا...

میں نے اس سے کہا کہ تم ایسا کرو کہ تم یہاں آیا ہی نہ کرو.. تو وہ کہنے لگا میں تو یہاں تمہیں بس صرف دیکھنے آتا ہوں، اب کیا اس کی بھی اجازت نہیں ہے.....

مجھے اپنے گال گرم ہوتے ہوئے محسوس ہو رہے تھے... اور جب میں نے اس کی طرف دیکھا تو وہ اپنی نظریں جھکا کر مسکرا رہا تھا.... اس نے مجھے ایسے لاجواب کر دیا کہ میں وہاں سے چلی گئی.... جب میں باہر نکلی تو شام ہونے کے قریب تھی میں جیسے ہی یونیورسٹی کے دروازے سے اندر جانے لگی تو دیکھا کہ سعیدہ باہر آ رہی ہے۔ اس نے مجھے دیکھ کر ہی کہا کہ آؤ باہر آئس کریم کھانے چلتے

ہیں میں نے بھی ہاں میں ہاں ملادی ہم رکشا میں بیٹھ کر آئس کریم کھانے چلے گئے...اور پھر معمول کی طرح جب ہم نے آئس کریم آرڈر کر کے کھانا شروع کیا تو سعیدہ کو یونیورسٹی کی طرف سے کال آئی کہ وہ آ کر ایگزم ہال میں رول نمبرز چیک کرے اب سعیدہ چلی گئی اور اس نے مجھے کہا کہ میں یہ آئس کریم کھالوں اور اور آتے ہوئے اس کے لیے فالودہ لے آؤں میں نے اس کے ساتھ جانے پر بہت اصرار کیا مگر اس نے مجھے منع کر دیا اور کہنے لگی کہ تمہاری آئس کریم پگھل جائے گی۔اس لیے یہاں بیٹھ کر کھا لو اور پھر آ جانا یونیورسٹی اور اس آئس کریم والی دکان کے درمیان فاصلہ بہت کم تھا اس لیے میں وہاں ٹھہرنے پر راضی ہوگئی..

جب میں وہاں پر آئس کریم کھانے لگی تو اچانک سے لڑکوں کا ایک گروہ وہاں داخل ہو گیا وہ بہت تیز آواز سے باتیں کر رہے تھے اور ہنس رہے تھے، اور مجھے ایک خوف سا محسوس ہونے لگا وہ میرے ساتھ والی کرسی پر بیٹھ کر ویٹر سے menu لانے کا کہہ رہے تھے.....

میں نے جلدی جلدی آئس کریم کھائی اور وہاں سے نکلنے لگی لیکن میں جیسے ہی آئس کریم کی دکان سے باہر نکلنے لگی تو میں نے دیکھا کہ وہ لڑکے میرے پیچھے آ رہے تھے میں بھاگنے لگی میرا نازک جوتا ٹوٹ گیا تھا اور میں بھاگ رہی تھی مجھے نہیں پتہ تھا کہ میں کہاں بھاگ رہی تھی کہاں جانے کی کوشش کرتی لیکن میں بھاگ رہی تھی...

اتنے میں میرے جوتے خراب ہو گئے...اور میں گر گئی جب میں نے ارد گرد دیکھا لوگ اپنے اندر اتنے ڈوبے ہوئے تھے کہ کوئی میری آواز تک نہیں سن پا رہا تھا میں نے اٹھنے کی کوشش کی اور تھوڑا سا اور آگے بڑھی تو میں نے اس شخص کو دیکھا جو میری طرف پیٹھ کیے کھڑا تھا لیکن میں اس کو پہچان سکتی تھی وہ ایسا شخص تھا جس کو بھیڑ میں بھی پہچانا جا سکتا تھا۔اس وقت وہ شخص مجھے ایسے لگ رہا تھا جیسے وہ تپتی دھوپ میں سایہ صحرا میں دریا کا پانی اور ایک انجان سی دنیا میں ایک اپنا....اس بھیڑ میں ایک محافظ مجھے اس کا نام تک نہیں پتا تھا لیکن میں اتنا جانتی تھی کہ یہ میری حفاظت کر سکتا ہے۔اس لیے میں اس کی طرف بڑھی اس دن پہلی بار میں نے اس کے ہاتھ کو پکڑا تھا..

اس نے جب میری طرف دیکھا میری آنکھوں میں میرے پاؤں کو میرے خراب جوتوں کو اور پھر میرے پیچھے دیکھا...اور کہنے لگا کہ کیا ہوا ہے...

میں نے اس سے کہا کہ میرے پیچھے کوئی ہے کچھ لڑکے ہیں جو میرے پیچھے آ رہے ہیں لیکن وہ مجھے بار بار کہہ رہا تھا کہ پیچھے کوئی بھی نہیں ہے، لڑکے شاید اسی آئس کریم کی دکان کے ساتھ رہ گئے تھے لیکن جو ڈر وہ میرے اندر بٹھا چکے تھے وہ مجھے اتنی دور لے آیا تھا۔ اس شخص کے سامنے اس نے مجھ سے اور کوئی سوال نہیں کیا....

اتنے میں ایک آدمی آیا اور کہنے لگا....''شہریار...''

پھر اس آدمی نے جب مجھے دیکھا جو ابھی تک اس شخص کے ہاتھوں کو پکڑے کانپ رہی تھی تو وہ کہنے لگا کہ یہ کون ہے تو اس شخص نے کہا کہ یہ سارا ہے.....سارا بتول...اس وقت میری حیرانگی کی انتہا نہیں تھی کہ وہ میرا نام تک جانتا تھا بس میں ہی اس کو نہیں جان پائی تھی..خیر جب میں اپنے ہوش و حواس میں آئی....اس کے دوست نے قریبی دکان سے جوتے خرید لیے اور مجھے یونیورسٹی کے گیٹ پر چھوڑ دیا اس وقت بھی میرا دل کانپ رہا تھا ایسے جیسے اب بھی وہ لوگ میرے پیچھے ہوں.....

اس دن میں نے دنیا کا ایک اور روپ دیکھ لیا اور یہی روپ ہر لڑکی کی راہ میں دیوار بن جاتا ہے، اور ان کے والدین کے پیروں کی زنجیر بن جاتا ہے، جو لڑکیوں کے پروں کو کاٹ دیتے ہیں جو پریاں تو ہوتی ہیں اپنے ماں باپ کے لیے لیکن ان کے پروں کو کاٹ دیا جاتا ہے کیونکہ اگر وہ اڑیں گی تو کوئی انہیں پنجرے میں بند کر دے گا، اس لیے ہم لڑکیاں ہمیشہ اپنے بابا جان کی پریاں تو رہتی ہیں مگر وہ جو اڑ نہیں سکتی اور پھر ہمارے لیے پنجرے بنائے جاتے ہیں خاص قسم کے جس میں ہمیں رکھا جاتا ہے اور پھر آزاد کر دیا جاتا ہے۔ لیکن تب جب ہم اڑنا بھول جاتے ہیں جب ہم یہ بھول جاتے ہیں کہ ہمارے بھی کبھی پر تھے.....

اور جب ہم زمین پر چلتے ہیں تو زمین پر ان لوگوں کے جیسے حیوان ہماری مجبوریوں کا فائدہ اٹھا کر ہمیں بغیر پروں کے دیکھ کر یہ سمجھ بیٹھتے ہیں کہ ہم تو بے بس ہیں.....اور واقعی ہم بے بس ہوتے

ہیں..

جب میں ہاسٹل تک پہنچی سعیدہ ہاسٹل کے دروازے پر میرا انتظار کر رہی تھی اور کہنے لگی کہ تم فالودہ نہیں لائی اور میں اس پر چیخنے لگی کیونکہ وہ ہمیشہ اس طرح کرتی ہے مجھے کبھی لائبریری میں اکیلا چھوڑ دیتی ہے تو کبھی بازار میں، حالانکہ اسے پتہ ہے کہ میں وہ لڑکی ہوں جو کبھی گھر سے باہر نہیں نکلی...

میرے رویہ کو دیکھ کر سعیدہ چپ ہو گئی اور مجھ سے پوچھنے لگی کہ کیا ہوا ہے تھوڑی دیر بعد جب میرا غصہ ٹھنڈا ہوا تو میں نے اسے بتایا....

اور سچ بتاؤں تو وہ بہت زیادہ regret کر رہی تھی... مگر میں ان لوگوں میں سے ہوں جو جلدی بھول جاتے ہیں اور پھر لوگوں کے ساتھ اچھے ہو جاتے ہیں اس لیے لوگ مجھے آسانی سے دھوکہ بھی دے دیتے ہیں اور میں اسے بھی بھول جاتی ہوں...

آج میں لائبریری گئی مگر میرے دل میں یہ تھا کہ آج میں اس کتاب کو ختم کرنے والی ہوں کیونکہ اس میں صرف آخری چیپٹر رہتا ہے....

آج موسم کافی اچھا تھا مردان کی گرمی میں کمی آ گئی تھی، ہر طرف ہوائیں اور آسمان میں بادل لہراتے ہوئے جا رہے تھے، ایسے جیسے بارش کا پیغام دے رہے ہو... مجھے بارش بہت پسند ہے بلکہ ہر اس لڑکی کو پسند ہوتی ہے جو زیادہ تر ناولز کی دنیا میں رہنے والی ہوتی ہے اسے کو اصل زندگی سے دلچسپی نہیں ہوتی... بارش کے موسم کے بارے میں سوچ کر میرا موڈ ویسے بھی بہت اچھا تھا لائبریری اس لیے میں بہت خوشی خوشی لائبریری چلی گئی تھی اور پھر کسی کے دیدار کا خیال ہائے..... اور بھی دل کو خوش کرتا ہے.. مجھے شہریار نام کبھی پہلے اتنا خوبصورت نہیں لگا تھا نہ مجھے اپنا نام پہلے اتنا خوبصورت لگا تھا جب میں نے اس سے سنا تو ایسا لگا کہ کہ دنیا میں میرے اور اس کے نام کے علاوہ اور کوئی خوبصورت نام ہی نہیں....

لیکن میرا سارا موڈ تب خراب ہوا جب میں نے اندر دیکھا اس کی جگہ خالی تھی... وہ نہیں آیا تھا....

میں خفا سی ہو کر اپنی جگہ بیٹھ گئی۔۔دل کر رہا تھا کہ اس کا سر پھوڑ دوں۔۔۔

ٹیبل کے ساتھ والی کھڑکی کے شیشے کے اوپر بارش کے قطرے نمودار ہوئے۔ میں نے جب کھڑکی کھولی تو سامنے ایک بہت حسین نظارہ تھا، مگر کیا فائدہ جب دل کا منظر اچھا نہ ہو تو باہر جتنے بھی اچھے نظارے ہوں کیا فرق پڑتا ہے، اس لیے میں کتاب کھول کر پڑھنے لگی۔۔۔تھوڑی دیر بعد میں نے وہ بھی بند کر دی کیونکہ مجھ سے وہ بھی نہیں پڑھی جا رہی تھی۔۔۔۔

تھوڑی دیر بعد میں اپنے ساتھ باتیں کرنے لگی میں کہہ رہی تھی کہ بھلا وہ شخص ہوتا کون ہے کہ وہ میرے حواس کو اتنا قابو پائے کہ اب میں بارش کو بھی پسند نہ کروں، مطلب کہ بارش ہو رہی ہو اور میں خفا ہوں کون ہے وہ، نہ تو میری اس کے ساتھ دوستی ہے نہ کوئی شناسائی میں خود سے بار بار پوچھ رہی تھی کہ آخر کیا رشتہ ہو سکتا ہے دوستی کا ہمدردی کا یا (ابھی میں سوچ یہ رہی تھی کہ) جواب کہیں سے آیا۔۔۔

''تو اور کیا ہو سکتا ہے۔۔۔۔؟''

وہ میرے بہت قریب کھڑا تھا اور میں اسے دیکھ کر چونک گئی میرے دل کی دھڑکنیں تیز ہونے لگی۔۔۔میرے گال سرخ ہونے لگے۔۔۔اس بارش والے موسم میں ٹھنڈک کے احساس کے باوجود مجھے گرمی سی محسوس ہونے لگی۔۔۔۔جب میں نے اس کے ہاتھ میں دیکھا تو دو چائے کے کپس تھے تو میں دھیرے سے کہنے لگی کہ لائبریری میں کھانے پینے کی چیزیں allowed نہیں ہے۔۔۔

وہ مسکرا کر کہنے لگا۔۔بارش کا موسم ہو اور چائے نہ ہو۔۔یہ ناممکن ہے اور ہم دونوں ہنسنے لگ گئے۔۔میں اس سے کہنے لگی کہ تمہیں پتہ ہے ہمارے گاؤں کی بارش بہت خوبصورت ہوتی ہے وہاں ہر طرف کھیت ہر طرف درخت ہوتے ہیں ہریالی ہی ہریالی ہوتی ہے۔۔۔۔

اس نے کہا کہ چلو اس مرتبہ کچھ نئے ایکسپیرینس کر لوں۔۔۔۔

اگر سچ کہوں لالی تو اس وقت مجھے وہ بارش اس کے ساتھ گاؤں والی بارش سے بھی حسین لگ رہی تھی۔۔

بارش کی بوندیں اس کی وہ خاموشی اور ہم دونوں۔۔یہ ایک مکمل منظر تھا سب سے اچھا احساس

بھی.....تھوڑی دیر بعد میں نے اس کے ہاتھ پر چمکتی ہوئی گھڑی کو دیکھا اور پوچھا کہ وہ روز یہ کیوں پہنتا ہے.....اس نے اپنی گھڑی کی طرف دیکھا پھر ایک گہری سانس لی اور کہنے لگا کہ یہ گھڑی اس کے مرحوم والد کی تھی..وہ مجھے سب سے زیادہ عزیز تھے۔اس لیے یہ ان کی ایک نشانی ہے...

"I am sorry"

میں نے کہا..

وہ زخمی سا مسکرایا.....

"کسی کے بھی چلے جانے کے بعد لوگ اس طرح مسکرانا بہت مشکل سے سیکھتے ہیں اچھا تو اور کون کون ہے تمہاری فیملی میں.....میں نے سوال کیا..اس نے کہا کہ میری ماں اور میری بہن..."

"بس؟"

"ہاں..."اس نے کہا"اور تمہارا؟"

میرے گھر میں میرے دادا ہیں میرے چاچو کی فیملی اور میرے والدین اور میں ان کی ایک ہی بیٹی ہوں...جس طرح تمہیں تمہارے والد عزیز ہے اسی طرح مجھے میرے بڑے ابا یعنی میرے دادا مجھے بہت عزیز ہیں اور ایک مزے کی بات بتاؤں...میرے دادا بھی گھڑی بہت شوق سے پہنتے ہیں...ان کے پاس بہت سی گھڑیاں ہیں...ہر رنگ کی کالی، سرمئی۔سنہری ہر رنگ کی...تمہارے والد کی death کیسے ہوئی؟؟ میں نے پوچھا۔

وہ کہنے لگا کہ میں بھی گاؤں میں رہتا تھا...میرا والد نعت خوان تھا...سب لوگ ان سے بہت محبت کرتے تھے ہمارا ایک چھوٹا سا گھر تھا اور تھوڑی سی زمین تھی، مگر اس میں بہت برکت تھی...پھر ایک دن میرے والد تانگے میں سفر کر رہے تھے...وہ تین ماہ بعد تبلیغ سے گھر آ رہے تھے...وہ جیسے ہی ہمارے محلے کے قریب اترے تو سامنے سے ایک گھوڑا تیز بھاگتا ہوا آیا...میرے والد اس گھوڑے سے بے خبر تانگے والے کو پیسے دے رہے تھے کہ اتنے میں وہ گھوڑا آ کر میرے والد کے اوپر چڑھ گیا...ان کے سر پر بہت گہری چوٹ آئی..کئی دنوں وہ ہسپتال میں رہے.علاج کرنے کے

لیے ہمارے پاس پیسے کم پڑ گئے تو ہم نے اپنی زمین بیچ دی.... اپنا گھر گھروی رکھوا دیا... اور پھر ہم قرضدار ہوں گئے... اپنے والد کی وفات کے وقت میں 13 سال کا تھا.. اور اس وقت میں بڑا ہو گیا تھا... کیونکہ مجھے اپنی ماں اور اپنی بہن کو ایک اچھی زندگی دینی تھی، اس لیے میں نے شہر آنے کا فیصلہ کر لیا..... تم جس گاؤں اسے تعلق رکھتی ہو میں بھی اسی گاؤں سے تعلق رکھتا ہوں لیکن ہم دونوں کی طرز زندگی ایک دوسرے سے بہت الگ ہے....."

بس یہی کچھ تھا...

"تمہیں پتہ ہے لالی! جو میں نے اس کی زندگی کی کہانی سنی تو مجھے تب اندازہ ہوا کہ میں کتنی ناشکری ہوں میری زندگی میں مجھے سب کچھ مل رہا ہے، پھر بھی میں اللہ تعالیٰ سے گلہ کر رہی ہوں، اور یہاں لوگ اپنے گھروں سے الگ ہیں تا کہ وہ اپنے گھر والوں کو ایک اچھی زندگی دیں...

جب وہ خاموش ہو گیا تب میں بولنے لگ گئی میں نے اس سے کہا کہ میرے گھر کے کثیر تعداد پر مت جانا... وہاں محفلوں میں بھی ویرانی ہے....

تمہیں پتہ ہے لالی میں پہلی دفعہ بہت ہلکا محسوس کر رہی تھی میرا دل کر رہا تھا کہ میں سب کچھ بول دوں... یوں ہی لمحے گزرتے گئے ہم نے جب باہر دیکھا تو بارش تھم چکی تھی... اور ہر ایک چیز ایسی لگ رہی تھی جیسے ابھی نئی نئی تخلیق ہوئی ہو...

ہم دونوں نے ایک ساتھ ہی اپنے چائے کے کپ کو دیکھا جس میں چائے ٹھنڈی ہو گئی تھی ہم باتوں میں اتنا گم ہو گئے کہ ہمیں اندازہ ہی نہیں ہوا... لائبریری کے بند ہونے کا وقت ہو رہا تھا... اس لیے ہم دونوں وہاں سے رخصت ہو گئے...

میں جب ہاسٹل پہنچی تو دیکھا کہ سعیدہ فون پر کسی کے ساتھ بات کر رہی ہے...

تھوڑا سا غور کرنے کے بعد مجھے اندازہ ہوا کہ وہ اپنے گھر والوں کے ساتھ بات کر رہی ہے، لیکن وہ کافی ٹینشن میں تھی... اس نے غصے میں فون بند کر دیا اور اندر جانے لگی جب اس نے مجھے دیکھا تو رک گئی میں نے اسے اپنے پاس بٹھایا اور پوچھنے لگی...

''کیا ہوا ہے سعیدہ...؟''

وہ کہنے لگی کہ اس سال کے آخر میں میری شادی ہونے والی ہے...

میں خوشی سے کھل اٹھی میں نے اس سے کہا کہ اس میں غصہ ہونے والی کیا بات ہے یہ تو خوشی کی بات ہے... اور اس کا مطلب ہے کہ اب تمہاری شادی میں صرف 40 دن رہ گئے ہیں... مطلب میرے ایگزامز کے فوراً بعد تمہاری شادی ہوگی؟؟؟

''نہیں نا!!! سارا تمہیں نہیں پتہ جب میرے شادی ہو جائے گی تو میں اپنی نوکری نہیں کر پاؤں گی کیونکہ میرے سسرال والوں کو نہیں پسند کہ میں جاب پر جاؤں جس طرح میں پہلے جاتی تھی میں کیا کروں گی؟

یہ بات سچ میں پریشان کرنے والی تھی...

''دیکھو بہن! ہم لڑکیوں کی قسمت میں یہی لکھا جاتا ہے اس میں ہم کچھ نہیں کر سکتے۔ اس لیے جو پل ہمیں ملے ہیں اسے جینا سیکھو آنے والے کل کا کسی کو بھی نہیں پتہ...

چلو اب اپنا منہ ٹھیک کرو کیونکہ تم کچھ ہی ہفتوں میں دلہن بننے والی ہوں...

وہ مسکرانے لگی مگر اس کی آنکھوں میں سارے غم صاف نظر آ رہے تھے...

''تمہیں پتہ ہے سارا!!! ذیشان ایسے نہیں ہے لیکن اس کے گھر والے مجھے نوکری کرنے نہیں دیں گے وہ بہت sensible مرد ہے.. اسے میری نوکری کرنے پر کوئی اعتراض نہیں...''

''تو تم ایسا نہیں کر سکتی کہ تم ذیشان سے کہو کہ وہ اپنے گھر والوں سے بات کرے...''

''اس نے میرے کہنے پر کئی بار کی ہے سارا لیکن وہ نہیں مان رہے نہ میری نہ اس کی...''

میں نے یہ کہہ کر سعیدہ کو تسلی دی..

''تم اس بات پر اللہ کا شکر ادا کرو کہ اللہ نے تمہیں ایک بہت نیک اور اچھا شریک حیات دیا ہے مسئلہ سارا شوہر کا ہوتا ہے، اگر وہ ٹھیک ہے تمہارے ساتھ تو تمہاری پوری دنیا ٹھیک ہے... اس کے گھر والوں سے تمہارا کوئی واسطہ نہیں ہے... تم ذیشان بھائی کے ساتھ اپنی زندگی گزار رہی ہو ان

کے گھر والوں کے ساتھ نہیں....

امتحان قریب ہیں اور ٹینشن بھی ہو رہی ہے...

کل میں آخری بار لائبریری جاؤں گی کیونکہ میں نے وہ کتاب ختم کرنی ہے اس کا آخری چیپٹر رہتا ہے... پچھلی مرتبہ تو مجھے ٹائم نہیں ملا تھا، مگر اس بار میں اسے ضرور ختم کروں گی کیونکہ اس کے بعد مجھے امتحان کی تیاری کرنا ہوگی..."

میں اپنی جگہ پر بیٹھی اور کتاب نکالی...

دل میں بہت سے جذبات تھے اور ذہن خیالات سے بھرا ہوا... ایک طرف مجھے اس کتاب کو ختم کرنا تھا دوسری طرف مجھے اس وقت کو روکنا تھا.... میں نے اس کی کرسی کی طرف دیکھا... وہ نہیں آیا تھا...

اس کتاب میں، میں نے ella کی زندگی کو بدلتے ہوئے دیکھا ہے، جو رومی اور شمس کی کہانی سے متاثر ہو کر اپنی زندگی میں تبدیلیاں محسوس کرتی ہے

میں ایلا کے بارے میں سوچ رہی تھی اور اس سوچ میں، میں کہیں گم ہو گئی تھی کیا کبھی اس کی زندگی میں بھی اس طرح تبدیلیاں آجائیں گی۔ اس کتاب کو پڑھنے کے بعد میں نے اپنے رب کو بہت قریب سے جانا تھا لیکن ابھی بھی وہ رشتہ قائم نہیں ہوا تھا جو شمس کا تھا۔ جو رومی کا تھا اس لیے میں اپنے رب سے اس طرح کا رشتہ بنانا چاہتی ہوں.....

میں اپنی سوچوں میں گم تھی کہ میں نے اپنا نام سنا.. اور وہ آواز میں کیسے بھول سکتی ہوں جس میں ٹھہراؤ ہے سکون ہے میں مسکرائی اور میں نے پیچھے دیکھا وہ دراز قامت شخص وہی چمکتی ہوئی سی آنکھیں وہی گھڑی کلائی پر باندھے ہوئے کھڑا ہمیشہ کی طرح بہت پُرسکون سا دکھائی دے رہا تھا، جیسے ساری زندگی میں اس سا کوئی پُرسکون کوئی بھی نہ ہو، جیسے دنیا کے شور سے اس کو کوئی فرق ہی نہ پڑتا ہو، جسے دیکھو تو یہ لگے کہ اس کتب خانے سے زیادہ خاموشی اس کے اندر ہے اسے دیکھو تو لگے کہ اس کتب خانے سے زیادہ کہانیاں اس کے اندر ہیں.....

وہ اگرچہ زیادہ تر چپ رہتا مگر اس کی آنکھیں گفتگو کرتیں.....وہ آہستہ آہستہ میرے قریب آرہا تھا، اور میرے پاس والی کرسی پر آ کر بیٹھ گیا...''میں تمہارے لیے کچھ لایا ہوں...''اس نے عام سے انداز میں کہا..

میں نے سوالیہ نگاہ سے اس کو دیکھا..

تو اس نے ایک سرخ سا پھول میرے آگے رکھ دیا تو میں مسکرائی اور کہنے لگی...

''جناب!!! آپ کو پتہ بھی ہے سرخ پھول دینے کا کیا مطلب ہوتا ہے..؟''

اس نے اثبات میں سر ہلایا.....

''میں نے وہ سرخ پھول اس کے ہاتھ سے لے لیا...''

تو وہ مسکرا کر کہنے لگا...

''محترمہ!!! آپ کو پتہ بھی ہے سرخ پھول قبول کرنے کا کیا مطلب ہوتا ہے؟''

میں نے مسکرا کر اثبات میں سر ہلایا...

''تمہیں ایک بات بتاؤں...''

وہ کہنے لگا...

میں نے پوچھا:''کون سی بات؟''

وہ کہنے لگا کہ تمہاری آنکھیں بہت پیاری ہیں...جب تم مسکراتی ہو تو تمہاری آنکھیں بہت پیاری لگتی ہیں، جب تم غصہ کرتی ہو تب بھی بہت پیاری لگتی ہیں، اور جب تم شرماتی ہو تب بھی...

اس کی باتیں سن کر میرے گال سرخ ہو گئے...

اس نے کہا:''چلو اب تم پڑھو لو پھر اس کے بعد بات کرتے ہیں...''

جب وہ وہاں سے جانے لگا اور میں نے کتاب پر نظر ڈالی تو میں مسکرائی...

وہاں لکھا تھا...

Love is the water of life.And a lover is a soul of fire..

The universe turns differently when water loves fire....

اس کتاب میں جس طرح انسان اور اس کے خالق کے درمیان کے رشتے کو بیان کیا گیا ہے، جس طرح انسان کو اپنے خالق سے محبت کرنے کے بارے میں بتایا گیا ہے وہ میں نے کبھی کسی اور کتاب میں نہیں دیکھا، اور شاید کسی دن میں بھی ella کی طرح اپنے رب کی تلاش میں نکلوں گی..

اس کتاب کے آخری جملے کو دیکھ کر میں اس لیے نہیں مسکرائی کہ یہاں محبت کا ذکر ہے۔ اس لیے مسکرائی کہ محبت کی کوئی definition نہیں ہے اس کی کوئی حد نہیں ہے..... محبت میں یہ نہیں ہے کہ وہ روحانی ہو یا رومانی...

میں اس کتاب کو ہاتھ میں لے کر اس کے پاس گئی، مجھے اپنے پاس کھڑا دیکھ کر اس نے میری طرف دیکھا میں نے نظر جھکا کر اس کو وہ کتاب دے دی.... اس کا شکریہ ادا کیا کہ اس نے مجھے یہ موقع دیا کہ میں یہ کتاب پڑھ سکوں....

اس نے پوچھا... ''کیسی لگی تمہیں یہ کتاب؟''

میں نے جواب دیا... ''بہت اچھی... بہت نایاب۔'' مگر میں اس کو کیسے بتاتی کہ اس کی کتاب سے زیادہ مجھے وہ لمحات اچھے لگے جو میں نے اس کے ساتھ گزارے تھے...

اس لیے میں نے کہا کہ شاید میں تمہیں نہ مل پاؤں، لیکن ایک بات یاد رکھنا مجھے تمہارے سرخ پھولوں کا ہمیشہ انتظار رہے گا... اور یہ انتظار میں اپنے مرنے کے بعد بھی کروں گی... وہ ایک دم کھڑا ہو گیا... اس نے کہا کہ وہ میرے گھر آ کر میرے والد سے میرا ہاتھ مانگ لے گا...

اور میرے دادا سے میرے لیے بات کرے گا لیکن مجھے پتہ تھا ایسا کچھ نہیں ہونے والا...

اس نے کہا کہ میں اس کا انتظار کروں وہ میرے گاؤں ضرور آئے گا، اس نے کہا کہ میں اپنی تعلیم مکمل ہونے کے بعد ضرور آؤں گا...

اس نے مجھے انتظار کرنے کا کہا اور مجھ سے وعدہ کیا کہ میرا انتظار کبھی ضائع نہیں ہوگا... میں کچھ کہے بغیر ہی لائبریری سے باہر آ گئی... میری آنکھوں میں انسو تھے... ایسا لگ رہا تھا کہ کسی نے

دل کو ایک مٹھی میں بند کر دیا ہو، مجھے کھلی تازہ فضا میں بھی سانس لینا مشکل لگ رہا تھا...

میں ہاسٹل میں داخل ہوئی... بھاگ کر اپنے روم میں چلی گئی... روم کا دروازہ بند کیا اور رونے لگی... میں چیخ چیخ کر روئی...

اتنے میں سعیدہ نے دروازہ کھٹکھٹایا...

میں نے اٹھ کر دروازہ کھولا...

مجھے دیکھ کر وہ میری طرف بھاگ کر آئی اور اور مجھے گلے لگایا... میں اس کے گلے لگ کر خوب روئی...

اس نے مجھے کہا بتاؤ تو سہی کیا ہوا؟ میں رو رو کر کہنے لگی کہ آج میں اپنی محبت کو قربان کر کے آئی ہوں، میں نے اپنے خاندان کے لیے اپنی محبت کا گلا گھونٹ دیا ہے سمجھ نہیں آ رہی میں کیا کروں لیکن مجھے بہت تکلیف ہو رہی ہے، آج میں اسے الوداع کہہ کر آئی ہوں جو اس نے مجھے محبت کا پھول دیا... اس نے کہا کہ میں اس کا انتظار کروں۔ اس نے وعدہ کیا کہ وہ مجھے لینے ضرور آئے گا لیکن میں کیا کروں...

مجھے اس طرح لگتا ہے کہ میں اس کے بغیر جی نہیں پاؤں گی... میں اس کو نہ بھی دیکھوں پھر بھی وہ مجھے نظر آتا ہے... میرے خیال میں بس چکا ہے وہ میری محبت ہے۔ مجھے یہ پتہ ہے کہ ایک نہ محرم سے محبت کرنا گناہ ہے مجھے سب پتہ ہے لیکن مجھے سمجھ نہیں آ رہی کہ میں کیا کروں... جب خوب رو رو کر میرے آنسو خشک ہو گئے اور میرا رونا سسکیوں میں بدل گیا ہوں...

تو سعیدہ نے مجھے کہا کہ میں اب... اسے بھول جاؤں...

یہ سنتے ہی مجھے ایسے لگا جیسے میرا دل کسی نے کاٹ دیا ہو... ایسے جیسے مجھ سے کسی نے میرے جسم کا کوئی حصہ مانگ لیا ہو... اس نے مجھے کہا کہ اتنا آسان نہیں ہے مجھے پتہ ہے لیکن مجھے ایسا کرنا ہوگا...

اور یوں میری محبت قربان ہو گئی...

اس کے دیے ہوئے پھول کے پتوں کو میں نے الگ کیا، اور اس ڈائری میں رکھ دیا جیسے یہ میرا ایک book mark ہو میں نے اس پھول کے پتوں کو گنا.....اس کے 15 پتے

میری پیاری بیٹی...

تم کیسی ہو..کافی دنوں بعد تمہیں یہ خط لکھ رہی ہوں ہمارا امتحان آخر کار ختم ہو گیا ہے...اچھا تھا برا تھا اس کا تو نہیں پتا مگر میں نے اپنی پوری کوشش کی ہے کہ میں اچھے نمبر لوں آج آخری دن تھا۔اس شہر میں میرا...سب بہت خوش تھے...امتحان ختم ہونے کی خوشی اور گھر جانے کی خوشی...لیکن ایک میں تھی..جس کو امتحان ختم ہونے کی خوشی تو تھی مگر گھر جانے نہیں...گھر جانے کا خیال ہی مجھے ڈرا رہا تھا مجھے بڑے ابا امی جان اور چھوٹے ابا بہت ہی یاد آ رہے ہیں لیکن دوبارہ سے وہی بند زندگی....

خیر...میں جب اس شہر آ رہی تھی تو میرا دل گھبرا رہا تھا، اور اب جب اس شہر سے جا رہی ہوں...تو ایسا لگ رہا ہے جیسے یہاں میرا کوئی گھر تھا، یہاں میری کوئی دنیا تھی ایسا لگ رہا ہے جیسے میں یہاں کبھی واپس نہیں آؤں، یہاں میں نے جو یادیں بنائی ہیں..میں اس شہر سے محبت لے کر جا رہی ہوں..جس کی ہمارے حویلی میں کوئی قدر نہیں...مجھے لگا وہ مجھے آخری بار ملنے ضرور آئے گا..لیکن وہ نہیں آیا.....

جب میں اس شہر میں آ رہی تھی تو میں اپنے خیالوں میں گم گاڑی میں بیٹھی ہوئی تھی لیکن جب جا رہی ہوں تو ہر ایک راستے کو دیکھ رہی ہوں کیونکہ مجھے اسی چہرے کی تلاش ہے.....اس شہر سے بھی ہم باہر نکل آئے....دل میں ادھوری محبت...ایک ادھوری کہانی...اور کچھ حسین یادیں لے کر...

سعیدہ بھی مجھے خدا حافظ کر کے اپنے گھر روانہ ہو گئی.....اس کی شادی قریب تھی لیکن زندگی میں شاید ہم کبھی ملیں بھی نہ..کچھ ان خیالات کے ساتھ میں حویلی کے دروازے سے داخل ہو گئی..جہاں سب لوگ میرے استقبال کے لیے کھڑے، امی چاچی چچا چھوٹے ابا اور خالد بھی...لیکن جس کو میری آنکھیں ڈھونڈ رہی تھی وہ نہیں تھا..

بڑے ابا..میں سب سے ملی تو میں نے امی سے پوچھا کہ بڑے ابا کہاں ہیں؟؟؟

انہوں نے کہا کہ بڑے ابا کی طبیعت آج کل بہت خراب ہے ڈاکٹرز نے ان کو چلنے پھرنے سے بھی منع کیا ہے وہ کافی کمزور ہو گئے ہیں....

میں نے اپنی امی کی بات آدھی سنی آدھی چھوڑ کر میں بھاگی اور دادا کے کمرے میں داخل ہو گئی...

میں نے ان کو آواز دی تو انہوں نے کروٹ بدلی اور جیسے ہی مجھے دیکھا تو ان کی آنکھیں چمکنے لگیں وہ مسکرانے لگے... میں نے ان کو بٹھایا.. انہیں گلے لگایا تو وہ کہنے لگے کہ تمہیں پتہ ہے.... سارا میں نے تمہیں خوابوں میں دیکھا ہے میں نے تمہیں بہت یاد کیا ہے میں تمہارے پیچھے راتوں کو رویا ہوں...

ان کی یہ بات سن کر میرا دل ٹوٹنے لگا..

میرا دل کیا کہ میں ان کے ساتھ رونے لگ جاؤں ان کو گلے لگاؤں کیونکہ میرے دادا بہت مضبوط آدمی ہیں۔ ان کا رعب ان کی شخصیت ہوتی تھی لیکن آج وہ چھوٹی چھوٹی سی باتوں پر بھی رونے لگ جاتے ہیں، وہ کہتے ہیں کہ میرا دل پتھر کی طرح تھا لیکن تمہاری وجہ سے وہ نرم ہو گیا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ میرا دل نرم ہونے کی وجہ سے بہت جلدی ٹوٹ جاتا ہے...

انہوں نے مجھے اپنے پاس بٹھا یا رکھا...

لیکن ہاں وہ کافی کمزور ہو گئے تھے ان کی آواز...

کانپنے لگتی...

میں اپنے کمرے میں آ گئی...

ہمارے کالج والوں نے یہ اعلان کیا تھا... کہ ہم ایک ہفتے کے لیے اپنے کالج کے ہاسٹل میں رہیں گے... Practicals کی تیاری ہماری اتنی اچھی نہیں تھی۔ اس لیے کالج والوں نے یہ فیصلہ کیا تھا اپنے کالج کے ہاسٹل میں ایک ہفتے کے لیے رہیں گے تا کہ ہم practicals کی تیاری اچھے سے کر سکیں..... practicals کے لیے ہاسٹل جانے کی اجازت مجھے آسانی سے مل گئی...

مگر میرا دل نہیں کر رہا تھا جانے کا کیونکہ بڑے ابا کی طبیعت بہت زیادہ خراب تھی۔ یوں ہی یہ

ہفتہ گزرتا گیا دادا جان کی طبیعت کافی بہتر ہو رہی تھی... انہوں نے مجھے اپنے ساتھ بٹھایا ہم نے باتیں کہیں... مگر بولتے بولتے ان کا سانس پھولنے لگتا... اور پھر ایک دم کھانسی کا دورہ... وہ ہمیشہ سے میرے ہاتھوں کو پکڑتے اور کہتے کہ میرے ہاتھ کیوں اتنے ٹھنڈے ہوتے ہیں...

اور تمہیں پتہ ہے لالی... دادا جان کے ہاتھ ہمیشہ بہت گرم ہوتے تھے گرمی ہو یا سردی وہ مجھے جب اپنے ساتھ بٹھاتے تو مجھے کہتے کہ آؤ میں تمہارے لیے تمہارے ہاتھ گرم کروں...

میں جس طرح گئی تھی... اس طرح واپس نہیں آئی تھی، بہت تبدیلی آئی تھی مجھ میں... یہ تبدیلیاں سارے گھر والے note کر رہے تھے، جس سے میں اب آزادی کا کوئی شوق نہیں رکھتی اب میں آزادی کی کوئی بات نہیں کرتی...

میں خیالوں میں کھوئی ہوئی ہوتی ہوں.. میں وہ سارا نہیں ہوں جو پورا دن پورے گھر میں شور شرابہ کرتے ہوئے پھرے...

یہ دن بھی بہت جلدی ختم ہو گئے ہیں، اور ایک دن مجھے دوبارہ ہاسٹل کے لیے روانہ ہونا پڑا لوگ کہتے ہیں نا کہ جو بندہ گھر سے ایک بار چلا جاتا ہے پھر وہ گھر اس کا نہیں ہوتا... اور نہ وہ اس گھر کا ہوتا ہے.... ایسے حالات میرے ایک مہینے میں ہو گئے تھے تو سوچو جو لوگ گھر سے باہر زندگی گزارتے ہوں گے.....

جب میں گھر سے روانہ ہو رہی تھی تو میں بڑے ابا کے کمرے میں گئی۔ ان سے کہا کہ میں جا رہی ہوں انہوں نے کہا اتنی جلدی میں نے کہا بس جلدی آؤں گی میں، وہ کون سا دن ہوگا جب تم کہو گی کہ تم ہمیشہ کے لیے گھر آ گئی ہوں بڑے ابا نے کہا: میں نے کہا دادا اگلی بار آؤں گی تو وہ ہمیشہ کے لیے ہوگا..... انہوں نے میرے سر پر ہاتھ رکھا پھر مجھے گلے لگایا اور کہنے لگے: میرے لیے دعا کرو... اور میں بہت جلد ٹھیک ہو جاؤں گا.... میں جی دادا کہہ کر وہاں سے چلی گئی... امی جان سے ملی.... چھوٹے ابا سے ملی.... چچا اور چچی دونوں گھر پر نہیں تھے.. اس لیے میں ہاسٹل کے لیے روانہ ہو گئی....

◈ ..... ◈ ..... ◈

یہ ہوسٹل شہر کی طرح تو نہیں تھا۔ مگر جتنا برا میں نے سوچا تھا اس سے کافی اچھا تھا۔ جب بھی تمہاری ڈائری کھولتی ہوں۔ تو وہ پھول کے پتے مجھے ان لمحوں کی یاد دلاتے ہیں۔۔۔ وہ لائبریری۔۔۔ وہ بارش۔۔۔۔ وہ پھول۔۔۔۔ یادیں بری ہو یا اچھی۔۔ رُلا دیتی ہیں۔۔۔ میرے ساتھ روم میں چار لڑکیاں تھیں۔۔ وہ واپس میں بہت close تھیں۔۔ ہمیشہ بس چاروں ایک ہی ساتھ رہتی تھیں۔۔۔ اور میں ہمیشہ ان سے الگ۔۔۔ وہاں اکیلی رہ رہ کر میں تنگ ہو رہی تھی۔ اس لیے میں دوسرے روم چلی گئی وہاں لڑکیوں سے میں نے کتاب مانگی۔۔

ان میں سے ایک لڑکی تھی جو ناولز پڑھنے کی شوقین تھی۔ اس نے مجھ سے کہا کہ میرے پاس خالد حسینی کا ناول ہے۔۔ میں نے اس سے کہا کہ جو بھی ہو مجھے دے دو۔۔۔ جب اس نے وہ ناول میرے سامنے رکھا۔۔۔

تو ایسا لگا جیسے ایک حسین یاد رکھ دی اس نے۔۔۔ وہ ناول میں نے پڑھا تھا اس کا نام تھا runner kite۔۔ اس ناول کو جب میں نے اپنے ہاتھ میں لیا تو مجھے لائبریری میں وہ لمحہ یاد آیا جب میں شیلف میں novels دیکھ رہی تھی۔۔۔ تب وہ میرے پیچھے کھڑا تھا میرے ساتھ اس شیلف میں مختلف کتابوں کو دیکھ رہا تھا۔۔۔ جب میں نے اس ناول کو اٹھایا۔۔ تو میں نے اس کی طرف بڑھایا اور کہا کہ یہ بہت اچھا ناول ہے۔۔۔ وہ مسکرایا اور کہنے لگا۔۔۔۔ یہ میں نے پڑھا ہے۔۔۔

اور پھر میں ہم دونوں کے منہ سے یہ جملہ نکلا۔۔ For you a thousand times over۔۔۔ اور پھر ہم دونوں ہنسنے لگے۔۔۔ اس ناول کو ہاتھ میں لے کر میں اپنے روم میں آئی۔۔ ایسا لگ رہا تھا جیسے میں نے اس یاد کو اٹھایا ہو۔۔۔

میں اپنے بیڈ پر بیٹھ کر وہ کتاب کھول کر پڑھنے لگی.....دن گزرتے گئے...ہمارے practicals میں بس صرف آخری پریکٹیکل رہتا تھا...وہ کل ہونے والا تھا...رات کو میں نے viva کی تیاری کی....مگر وہ رات نہ جانے بہت بھاری تھی میرا دل بہت ڈوب رہا تھا اور بے وجہ گھبراہٹ سی ہو رہی تھی....اس لیے میں اٹھ کر اپنی ڈائری کھولنے لگی..اور اپنے رب کو خط لکھنے لگی...(اے میرے پروردگار!!!دادا کی طبیعت بہت زیادہ خراب ہے..مجھے میرے گھر والوں نے call پر بتایا کہ وہ hospital میں ہیں..میں نے اس ٹائم خود کو سنبھالنے کی کوشش کی..کہ میں نہ روؤں لیکن اے میرے خدا!!مجھے میرے دادا بہت عزیز ہیں مجھے بہت پسند ہے انہیں صحت عطا فرما آج بہت خفا ہوں...

(میرے بچپن کے ساتھی ہیں...)

یہ میرا پہلا خط تھا جو میں نے اپنے رب کو لکھا تھا اپنے دادا کے لیے...

خیر...

صبح ہو گئی صبح سویرے جب میں اپنا یونیفارم پہن رہی تھی...

تو ایک استانی میرے کمرے میں داخل ہو گئی اور مجھے کہا کہ تم تیاری کرو تمہارے گھر والے تمہیں لینے آرہے ہیں...

میں حیران رہ گئی...

مجھے لگا شاید میرے دادا کی طبیعت خراب ہے،اس لیے مجھے بلایا جا رہا ہے...میں نے اس سے کہا کہ Practical کا کیا کروں تو وہ کہنے لگی کہ ہم بعد میں تمہارا practical لے لیں گے لیکن ابھی تم گھر جاؤ...

میں اپنا یونیفارم اتار کر گھر کے کپڑے پہننے لگی...ہاتھ پاؤں کانپ رہے تھے....کیونکہ مجھے ناگہانی آوازوں سے ڈر لگتا ہے....میں باہر گئی تو خالد میرا انتظار کر رہا تھا....

ہم گاڑی میں بیٹھے اور جیسے ہی ہم روڈ کے درمیان پہنچ گئے تو کہنے لگے...بڑے ابا فوت ہو

گئے ہیں...اس وقت مجھے اپنے کانوں پر یقین نہیں آیا مجھے لگا میں نے غلط سنا ہے...

لیکن میں کچھ کہہ نہیں پا رہی تھی مجھے یقین نہیں آ رہا تھا...سارے راستے

میں جس بات سے خائف تھی ایسا لگ رہا تھا جیسے دنیا رک گئی ہے....

پھر میں اپنے گھر کے دروازے پر پہنچی....دیکھا...تو ہمارے گھر میں بہت زیادہ لوگ تھے...

میں جیسے ہی اندر داخل ہوئی چچا جان نے مجھے گلے لگایا اور بہت زیادہ رونے لگے....مجھے تب بھی یقین نہیں آ رہا تھا....

جب میں اپنے دادا کی چارپائی تک پہنچی اور دیکھا کہ جن کی آنکھوں کی میں تعریف کیا کرتی تھی وہ بند ہو گئی ہیں وہ جس آغوش میں مجھے سکون ملتا تھا وہ اب مٹی تلے دفنا دیا جائے گا.....

میں آگے بڑھی اپنے دادا کی چارپائی پر بیٹھ گئی ان کے قریب لیکن میری ہمت نہیں ہو رہی تھی کہ میں ان کو چھولوں میں ان پر چادر ٹھیک کر رہی تھی...کہ اچانک سے میرا ہاتھ ان کے ہاتھ کے ساتھ لگ گیا..ان کے ہاتھوں کو پکڑا اور تمہیں پتہ ہے لالی...آج ان کے ہاتھ مجھ سے زیادہ ٹھنڈے تھے...cold dead میں نے ان کو گرم کرنے کی بہت کوشش کی مگر وہ نہیں ہو رہے تھے....لالی تمہیں پتہ ہے cold dead . کیسا ہوتا ہے..مجھے پتہ ہے بہت سرد بہت تکلیف دینے والا ہوتا ہے..اتنا سرد کہ انسان کا اپنا جسم کام کرنا چھوڑ دیتا ہے..ان کی موت پر چیخ چیخ کر نہیں روئی...

سب رو رہے تھے مگر میری آنکھوں سے صرف آنسو بہہ رہے تھے....

تھوڑی دیر بعد ان کا جنازہ تھا..

میں بہت تیز آواز سے سورہ رحمٰن اور سورہ یاسین کی تلاوت کر رہی تھی...

جب ان کا جنازہ اٹھایا جا رہا تھا..

مجھے سے دیکھا نہیں گیا تو میں نے منہ پھیر لیا...

مجھے خیال آیا کہ یہ آخری دیدار ہے ان کا تو میں نے پیچھے مڑ کے دیکھا وہ شور...

ان کا جنازہ میری آنکھوں کے سامنے ہمارے گھر سے نکلتے ہوئے جا رہا تھا...

تمہیں پتہ ہے لالی میرے دادا میری زندگی کے ایک بڑے حصے میں میرے ساتھ رہے ہیں، میری زندگی کی ہر گھڑی میں موجود رہے، چاہے یادوں میں ہوں یا آنکھوں کے سامنے... زندگی میں اسی طرح ہوتا ہے... صرف یادیں رہ جاتی ہیں..

ان کی قبر کو دیکھ کر بھی ان کی موت کا یقین نہیں کر پائی..... مجھے ڈر لگ رہا تھا.

جب ان کی قبر میں پہلی رات تھی تو میں اس رات سورہ ملک پڑھ کر رو رہی تھی..

کیونکہ میرے دادا وہاں تھے تو میں کیسے سوتی... ہر رات میرے ذہن میں خیال آتا ہے..

کہ وہ قبر میں ہیں تو مجھے سردی لگنے لگتی ہے یہ قبر وہ جگہ ہے جہاں جانے والے واپس نہیں آتے..

مجھے صبر آ جائے گا لیکن مجھے یقین نہیں آتا...

دو ہفتے بعد ہمارے گھر میں بہت کچھ بدل گیا ہے.. میری زندگی میں وہ رنگ ہی باقی نہیں ہے جو کبھی ہوا کرتے تھے میرے دادا کے بغیر مجھے یہ گھر اصل معنوں میں ایک قید خانہ لگتا ہے.. مگر اب میری باہر جانے کی خواہش بھی ختم ہو گئی ہے.

خدا اے میرے پروردگار!!

جب بھی میرا moodl خراب ہوتا ہے تو میں سوچتی ہوں کہ کیوں نہ آپ سے بات کر لوں.. مجھے اپنے دادا بہت یاد آتے ہیں.. مجھے پتہ ہے آپ کو مایوسی نہیں پسند لیکن آپ کو پتہ ہے ان کو دیکھے ہوئے دو ہفتے ہو گئے ہیں ان کو نہیں دیکھا... میں تو اس چیز کا انتظار کر رہی تھی کہ جب میں ایک ہفتے بعد آؤں گی میرے دادا ٹھیک ہوں گے، انہوں نے میرا انتظار نہیں کیا..

دل کرتا ہے وہ میرے پاس آئیں میں ان کو گلے لگاؤں ان سے باتیں کروں۔ ان کے ساتھ سو جاؤں.. اور ان کو بہت مضبوطی سے پکڑوں اتنی مضبوطی سے کہ کوئی انہیں مجھ سے الگ ہی نہ کر سکے وہ بہت فریاد کر کے کہتے کہ سارا تم کب آؤ گی..

میرے خدایا!! مجھے ملنا ہے دادا سے میری دادا سے بات کرادے میں سچ میں مرجاؤں گی ان کی ہر یاد مجھے زخمی کرتی ہے میرے بابا سے میری بات کرادے..

اے میرے خدایا..

کیا کبھی وہ آپ سے میرا نہیں پوچھتے کہ میں کیسی ہوں، کیا وہ مجھ سے ملنا نہیں چاہتے کیوں کیا وہ آپ سے یہ نہیں کہتے کہ میں سارا سے ملنا چاہتا ہوں.....

اے خدا...please...

''میری ان سے بات کرادے...''

دن گزر رہے ہیں..

اور لوگ ہمیشہ کی طرح بھول جاتے ہیں کہ کوئی یہاں سے گیا بھی تھا... سب لوگ اپنے دلوں میں ہی ان کو یاد رکھتے ہیں، مگر اب دوبارہ سے دنیا اسی طرح چلنے لگی سب اپنے اپنے کاموں میں لگے ہوئے ہیں اسی طرح زندگی ثبوت دے رہی ہوتی ہے کہ ہمارے ہونے نہ ہونے سے دنیا کو فرق نہیں پڑتا زندگی کتنی مختصر ہے یہ ہر انسان کی موت سے پتہ چل جاتا ہے.....

کسی کی موت ہمیں دکھ تو بہت دے دیتی ہے، لیکن ہم پھر بھی جی رہے ہیں کسی کے مرجانے پر مرا نہیں کرتے... لیکن جدائی کا غم بہت زیادہ ہوتا ہے، اور اس کے لیے سب سے بڑی اذیت یہ ہے کہ انسان کو موت کی جگہ زندگی ملے..

اس کے بعد تو میری پڑھائی بھی ختم ہوگئی ہے..

وہی بڑے ابا ہی تھے جو مجھے پڑھاتے تھے اب تو میں گھر میں ہی رہوں گی....

آج میں دیکھ رہی تھی کہ امی نے ملازم کو کہا کہ وہ بڑے ابا کے کمرے کا سامان گودام میں منتقل کروادے میں ان کو دیکھ کر سوچ ہی رہی تھی کہ کس طرح جب کوئی انسان مرجاتا ہے تو یہ دنیا اس کی نشانیوں کو آخری شیلف میں رکھ دیتی ہے..

بڑے ابا کی گھڑی جو بہت زیادہ پہنتے تھے وہ میں نے رکھ لی لیکن وہ گھڑی مجھے بڑے ابا کے

ساتھ ساتھ اس شخص کی بھی یاد دلا رہی تھی جو میرے خیالات پر پہرے دیتا ہے... میں ان سب سے دور جانا چاہتی تھی.. اس گھر میں بڑے ابا کی یادیں مجھے اندر ہی اندر زخمی کر رہی تھی... میں امی جان سے کہہ کر عائشہ کے گھر چلی گئی۔ وہ کافی بدل چکی تھی۔ اب وہ میری وہی والی دوست نہیں رہی تھی جو پہلے ہوا کرتی تھی، شاید درمیان میں فاصلے بہت آ گئے تھے ہم نے کافی عرصے سے بات ہی نہیں کی تھی.. اس کے ساتھ بات کر کے وہ اپنائیت والا احساس نہیں ہو رہا تھا..

جب میں واپس آ رہی تھی تو وہ چھوٹی سی نہر نظر آئی میں بہت عرصے بعد ادھر آئی تھی میں اس کی طرف مڑ گئی اور وہاں بیٹھ گئی.. مجھے اپنا وجود محسوس نہیں ہو رہا تھا... اتنے میں وہ ملنگ آیا... اور میرے ساتھ بیٹھ گیا.. کہنے لگا: ''کیسی ہو بیٹی؟'' میں مسکرانے لگی لیکن میری آنکھوں میں آنسو تھے... مجھ سے کوئی اپنا بہت عزیز بچھڑ گیا ہے... میں اسے اب بہت یاد کرتی ہوں... مجھے نہ صبر آتا ہے نہ یقین... میں جب اس گاؤں کو دیکھتی ہوں... ان فصلوں کو، ان درختوں کو اور اس نہر کو... ان فصلوں میں میں نے اپنے دادا کے ساتھ بچپن گزارا ہے۔

ان درختوں کے درمیان میرے دادا میرے لیے جھولا بناتے تھے۔ انہوں نے جھولا بنانے کے لیے ایک الگ رسی لی تھی نیلے رنگ کی رسی ہمیشہ سے میرا جھولا اسی رسی سے بنا ہوتا تھا...

میرے دادا کھیتوں میں کام کر رہے ہوتے اور میں جھولے پر بیٹھ کر ان کو دیکھ رہی ہوتی تھی...

جب کھیتوں کو پانی دینا ہوتا تو ہم اسی نہر سے نالیاں بنا کر کھیتوں کو پانی دیتے...

اور میں ان کے ساتھ ساتھ چلتی اور وہ مجھے اسی نہر میں نہلاتے...

میں نے زندگی ان کے بغیر کبھی تصور ہی نہیں کی میں نے کبھی سوچا بھی نہ تھا کہ وہ یہاں سے چلے جائیں گے، اور ان کے ساتھ گھر میں بھول گئی تھی کہ موت بھی کوئی چیز ہے...

وہ خاموشی سے میری بات سن رہا تھا اور مسکرا آ رہا تھا پھر کہنے لگا...

''اس دنیا میں لوگ جسم کی موت پر روتے ہیں لیکن جس کی روح زخمی ہو کر تڑپ رہی ہوتی ہے تو سب لوگ خاموش ہوتے ہیں...

اس لیے دنیا والوں سے کبھی امید نہ لگاؤ وہ تمہیں ہمیشہ مایوس کریں گے... اُمید صرف اپنے رب سے لگاؤ، جب تم پر غم آئے تو ایسے میں اپنے رب کے قریب ہونے کی کوشش کرو... کیونکہ غم ایسی چیز ہے جو انسان کو اللہ تعالیٰ سے دور بھی کر سکتا ہے اور قریب بھی، بس یہ صرف تمہارے ردعمل پر منحصر ہے... کیا تم نے انبیاء کرام کی زندگی نہیں پڑھی...

حضرت ابراہیم علیہ السلام جو اپنے بیٹے کو قربان کرنے کے لیے تیار تھے... حضرت یعقوب علیہ السلام جو اپنے بیٹے کی جدائی میں اپنی بینائی کھو بیٹھے تھے، لیکن اپنے رب سے امید پھر بھی لگائی تھی... اور ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جن کو یہ دکھایا گیا تھا کہ ان کے نواسوں کی موت کس طرح ہوگی پھر بھی انہوں نے اپنے رب سے کوئی شکوہ نہیں کیا۔

وہ روئے، مگر ان کی زبان سے کوئی ایسا لفظ نہیں نکلا جس سے اللہ تعالیٰ ناراض ہو...

میں تمہیں یہ سب کچھ اس لیے بتا رہا ہوں کہ جب ان عظیم ہستیوں نے غم کو برداشت کیا... صبر کیا... کیونکہ جب اللہ تعالیٰ کے فیصلے سمجھ میں آ جائیں تو دل ضد کرنا چھوڑ دیتا ہے... اور ہم سب کی زندگی میں ایک ایسا وقت ضرور آتا ہے، جب ہم سب کچھ اپنے رب پر چھوڑ دیتے ہیں... یہ تو زندگی ہے کوئی آئے گا کوئی جائے گا کوئی اچھا ہوگا کوئی برا ہوگا کوئی اپنا ہوگا کوئی پرایا ہوگا...

یہ جو موت ہے یہ ہمیں بتاتی ہے کہ ہم سب کو اپنے رب کے پاس جانا ہے... میں چاہتا ہوں کہ تم ایسی بن جاؤ کہ تمہارا مرنے کو دل کرے یہ نہیں کہ تم خودکشی کرو بلکہ تمہیں موت کوئی دردناک شے نہیں بلکہ اپنے رب سے ملاقات لگے...

جدائی کا غم زیادہ ہوتا ہے... لیکن تم یہ سمجھنا کہ تمہارے دادا اس دنیا سے کافی بہتر جگہ پر رب کے پاس ہیں... اور اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر بہت رحیم ہے تم ان کے لیے دعا کرو... میں یہ نہیں کہوں گا کہ تم انہیں بھول جاؤ تم انہیں یاد رکھو، لیکن دعاؤں میں عبادتوں میں اور اپنے رب کے فیصلے پر راضی ہونا سیکھ لو کیونکہ اللہ تعالیٰ اپنے پسندیدہ بندوں کو ہی آزماتا ہے، اور تمہیں ایک بات بتاؤں یہ دنیا بہت عام ہے کمتر ہے، یہاں صرف اپنے رب کو یاد رکھو اس کی عبادت کرو اس کے لیے جیو اس سے محبت کرو تو

پھر جو زندگی ہمیشہ والی ہے وہ تمہاری ہو جائے گی...

اور اللہ تعالیٰ بھی تمہارا ہوگا..."

کافی گفتگو کرنے کے بعد وہ مجھ سے کہنے لگے کہ اب گھر جاؤ بہت دیر ہو چکی ہے...اور یاد رکھنا اللہ تعالیٰ کبھی کسی کو اکیلا نہیں چھوڑتا، اور وہ اپنے بندوں پر ان کی طاقت سے زیادہ کبھی بوجھ بھی نہیں ڈالتا...اس لیے اگر تمہاری زندگی میں کبھی کوئی مشکل آئے تو یہ نہ کہنا کہ میں اسے برداشت نہیں کر پاؤں گی، تم اسے برداشت کرنے کی قوت رکھتی ہو...

"تمہیں پتہ ہے لالی! جب میں واپس گھر آ رہی تھی تو مجھے ایسے لگ رہا تھا جیسے میرے دل پر بنے ہوئے زخموں پر کسی نے مرہم رکھ دیا ہو...میں خیالوں میں گم اپنے گھر آئی...میں نے دیکھا کہ سارے ملازم بڑے ابا کے کمرے سے سامان گودام میں منتقل کر رہے ہیں...

کچھ ملازم بڑے ابا کی کتابوں کو لے کر جا رہے تھے...تو ایک ملازم سے ایک کتاب گر گئی وہ جیسے ہی وہ کتاب اٹھانے لگے تو میں نے اس سے روک دیا اور کہا کہ رہنے دو میں اٹھا لوں گی..

میں نے وہ کتاب اٹھائی تو وہ کوئی تاریخی کتاب تھی..میں نے اس کتاب کو سرسری دیکھا تو اس میں ایک خط پڑا تھا...اس خط پر لکھا تھا...فریال کا آخری خط.....

ایسے لگ رہا تھا جیسے میرے پاؤں تلے زمین کھینچ دی گئی ہے...مجھے اپنی آنکھوں پر یقین نہیں آ رہا تھا..

میں وہ کتاب اپنے کمرے میں لے کر گئی وہ خط اس کے اندر رکھا...

پھر میں وہ خط کھول کر پڑھنے لگی..

بڑے ابا!!!

کاش مجھے جرگے والوں نے آپ کے سپرد کیا ہوتا...اس بات کا آج بھی مجھے افسوس ہے..

جب میں آٹھ سال کی تھی اور مجھے اس گھر میں لایا گیا..مجھے بہت ڈر لگ رہا تھا..

چار سال گزرے..

نہ اپنے دل کا حال کسی کو بتا سکے..

نہ کوئی پوچھنے والا تھا...

مجھے اپنے ماں باپ سے ملنے سے منع کیا گیا تھا...

چھوٹے ابا کی خدمت کرتے کرتے اور ان کے غصے کو برداشت کرتے کرتے میں بہت تنگ آ گئی تھی، لیکن میں نے خود کو قسمت کے حوالے کر دیا...

میں جب بھی کسی بچے کو اس کے ماں باپ کے ساتھ دیکھتی تو مجھے ان پر رشک آتا تھا مجھے اپنا گھر بہت یاد آتا تھا...

پھر میں نے ہمت کی...

اور روز چھپ چھپ کر اپنے ماں باپ سے ملنے لگی...

تین چار دفعہ ایسے ہی ہوا...

آپ کو اس بارے میں علم تھا لیکن آپ نے مجھے کرنے دیا پھر ایک سال بعد میں جب اپنے والدین سے ملنے گئی، تو مجھے میرے والدین نے یہ خوشخبری سنائی کہ میری بہن اس دنیا میں آئی ہے...وہ ایک سال کی ہے اور اس کا نام سارا احمد ہے...اور اس بار میں پکڑی گئی چھوٹے ابا نے مجھے دیکھ لیا تھا...اور یہ فیصلہ سنایا گیا کہ یہ سراسر غداری ہے...اور آخر میں یہ فیصلہ ہوا کہ مجھے دیوار میں زندہ چنوا دیا جائے....

آج میں آپ کو یہ سب اس لیے لکھ رہی ہوں اگر اسی گھر میں کوئی اور میری طرح آئے تو ان کو بچا لینا...اور مجھے پتہ ہے کہ جب تک آپ زندہ ہیں آپ ایسا دوبارہ کبھی نہیں ہونے دیں گے...

فریال احمد...

میرا نام فریال بتول نہیں ہے...)

یہ خط پڑھ کر مجھے سمجھ نہیں آیا کہ کیا کروں...

اس لیے میں اپنی چاچی کے پاس گئی اور ان سے پوچھنے لگی کہ اس دن جو وہ میری امی سے کہہ

رہی تھی کہ ہمیں سارا کو فریال کے بارے میں بتا دینا چاہیے تو وہ کیا تھا...

اور ان سے کہا کہ وہ مجھے بتائے میں نے ان کو سب کچھ بتا دیا تھا کہ مجھے یہ بھی پتہ ہے کہ فریال کو کس طرح مارا گیا ہے کہ وہ بڑے ابا کی سگی بیٹی نہیں ہے چاچی پہلے میری بات سن کر تو بہت حیران ہوئی اور پھر کہنے لگی کہ تمہیں سب کچھ کس نے بتایا؟...

میں نے ان سے کہا...

ایک آخری شیلف میں پڑی ہوئی کتاب نے...

میری چاچی مجھے بتانا تو چاہتی تھی کہ کیا ہوا تھا مگر پھر کہنے لگی کہ اس گھر میں ان کے بارے میں بات کرنے سے منع کیا گیا ہے اس لیے وہ نہیں بتا سکتی یہ کہہ کر وہ وہاں سے چلی گئی میں بہت نہ امیدی سے اپنے کمرے میں آ گئی پھر اچانک سے مجھے خیال آیا...

کہ اس خط کا کوئی جواب بھی تو ہوگا...

اور وہ بڑے ابا نے لکھا ہوگا، اس لیے میں صبح ہوتے ہی لالی لائبریری کی طرف بھاگی... وہاں آخری شیلف میں دادا کی ساری کتابیں رکھی گئی تھیں، میں نے ہر ایک کتاب چھان ماری اور آخر میں ایک کتاب میں مجھے ایک خط ملا...

میری پیاری فریال!!!!

تمہارے جانے کے بعد گھر میں تمہارے بارے میں بات کرنے سے بھی منع کر دیا گیا ہے... جس بہن کی تم خوشخبری لائی تھی اس کی قیمت اب تمہاری چھوٹی بہن چکا رہی ہے... وہ دو سال کی معصوم سی بچی جس کا نام تم سارا احمد بتا رہی تھی اب وہ پوری زندگی سارا بتول کے نام پر گزارے گی۔

جرگے میں یہ فیصلہ ہوا کہ چونکہ تمہارے والد نے غداری کی اس لیے ان کی دوسری بیٹی بھی قربان کر دی جائے کیوں کہ یہی سزا ہوتی ہے جب آپ اپنی بیٹی سے الگ ہوتے ہیں...

تم تو پھر بھی اپنا گھر جانتی تھی اپنے والدین کو دیکھا تھا تمہاری بہن سارا کو پتہ بھی نہیں چلے گا کہ

وہ اصل میں اس گھر کی نہیں ہے، اور دوسری بات بتاؤں میں تمہارے لیے اس کا بہت خیال رکھوں گا۔

اسے اپنی نواسی کی طرح پالوں گا...

اور میرا بیٹا بھی اسے اپنی بیٹی کی طرح ہی پالے گا...

میرے بیٹے امین شاہ کو قتل کرنے والا تمہارا باپ تھا، اور اسے اس کی قیمت اپنی دو بیٹیوں کی شکل میں چکانی پڑی...

تم مجھے بہت یاد آؤ گی..."

یہ خط پڑھ کر مجھے ایسا لگا جیسے میرے اردگرد کی دنیا الٹی ہوگئی ہے، جیسے میں جو زندگی جی رہی تھی وہ کسی اور کی تھی۔ یہ خیال ہی مجھے ڈرا رہا تھا کہ میں برسوں سے جنہیں اپنے ماں باپ بلا رہی تھی جس دادا جان کے پیچھے میں رو رہی تھی وہ اصل میں میرے ہی نہیں...

میں کون ہوں... میرے اصل ماں باپ کون ہیں...؟

اور یہ میری زندگی میں کیا ہو رہا ہے...

کسی نے سچ کہا تھا کہ جتنا انسان کو نہ پتہ ہو اتنا وہ سکون میں رہتا ہے۔ میں اس سے پہلے اپنی زندگی تصور کر رہی تھی تو مجھے کافی اچھی لگ رہی تھی...

میں کچھ دیر کے لیے اسی لائبریری میں بیٹھ کر اپنے وجود پر شک کر رہی تھی...

◈ ..... ◈ ..... ◈

"تمہیں پتہ ہے لالی...

قرآن میں فرمایا گیا ہے کہ اگر کسی کو adopt کرو تو سے بتاؤ کہ وہ ان کا اصل بیٹا نہیں ہے یا بیٹی نہیں ہے کہ کیوں اس سے اس بچے کو دکھ ہوگا، لیکن مجھے آج پتہ چلا کہ زیادہ دکھ تب ہوتا ہے جب آپ کو بڑے ہو کر پتہ چلتا ہے کی جو بچپن آپ نے گزارا ہے وہ اپنا نہیں ہے۔

تبھی میں خاندان میں سب سے الگ تھی.. سب سے جدا.. خون کچھ اور تھا.. میں دوڑ کر اپنے ماں باپ کے پاس گئی.. مجھے اب بھی یقین نہیں آ رہا تھا میں دونوں خط پکڑ کر.. اپنے ماں باپ کے

کمرے میں داخل ہوئی..

چھوٹے ابا bed پر بیٹھ کر اخبار پڑھ رہے تھے اور امی جان الماری سے کچھ نکال رہی تھیں مجھے کمرے میں داخل ہوتے ہوئے دیکھ کر دونوں میری طرف متوجہ ہوئے، شاید انہوں نے میری آنکھوں میں وہ اجنبیت دیکھ لی تھی جس کی وجہ سے ان دونوں کے چہروں پر خوف تھا میں رونے لگی...

میں نے وہ خطوط ان کے سامنے رکھ دیے میرا پورا جسم کانپ رہا تھا....

میں چیخ چیخ کر کہنے لگی..

''بتاؤ مجھے؟؟

کہو کہ یہ جھوٹ ہے؟؟؟''

کمرے میں خاموشی چھا گئی...

چھوٹے ابا نے جب وہ خطوط پڑھے...

پہلے تو وہ خاموش رہے ان کے چہرے پر خوف، پچھتاوا اور حیرانی تھی.....

ایک نظر امی جان کو دیکھا، پھر ان خطوط کو اور پھر سر جھکا کر کہنے لگے...

''یہ سچ ہے...''

''مگر یہ بھی سچ ہے کہ میں تم سے اپنی بیٹیوں کی طرح محبت...''

''بیٹیوں کی طرح؟''

چھوٹے ابا خاموش ہو گئے اور پھر بولنے لگے...

''میری کوئی اولاد نہیں ہے لیکن تم ہی میری اکلوتی اولاد ہو اور میں نے ہمیشہ تمہیں اپنی اولاد کی طرح پالا ہے۔''

''اپنے بڑے بھائی کے قتل کا غم بھول کر میں نے تمہیں قبول کیا ہے...''

میں ہنسنے لگی...

''کیا آپ کے بھائی کے قتل کے غم کو بھلانے کے لیے میری بہن کی قربانی کافی نہیں تھی...''

جس کے بارے میں میں سب سے پوچھتی رہی...وہ میری اپنی ہی بہن تھی...

بہن کے لیے میں تڑپتی رہی...

اپنے رب سے گلے کرتی رہی کہ میری اپنی بہن کیوں نہیں ہے۔آپ بتائیں چھوٹے ابا آپ اپنے رب کو کیا جواب دو گے کہ میری تو بڑی بہن تھی۔

جس طرح آپ کا بڑا بھائی فوت ہوا تو آپ کو دکھ تھا...

آج میری بہن بھی مر گئی ہے میں کس سے بدلہ لوں..."

"لیکن میں تم سے محبت کرتا ہوں سارا بیٹا...

چھوٹے ابا کہنے لگے...

"مجھے تو لگتا ہے آپ نے مجھ سے کبھی محبت ہی نہیں کی ابھی تک میں اپنے باپ کی محبت نہ پا سکی...نہ اپنے اصلی باپ کی اور نہ آپ کی...کس محبت کی بات کرتے ہیں آپ...میں نے ساری زندگی ڈر ڈر کر گزاری ہے...آپ کی ہر بات مانی ہے تا کہ آپ مجھ سے کبھی تو پیار اور محبت سے بات کریں،لیکن مجھ سے ہمیشہ محبت بڑے ابا نے کی ہے...

آپ نے مجھے بڑا تو کیا لیکن مجھ سے اپنا آپ چھین لیا...اپنا نام چھینا...میری پہچان مر چکی ہے...

میری امی خاموشی سے کھڑی تھی...میں ان کی طرف بڑھی اور کہا...

"آپ نے بھی نہیں بتایا مجھے؟"

جو میں نے ان کے چہرے پر دیکھا...درد،خوف اور پتہ نہیں کیا کچھ تھا...

میں نے ان دونوں کی طرف دیکھا اور کہا کہ پریشان نہ ہوں میں چھوڑ کر نہیں جاؤں گی...میں آپ لوگوں سے نفرت بھی نہیں کروں گی لیکن آج کے بعد محبت بھی نہیں کر پاؤں گی۔یہ کہہ کر میں ان کے کمرے سے باہر نکل آئی...اپنے کمرے تک جانے لگی...میرا ہر قدم بھاری ہو رہا تھا...میں آج بہت ٹوٹ چکی تھی...اس سے پہلے میں صرف اپنے بہن نا ہونے پر خفا تھی لیکن آج تو میرے پاس کچھ

بھی نہیں ہے... کوئی بھی رشتہ نہیں ہے... بڑے ابا کے چلے جانے کے بعد میں سارے رشتے کھو چکی تھی... کافی دن میں اپنے کمرے میں ہی رہی... نہ کسی سے بات کی...

نہ کھانے کے لیے باہر گئے...

کئی بار چھوٹے ابا اور امی جان میرے کمرے میں آ کر مجھ سے بات کرنے کی کوشش کرتے تھے مگر میں ان کو یہ کہہ کر جانے کا کہتی کہ مجھے وقت چاہیے... مجھے اکیلے رہنا ہے...

پھر ایک دن ایک ملازمہ آئی اور کہنے لگی کہ آپ کی ایک دوست آئی ہے اور اپنا نام سعیدہ بتا رہی ہے... میں اٹھ کر باہر کی طرف بھاگنے لگی... جو میں نے اس کو دیکھا تو میرے آنکھیں پرنم ہو گئیں میں مضبوط سارا تھی اب میں دوبارہ کمزور بن گئی تھی۔

میں اس کے گلے لگ کر خوب روئی کیونکہ میں ایک رشتہ کھو کر نہیں بیٹھی تھی میں سارے رشتے کھو کر بیٹھی تھی... مجھے رونے دیا خوب رونے کے بعد میں اس کو اپنے کمرے میں لے کر گئی... اور اس کو یہ نہ بتا سکی کہ میرے ساتھ کیا ہوا کچھ باتیں ایسی تھی کہ اپنے سب سے قریبی دوست سے بھی چھپا لی جاتی ہیں... وہ کہنے لگی... اللہ بڑے ابا کو جنت میں اعلیٰ مقام دے... میں نے آمین کہا...

وہ کہنے لگی: ''کیا ہوا ہے؟'' میں نے کہا

''کچھ بھی نہیں...''

اکثر ہمارے اس ''کچھ بھی نہیں'' کے پیچھے بہت کچھ ہوتا ہے لیکن ہم اس کو بتا نہیں سکتے... ہم اپنے درد کو الفاظ میں بیان نہیں کر پاتے۔ اس لیے ہم اسی ''کچھ بھی نہیں'' کو چن لیتے ہیں..

کچھ دیر بعد سعیدہ نے میرے سامنے وہ کتاب رکھی جو وہ مجھ سے لے کر گئی تھی... اس نے کہا کہ اس کتاب کے آخر میں میرا فون نمبر لکھا ہوا ہے جب کبھی بھی میری ضرورت پڑے تو مجھے کال کر لینا... میں نے اثبات میں سر ہلایا...

اس کے ساتھ باتیں کر کے مجھے بہت ہلکا محسوس ہو رہا تھا، حالانکہ میں نے اسے اپنے کسی غم کے بارے میں نہیں بتایا تھا لیکن اس کے ساتھ صرف بیٹھ کر ہی میں اچھا محسوس کرنے لگی تھی... وہ چلی گئی تو

دنیا پھر سے بے رنگ ہوگئی...

جب میں نے اس کتاب کو دیکھا تو مجھے وہ کہانی یاد آئی وہ یادیں پھر سے تازہ ہوگئیں...

اس کہانی میں شمس رومی سے جدا ہو جاتا ہے۔اس کے بعد وہ پاگلوں کی طرح اسے ڈھونڈ رہا تھا...

''تمہیں پتہ ہے لالی...''

اس کا درد اس لیے زیادہ تھا کیونکہ اس نے سوچا بھی نہیں تھا کہ کبھی شمس اس سے جدا ہوگا...

جس طرح مجھے یقین نہیں تھا کہ کبھی بڑے ابا مجھ سے جدا ہوں گے.....

میں کمرے میں نماز پڑھ رہی تھی...اتنے میں میری چاچی میرے کمرے میں داخل ہوئی جب میں نے سلام پھیرا اور جائے نماز کو ایک سائیڈ پر رکھ دیا...تو انہوں نے مجھے بلایا اور اپنے پاس بیٹھنے کا اشارہ کیا میں نے وہی کیا میں ان کے ساتھ بیٹھ گئی تو وہ بولنے لگی...

''کب تک تم خود کو یہ سزا دیتی رہو گی...''

میں نے کہا کون سی سزا؟ میں خود کو کوئی سزا نہیں دے رہی چاچی!!!''

مجھ سے کہنے لگی کہ مانا کہ تمہارے والدین نے تم سے تمہاری پہچان چھپائی مگر انہوں نے بیٹیوں جیسی محبت دی...تمہیں ایک نام دیا...کیا تمہیں پتہ ہے...

جو لڑکیاں اس طرح کسی گھر میں آتی ہیں جس طرح تم آئی ہو ان کا کیا حشر ہوتا ہے؟؟ ان کے ساتھ انسانوں جیسا سلوک بھی نہیں کیا جاتا، انہیں غلام بنا لیا جاتا ہے کیونکہ وہ ایک دشمن کے گھر سے آئی ہوئی ہوتی ہیں اس کا اندازہ تمہیں فریال کی موت سے ہو گیا ہوگا...

خود کو اس طرح کمرے میں بند کرنے سے نہ تو تم سچائی سے چھپ سکتی ہو اور نہ اپنے ماضی کو بدل سکتی ہوں، لیکن ہاں تمہارا مستقبل تمہارے ہاتھ میں ہے، اگر تم چاہو تو پھر بھی تم اس گھر میں شہزادیوں کی طرح رہ سکتی ہو...

تمہارے لیے یہ بہت مشکل ہے لیکن اگر تم ابھی اپنے اصل والدین کے پاس گئیں تو وہ

تمہیں ان سے زیادہ اجنبی لگیں گے تم نے تو ان کو دیکھا بھی نہیں ہے، اور نہ وہ تمہیں جانتے ہیں کہ تم کس مزاج کی ہو... اور میں تمہیں یہ بات بتاؤں... اس دنیا میں لوگ اکیلے آتے ہیں اور اکیلے جاتے ہیں... ضروری نہیں کہ ہمارے والدین ہمیشہ درست ہوں وہ بھی انسان ہیں۔ وہ بھی پہلی بار یہ زندگی جی رہے ہیں۔ ان سے بھی غلطیاں ہوتی ہیں تو کیا ہم ان کو معاف نہیں کر سکتے... معاف کرنے والے کا درجہ بہت بلند ہوتا ہے بیٹا...

ہمارے ماں باپ بھی ہمارے طرح ہی ہوتے ہیں۔ انہیں بھی محبت کی ضرورت ہوتی ہے توجہ کی ضرورت ہوتی ہے ہاں وہ ہمارے سامنے خود کو مضبوط بناتے ہیں تا کہ ہمیں سہارا دے سکیں لیکن جب ہم بڑے ہو جاتے ہیں تو پھر ہمیں ان کا سہارا بننا چاہیے...

یہ کہہ کر چاچی میرے کمرے سے چلی گئی...

میرے پاس تقدیر کے کیے کو قبول کرنے کے سوا اور کچھ بھی نہیں تھا...

ایک سال اور دس ماہ بعد

دو سالوں میں مجھے بہت سے غم ملے، لیکن ان غموں نے مجھے اپنے رب کی شناخت کروائی، مجھے اپنے رب کے قریب کیا پہلے میں سوچتی تھی کہ ایک پروانہ جو آگ پر فدا ہوتا ہے اپنی ہستی کو مٹا کر وہ آگ سے جا ملتا ہے، مگر وہ خود کو برباد کرنے سے نہیں ڈرتا وہ خوشی خوشی مر جاتا ہے آج سے پہلے میں سوچتی تھی کہ وہ بہت بے وقوف ہے، مگر اب جب میں اپنے رب سے ملنے کے لیے دعائیں کرتی ہوں تو میں یہ نہیں سوچتی کہ میں مر جاؤں گی میرے ذہن میں موت، قبر اندھیرا یہ سب نہیں آتے، میرے ذہن میں صرف میرا رب آتا ہے وہی نور وہی قرآن اور سجدے... کسی نے کیا خوب کہا ہے، رب سے پیار ہو تو موت سے بہتر کوئی چیز نہیں میں نے مرنے کا کبھی انتظار نہیں کیا مگر یہ میرے لیے ایک امید کی طرح ہے اپنے رب سے ملاقات کرنے کی امید اپنے رب کا دیدار کرنے کی امید، میں جب بھی دعا کے لیے ہاتھ اٹھاتی ہوں تو میرے پاس اپنے رب سے رب کو مانگنے کے سوا اور کچھ نہیں ہے، پہلے میرے دل میں دنیا تھی مگر اب نہ یہ دنیا میرے دل میں بستی ہے نہ اس دنیا کے لوگ۔ اس دنیا کو دیکھتی

ہوں تو مجھے اپنے رب کی یاد آتی ہے مجھے میرے رب کا نام پسند ہے "اللہ" یہ نام مجھے تسلی دیتا ہے میں اسی کو سن کر روتی ہوں اسی کو دیکھ کر خوش ہوتی ہوں...

حالات کے ساتھ میں نے سمجھوتہ کرنا سیکھ لیا ہے..

میرے دل میں جو کوئی بات ہوتی ہے تو میں اپنے رب سے کر لیتی ہوں کیونکہ کوئی ہے ہی نہیں، اس دنیا میں میرے دل کی بات سن لے...

میں نے سب کو معاف کر دیا ہے اور ان کو بھی معاف کر دیا ہے، جنہوں نے مجھ سے سچائی چھپائی ہے...جب انسان اس دنیا میں آتا ہے تو اسے دو طرح کے لوگ ملتے ہیں اچھے اور برے۔ اچھے لوگ ہمیں یاد رہ جاتے ہیں اور برے لوگوں کے دیے ہوئے سبق ہمیں یاد رہ جاتے ہیں، اور اس طرح جب انسان بڑا ہوتا ہے تو وہ اداکاری سیکھ لیتا ہے وہ اگر مسکرانا نہ بھی چاہے تو مسکرانا سیکھ لیتا ہے وہ خاموش رہنا سیکھ لیتا ہے..اور ان سب کے درمیان وہ بدل جاتا ہے اور پھر لوگوں اس سے پوچھتے ہیں کیوں بدل گیا ہے..

بس یہی حال ہے اس زندگی کا اس دنیا کا قانون بہت ظالم ہے لوگ بچھڑ جاتے ہیں، اور ہم کچھ بھی نہیں کر پاتے...زیادہ غموں کے بعد انسان مسکرانا بھی بھول جاتا ہے، لیکن اسے مسکرانا پڑتا ہے زندگی "کاش" اور "شاید" کے درمیان کہیں کھو گئی ہے...

گھر والوں کے ساتھ میرے فاصلے اور بھی بڑھ گئے ہیں، ہمارے درمیان کچھ خاص بات نہیں ہوتی۔ امی جان کبھی کبھار بات کر لیتی ہیں لیکن مجھ سے نظر ہی نہیں ملا پاتی میری امی مجھ سے کہتی ہے کہ چھوٹے ابا مجھ سے بہت محبت کرتے ہیں...

میری امی نے مجھے سمجھایا کہ تمہیں پتہ ہے میرے کوئی اولاد نہیں ہو سکتی اور لوگوں کا تو نہیں پتہ لیکن میں نے تمہیں اپنی اولاد سمجھ کر ہی پالا ہے...

میں ان سے کہنے لگی کہ جو جس سے محبت کرتا ہے وہ محسوس کرواتا ہے کہ وہ اس سے محبت کر رہا ہے اور محبت کرنے کے لیے کسی ثبوت کی ضرورت نہیں ہوتی، اگر چھوٹے ابا مجھ سے محبت کرتے ہیں تو وہ

محبت مجھے محسوس کیوں نہیں ہوتی میں کیوں پوری زندگی ایک والد کی محبت کے لیے تڑپتی رہی...

پر خیر زندگی اسی طرح جا رہی ہے نہ میں کسی کو سمجھا سکتی ہوں نہ لوگ میرے لیے بدل سکتے ہیں...

(ایک اور قیامت)

دو سال پورے ہونے میں ایک دن ہی باقی ہے اور مجھے اس شخص کا انتظار ہے...

اس نے وعدہ کیا تھا کہ وہ دو سال بعد ضرور آئے گا۔ میں نے دو سال اس کا انتظار کیا ہے لیکن یہ دو سال مجھے ہزار سالوں سے بھی طویل لگے ہیں...

انتظار کی گھڑیاں بہت طویل ہوتی ہیں بہت تکلیف دہ ہوتی ہیں...

میں کمرے سے باہر نکلی امی جان کو سلام کیا اور پوچھا کہ چھوٹے ابا کہاں ہیں وہ کہنے لگی کہ وہ کھیتوں کو دیکھنے گئے ہیں...

میں نہانے کے لیے اپنے کمرے میں گئی تھیں۔ جب باہر نکل رہی تھی تو دیکھا کہ چھوٹے ابا گھر میں داخل ہو کر میرا نام بہت تیز آواز میں لے رہے ہیں...

میں نے ان کے ہاتھوں کو دیکھا تو وہ خون سے بھرے ہوئے تھے ان کے کپڑوں پر خون کے نشان تھے ان کے ہاتھ میں پستول تھی...

انہوں نے مجھے دیکھا اور میری طرف دوڑے انہیں خون کے بھرے ہوئے ہاتھوں سے میرا چہرہ پکڑا اور ان کی آواز خوف سے کانپ رہی تھی۔ جب انہوں نے مجھے گلے لگایا تو ان کا دل زور سے دھڑک رہا تھا ان کی آنکھوں میں کسی چیز کے چھن جانے کا خوف...

یہ منظر مجھے خوفزدہ کر رہا تھا ان کے خون سے بھرے ہوئے ہاتھ میرے چہرے پر بھی نشان چھوڑ گئے تھے، امی جان بھاگتی بھاگتی میرے پاس آئی جب چھوٹے ابا نے امی جان کو دیکھا تو کہنے لگے نصرت...

نصرت...

میں میں...

میں نے...نہیں مارا...

میں نے قتل نہیں کیا...

قتل کا لفظ سن کر امی جان پیچھے ہٹ گئی...

..."وہ جان بوجھ کر...میرے سامنے آ گیا تھا..."

چھوٹے ابا پاگلوں کی طرح کبھی میرے پاس آتے تو کبھی میری امی کے پاس...

آج پہلی بار میں نے چھوٹے ابا کا ایک نیا روپ دیکھا تھا...

امی جان کسی خیال میں گم مجھے دیکھ رہی تھی ان کی آنکھوں میں بہت آنسو تھے...

چھوٹے ابا کہنے لگے...

"نص...نصرت

کچھ کرو...

میں سارا کے بغیر نہیں رہ سکتا..."

چند لمحے بعد مجھے اور میرے والد کو جرگے میں بلایا گیا...

میں پہلی دفعہ وہاں گئی تھی...وہاں گاؤں کے سارے بڑے بڑے بزرگ بیٹھے تھے...

وہ ایک گول دائرے میں بیٹھے تھے اور درمیان میں بہت ساری جگہ تھی میں، اور میرے والد کو وہاں کھڑا ہونے کے لیے کہا گیا...

سامنے اس جرگے کا سردار بیٹھا ہوا تھا...

کہنے لگا...

"شاہ خاندان کے سردار ولید شاہ نے ملک خاندان کے حمید ملک کے چھوٹے بھائی معید ملک کا قتل کیا ہے...

ہمارے قانون کے مطابق قاتل ولید شاہ کو اپنی بیٹی مقتول کے خاندان کو سپرد کرنا ہوگی..."

اس وقت مجھے ایسا لگ رہا تھا جیسے میں کسی بازار میں کھڑی ہوں، میرے اردگرد.. سارے خریدار ہیں.... مجھے زندگی میں پہلی مرتبہ اپنا آپ اتنا کم تر لگ رہا تھا... کیا ہمارے گاؤں میں لڑکیوں کی یہی زندگی ہوتی ہے کہ انہیں صرف آپس کے معاملات کو درست کرنے کے لیے استعمال کیا جائے...

کہ ایک لڑکی جب گھر میں پیدا ہوتی ہے تو اسے بڑی ہو کر یہاں کیوں کھڑا کر دیا جاتا ہے؟؟

قاتل ولید شاہ کی بیٹی اگر اپنے گھر واپس آنے کی غلطی کرے گی تو اسے مقتول کا خاندان سزائے موت سنائے گا...''

''نہیں..... آپ ایسا نہیں کر سکتے میں اپنی بیٹی کو قربانی نہیں کر سکتا...

ایسا کبھی نہیں ہوگا..... میری بیٹی میرے ساتھ ہی رہے گی... میں نے قتل نہیں کیا معید ملک میرے سامنے خود آیا تھا...''

''ہوش میں آیئے... ولید شاہ''

جرگے کے سردار نے اپنی آواز بلند کی...

''جرگے کے فیصلوں کو کوئی رد نہیں کہہ سکتا... اس لیے انکار کے بجائے اس معاملے کو ختم کیا جائے...''

چھوٹے ابا سر جھکائے ہوئے گھر آ گئے...

امی جان دروازے پر کھڑی ہو کر انتظار کر رہی تھی... میں اس ٹائم ہر جذبے سے خالی... ہر خیال سے خالی...

چل رہی تھی مجھے اپنے قدم محسوس نہیں ہو رہے اور ایک بار پھر مجھے اپنے وجود کی موجودگی پر شک ہونے لگا تھا...

گھر آ کر چھوٹے ابا چیخ چیخ کر رونے لگے، انہوں نے مجھے گلے لگایا ہوا تھا، ان کا دل بہت زور سے دھڑک رہا تھا اور تمہیں پتہ ہے لالی اس دن مجھے پتہ چلا تھا کہ وہ مجھ سے کتنی محبت کرتے ہیں...

اور مجھے کھونے سے کتنا ڈرتے ہیں...

انہوں نے مجھے پکڑا ہوا تھا...

میں کمرے کی طرف جا رہی تھی چاچی سے سامنا ہوا۔ میں نے ان کی آنکھوں میں دیکھا تو وہ بھی رو رہی تھی...

لیکن میرے دل میں بس یہی خیال تھا کہ کچھ ایسی قیامت بہت عرصہ پہلے میرے گھر میں بھی آئی ہوگی جب میرے اصلی باپ کو اسی جرگے میں کھڑا کیا گیا ہوگا کیونکہ میں تو ان کی سگی بیٹی بھی نہیں ہوں اور فریال تو ان کی سگی بیٹی تھی، اور انہوں نے ایک بیٹی نہیں کھوئی دو بیٹیاں کھوئی تھیں۔ وہ بھی اسی طرح تڑپے ہوں گے اسی طرح روئے ہوں گے گڑگڑائے ہوں گے...

اس دن میں نے سچے دل سے اپنے سگے ماں باپ کو بھی معاف کر دیا کیونکہ آج میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا تھا کہ کبھی کبھار انسان کتنا بے بس ہوتا ہے...

شام کا وقت ہونے لگا کل صبح سویرے مجھے جانا تھا اس گھر سے ہمیشہ کے لیے رخصت ہونا تھا... میں بہت ڈر رہی تھی... پر اس سے زیادہ ڈر مجھے تب لگا جب مجھے خیال آیا کہ میری بڑی بہن چھ سال کی تھی جب وہ اپنے گھر سے جدا ہوئی تھی تو وہ کتنا ڈر رہی ہوگی اس کا کتنا دل کرتا ہوگا کہ وہ اپنے ماں باپ سے جا ملے...

میں کمرے میں بیٹھ کر یہی سوچ رہی تھی کہ میرے کمرے کے دروازے پر چھوٹے ابا کھڑے تھے وہ اندر آئے میرے پیروں میں بیٹھ گئے...

ہاتھ جوڑ کر مجھ سے معافی مانگنے لگے...

میں نے ان سے کہا کہ آپ کو پتہ ہے یہ دنیا مکافات عمل ہے... آپ نے کچھ اسی طرح فریال کے ساتھ کیا تھا... جس طرح ابھی آپ کا یہ حال ہو رہا ہے اس طرح میرے بابا کا بھی حال ہوا ہوگا نا... وہ بھی تو اسی طرح روئے ہوں گے... آپ کی تو سگی بیٹی بھی نہیں ہوں میں... میں تو ان کی سگی اولاد تھی انہوں نے تو دو دو بیٹیاں کھوئی تھیں...

پہلے اللہ تعالیٰ نے آپ کے دل میں میری محبت ڈالی، اتنی محبت کہ آپ میرے بغیر جینے کے تصور سے بھی ڈرنے لگے...اور پھر اللہ تعالیٰ نے آپ سے مجھ کو چھین لیا...

چھوٹے ابا روتے رہے..مگر میں خاموش تھی...ڈر بہت زیادہ لگ رہا تھا....

مگر پھر مجھے اس ملنگ کی بات یاد آئی کہ اللہ تعالیٰ کسی پر اس کی قوت سے زیادہ بوجھ نہیں ڈالتا...

◈.....◈.....◈

جب رات کے 12 بج گئے اور ایک دوسرے دن کا آغاز ہوگیا تو میں اپنے کمرے کی کھڑکی کے ساتھ کھڑی ہوئی تھی اور باہر کی طرف دیکھ کر کہہ رہی تھی...آج اُسے آنا تھا۔

دو سال گزر چکے تھے...

پوری رات مجھ پر بہت بھاری تھی...

اس رات مجھے اندازہ بھی نہیں تھا کہ میری زندگی کس طرح ہوگی...

اس رات کے بعد آنے والی رات کس طرح ہوگی...

مجھے بڑے ابا کی بہت یاد آرہی تھی دو سال ہوئے تھے...میں ان سے ملی نہیں ان کے گلے نہیں لگی ان سے باتیں نہیں کی...

مجھے اتنا یقین تھا کہ اگر وہ یہاں ہوتے تو وہ مجھے کبھی اس طرح کسی اور کے حوالے نہ کرتے...

میں اپنے رب سے دعا مانگنے لگی...

جائے نماز اٹھایا اور اپنے رب سے ہم کلام ہوئی...

میں اپنے ہی گھر میں مہمان بن کر رہ گئی تھی، میں اپنے کمرے کے اردگرد دیکھنے لگی جہاں میری ہر چیز پڑی تھی...مجھے ڈر لگ رہا تھا...

جو سارا لوگوں کے سامنے بہادری سے اپنی قسمت کو تسلیم کر کے آئی تھی، اب وہ رات کے اندھیرے میں ڈر رہی تھی اس حقیقت سے جس سے وہ کبھی بھاگ نہیں سکتی...

ہر لڑکی جب شباب تک پہنچتی ہے تو کئی بار وہ اپنے شادی کے دن کو تصور کرتی ہے کسی محبت کرنے والے شریک حیات کے ساتھ...

میں بھی عام لڑکی کی طرح اپنی شادی کے دن کو تصور کرتی آئی تھی...

اس شخص کے ساتھ جس نے مجھ سے وعدہ کیا تھا کہ وہ دو سال بعد آئے گا، میں نے اپنی شادی ایسے تصور کی تھی کہ سارا گھر سجا ہوگا، ہر طرف پھول خوشبو اور خوشیاں ہوں گی، اور وہ ایک شخص جو میری محبت ہے جو میرا پسندیدہ مرد ہے وہ میرے سامنے ہوگا لیکن حقیقت کچھ اور تھی سادہ سا نکاح ہونے والا تھا نکاح کی صورت میں وہ ایک سودا تھا...

ایک ایسے خاندان میں جانے والی تھی جس کو میں جانتی بھی نہیں، ایسے شخص کے نام کے ساتھ جو میں نے کبھی دیکھا بھی نہیں....

مجھے بڑے ابا بہت یاد آرہے تھے۔ کاش وہ زندہ ہوتے جب وہ گئے میری دنیا اکیلی ہوگئی ان کے جانے کے بعد میرا کوئی اپنا ہی نہیں رہا اور اب تو میرا اپنا گھر بھی نہیں ہوگا....

(آخری دن)

میں صبح اٹھی تو ایک اور جذبے سے سرشار تھی، میں نے بڑے ابا کو خواب میں دیکھا تھا میں نے ان کو دیکھا کہ وہ میری طرف آئے اور مجھے گلے لگایا میں نے ان کو بہت مضبوطی سے پکڑا..

ان کو گلے لگا کر مجھے جو سکون ملا وہ مجھے اس خواب کے ٹوٹنے کے بعد بھی محسوس ہو رہا تھا..

تو انہوں نے مجھے گلے لگایا اور کہنے لگے میری پیاری بیٹی...

تمہیں حضرت آسیہ یاد ہے...

جب اس نے فرعون کے ظلم کو برداشت کیا تو اللہ نے اس کا ذکر قرآن میں بھی کیا...

اور اسے جنت میں ایک سکون والا گھر دیا...

اتنے میں میری آنکھ کھلی...

اور میں کافی بہتر محسوس کر رہی تھی ایسے جیسے بڑے ابا ادھر ہی ہوں...

وہ زندہ ہو...

مگر جانے والے واپس نہیں آتے...

امی جان نے مجھے اپنے کمرے میں بلایا... مجھے ایک بہت خوبصورت سا لباس دیا کہ جا کر اس سے پہن کر آؤ وہ لباس سرخ رنگ کا تھا...

وہ دلہنوں والا لباس تھا...

میں چپ چاپ اس کو پہن کر باہر آئی اور خود کو میں نے آئینے میں دیکھا تو مجھے ایسا لگا جیسے میری ساری یادیں ضائع ہو گئی ہیں جس لباس کو مجھے شہریار کے نام پر پہننا تھا...

وہ کہاں ہے؟؟؟

وہ ابھی تک آیا کیوں نہیں؟؟؟

میں اپنی امی کی طرف پلٹی...

انہوں نے میری پیشانی چومی ماں میں مسکرانے لگی ان کی آنکھوں میں آنسو تھے...

انہوں نے مجھے ایک چھوٹی سی بوتل پکڑائی اور کہا کہ اگر برداشت نہ کر پاؤ تو یہ کھا لینا تم آزاد ہو جاؤ گی۔

اور میں بھی یہاں تمہارے مرنے کی دعائیں کروں گی... ان کی بات سن کر مجھے ایسا لگا جیسے میرے دل کے اندر کسی نے سوراخ کر دیا ہو... میں نے کہا امی مگر خودکشی تو اسلام میں حرام ہے... وہ مسکرانے لگیں اور پھر کہنے لگی...

''جو کچھ تمہارے ساتھ ہو رہا ہے وہ بھی اسلام میں نہیں ہے...''

اتنے میں ایک ملازمہ آئی اور کہنے لگی کہ باہر مجھے بلایا جا رہا ہے کیونکہ نکاح کا وقت قریب ہے...

نکاح کا لفظ سن کر میں بے قابو سے ہو گئی...

''نہیں... امی جان... میں یہ نکاح نہیں کر سکتی...

اماں مجھے بچالیں...میں کسی اور سے محبت کرتی ہوں..." اب میں اپنے دل میں اس محبت کو اور نہیں چھپا سکتی تھی...

"اماں تھوڑا سا صبر کریں...اس نے کہا تھا کہ وہ آج آئے گا..."

میری امی جان میرا یہ حال دیکھ کر رو بھی رہی تھی اور مجھے سمجھانے لگی کہ تمہیں پتہ ہے محبت ہماری جیسی لڑکیوں کے لیے نہیں بنی اگر وہ آج آ بھی گیا تو وہ کچھ نہیں کر پائے گا...

میں بہت روئی میں بہت گڑگڑائی کیونکہ وہ میری محبت کو قربان کرنے کا وقت تھا...

اس وقت میرے دل میں درد ہو رہا تھا...

میں اپنے خوابوں کو توڑ کر حقیقتوں کی دلدل میں جانے والی تھی...

تھوڑی دیر بعد میں جب باہر گئی تو دیکھا کہ ملک خاندان کے لوگ جمع تھے...

میں کسی خیال میں گم وہاں بیٹھ گئی مجھے یاد نہیں کہ کیا کہنا تھا، لیکن جب وہ خاموش ہوئے اور سب نے میری طرف دیکھا تو میں کسی سحر کے زیر اثر قبول ہے بولنے لگی...

اور ہر "قبول ہے" کے ساتھ میں ان سارے خوابوں کو دفن کر رہی تھی جو میں نے شہریار کے ساتھ دیکھے تھے.....

ہمارا نکاح ہو چکا تھا مگر میں نے اس شخص کو دیکھا ہی نہیں جس کے ساتھ میرا نکاح ہوا تھا...

میں چند کپڑوں اور اپنی اس ڈائری کے ساتھ اس گھر سے روانہ ہو گئی....

بڑے ابا کی بات نے مجھے بہت تسلی دی تھی...وقت اور حالات انسان کو بہادر بنا ہی دیتے ہیں...ساری رات رو چکی تھی اب میری آنکھیں خشک تھیں...

جب میں ملک خاندان کے گاڑی میں بیٹھ رہی تھی اور میں نے مڑ کر دیکھا حویلی کو...جو میرا گھر ہوا کرتا تھا...اور ساتھ میں میری لالی لائبریری کو جو میری دنیا ہوا کرتی تھی...

اس طرح نظر دوڑاتے ہوئے میری نظر سعیدہ سے جا کر ملی جو ہماری حویلی کے دروازے کی دہلیز پر کھڑی رو رہی تھی...

میں نے اسے اور دیکھا میں زخمی سا مسکرانے لگی...

وہ رونے لگی...

اور پھر اندر بھاگ گئی...

اس گاڑی میں بیٹھ کر مجھے ایسا لگ رہا تھا جیسے میں ایک زندگی سے دوسری زندگی تک جا رہی ہوں جس کے ساتھ میرا نکاح ہوا تھا وہ میرے ساتھ پیچھے سیٹ پر بیٹھا ہوا تھا مگر میری ہمت نہیں ہو رہی تھی کہ میں اس سے نظریں ملا پاؤں...

ملکوں کی حویلی ہماری حویلی سے زیادہ دور نہیں تھی میں اپنے کمرے کی کھڑکی سے بھی ملکوں کی حویلی کو دیکھ سکتی تھی...

تھوڑی دیر بعد جب ہم حویلی کے دروازے کے اندر داخل ہوئے تو ایک عجیب سے خوف نے مجھے آ گیرا...

اور میں دل ہی دل میں یہ سوچ رہی تھی کہ فریال کا کیا حال ہوا ہوگا، جب وہ اسی عمر میں شاہ خاندان کی حویلی میں داخل ہوئی ہوگی...

جو میں دیکھ رہی تھی اسی میں میں فریال کو تصور کر رہی تھی...

پھر میری توقع کے برعکس ہم حویلی کے اندر بنے ہوئے ملازموں کے quarters میں گئے..

میں وہاں اتری تو وہاں کے ملازموں کی آنکھوں میں بھی میں اپنے لیے نفرت دیکھ سکتی تھی انہی ملازموں کے quarters سے گزر کر ہم ایک کونے میں گئے جہاں ایک چھوٹا سا کمرہ تھا...

جب میں اس کمرے کے اندر داخل ہوئی تب سامنے ایک پرانی چارپائی ایک کرسی اور پانی کے لیے ایک مٹکا اور مٹی سے بنا ہوا پانی والا برتن پڑا ہوا تھا...

حمید ملک نے میری طرف دیکھا اور کہا...

"یہ نہ سمجھنا کہ تمہاری شادی مجھ سے ہوئی ہے تو تم اس حویلی کی ملکہ ہو...

ملک خاندان کے مرد اب اتنے بھی بے غیرت نہیں کہ اپنے دشمنوں کی عورتوں کو اپنے گھروں

میں شہزادیوں کی طرح رکھیں...''

میں نے اس کی آنکھوں میں دیکھا تو مجھے نفرت غصہ اور...طیش نظر آیا...

اس بات کا تو مجھے اندازہ تھا کہ وہ مجھے کبھی رانی کی طرح نہیں رکھیں گے...

اس لیے میں چپ چاپ اسی کمرے میں اپنا سامان رکھنے لگی اور پھر چارپائی پر بیٹھ گئی...

جب رات ہونے لگی...میں اسی طرح دلہن کے لباس میں اسی کمرے میں بیٹھی ہوئی تھی...

وہ کمرہ ساری حویلی سے بہت دور تھا، یہاں تک کہ ملازم کی رہنے کی جگہ سے بھی دور...

تھوڑی دیر بعد دروازے پر knock ہوا..

میں اٹھی اور دروازہ کھولا...

دیکھا کہ حمید ملک نشے کے اثر کی وجہ سے جھول رہے ہیں...

وہ اندر آیا...

اس کی آنکھوں میں وہی نفرت تھی...

بلکہ وہ اس سے بھی کئی زیادہ بڑھ گئی تھی...

''تمہارا جو میں حشر کروں گا وہ پوری دنیا کے لیے عبرت ہوگا، اور اس کے بعد پھر کوئی ملک خاندان کے کسی فرد پر بھی انگلی نہ اٹھائے گا...''

اس نے مجھے بالوں سے پکڑ کر چارپائی پر پھینک دیا...

مجھے پوری دنیا گھومتی ہوئی نظر آ رہی تھی...

میرا سر بہت زور سے لگا تھا...

لیکن میں نے خود کو ہوش میں لانے کی کوشش کی...

◈.....◈.....◈

اگلے دن

وہ رات میرے خیالات سے کئی زیادہ بدتر گزری...

اس رات کے بعد والی صبح مجھے اپنا آپ غلیظ لگ رہا تھا...

اس رات مجھے پتہ چلا تھا کہ بدلہ کیا ہوتا ہے نفرت کیا ہوتی ہے۔اس نے جو میرے ساتھ کیا اس نے یہ ثابت کر دیا کہ وہ ایک دشمن ہے...

میرا دماغ سن ہو گیا تھا...

میں جب باہر آئی میرے بال بکھرے ہوئے...میرے جسم کے ہر پور میں درد کی لہریں تھیں...

اس رات میں ایک دلہن نہیں تھی بلکہ میں ایک جسم تھی جس کو استعمال کیا گیا تھا....

اور میرے سرخ رنگ کے کپڑے میرے جسم سے نکلتے ہوئے خون کو چھپا رہے تھے...

میں باہر گئی تو سارے لوگ مجھ سے ڈر کر بھاگ رہے تھے کچھ لوگ مجھے نفرت کی نگاہوں سے دیکھ رہے تھے مجھے دشمنوں کے خاندان کا سمجھ کر یہ بھول گئے تھے کہ میں ایک انسان بھی ہوں...

میرا یہ حال دیکھ کر کسی کو ترس نہیں آیا...

میں واپس اندر آئی اور رونے لگی..

اپنے جسم پر زخموں کو دیکھ کر..

میں خوب روئی..

"اے میرے خدا!!

آپ نے تو مردوں کو عورتوں کا محافظ بنایا ہے نا!!!!!

اللہ مجھے صبر دینا..."

میں تھوڑی دیر بعد اٹھ کر منہ ہاتھ دھونے لگی... مجھے بہت بھوک لگی تھی... مجھے پیاس لگی تھی... میرے پاس کچھ بھی نہیں تھا... کچھ دیر بعد وہ شخص میرے سامنے آیا... جو میرے لیے ایک درندہ ہے... اس نے میرے سامنے کھانا رکھا.. اور کہنے لگا.. "تمہیں بہت کچھ سہنے کے لیے ابھی زندہ رہنا ہوگا... اس لیے یہ کھانا کھالو..."

اور کیا کرتی میں... میں کھانا کھانے لگی... اور سوچنے لگی کہ یہ تو شروعات ہے... نہ جانے آگے کیا ہوگا...

چار ماہ بعد

یہاں دن رات مجھے مارا جارہا تھا زخم بھرنے لگتے تو نئے آجاتے...

مگر آج اس نے کچھ نیا کرنا تھا... اس نے مجھے پہلے ملازموں سے تیار کروایا...

پھر میرے سامنے کچھ نیا لباس رکھا اور کہا اس کو پہن لو...

میں نے انکار کر دیا...

اس نے دوبارہ وہی اپنا ظلم و ستم شروع کیا اور آخر مجھے وہ کرنا پڑا جب وہ کرانا چاہتا تھا...

تھوڑی دیر بعد وہ مجھے مردوں کی محفل میں لے گیا...

اور کہا کہ تم یہاں رقص کرو گی...

میں اس کی طرف دیکھنے لگی اور نفی میں سر ہلانے لگی...

میں اس کے سامنے رونے لگی گڑگڑانے لگی لیکن اس نے میری ایک نہ سنی...

اور میں پھر سے ہار گئی تھی...

اس کے بعد میں ناچاہتے ہوئے بھی ان مردوں کے سامنے رقص کرنے لگی...

ان کی قہقہے میرے کانوں کو سن کر رہے تھے...

اتنے میں حمید ملک نے اپنے ظلم کی انتہا کی...
میدان میں شیشے کی گلاس توڑ کر مجھے کہا کہ اب تم یہاں رقص کرو...
ہر قدم پر ایک نیا زخم مل رہا تھا مجھے...
اور وہ زخم میری روح تک اتر رہا تھا...
جسم کے زخم تو بھر جاتے ہیں لیکن جو نشان روح پر رہ جائیں ان کا کیا؟؟؟
جب میں نے زمین کی طرف دیکھا...
تو وہ ساری میرے خون سے رنگ گئی تھی...
وہ میرے زخموں کو دیکھ کر اور بھی لطف اندوز ہو رہے تھے، اور حمید ملک کو داد دے رہے تھے...

تھوڑی دیر بعد مجھے ایسا لگا جیسے میرے جسم میں طاقت ہی باقی نہیں...
اور میری آنکھوں کے سامنے اندھیرا چھانے لگا... مجھے ان کی آوازیں اب سنائی نہیں دے رہی تھیں... میرے سر میں درد محسوس ہوا اور میں ہوش میں آئی... تو دیکھا کہ حمید مجھے بالوں سے کھینچ کر میرے کمرے تک لے کر جا رہا ہے... جب میں کمرے تک پہنچی... تو میرے سر میں بہت درد ہو رہا تھا میرے زخم جل رہے تھے... اور میرے پاؤں سن ہو گئے تھے، اور میں پھر سے اندھیروں میں ڈوب گئی تھی۔

جب صبح میری آنکھ کھلی تو میں ہسپتال میں تھی... اور نرس مجھ سے کہنے لگی...
"آپ ماں بننے والی ہیں..."
اس برے وقت میں وہ آواز میرے لیے سکون دینے والی تھی... میں اب ماں بننے والی تھی اور مجھے اب اپنے بچے کو بھی بچانا تھا۔ میں نے اس سے پوچھا مجھے لے کر کون آیا تھا... وہ کہنے لگی کہ آپ کے شوہر...
شوہر کے نام سے ہی مجھے نفرت ہو گئی تھی... میں نے کہا کہ ان کو پتہ ہے کہ میں ماں بننے والی

ہوں تو وہ کہنے لگی۔

''ہاں ہم نے ان کو بتا دیا...

''یہ اولاد صرف میری ہوگی... میں اس شخص کو باپ بننے کے لائق نہیں سمجھتی...

وہ مجھے اسی کمرے میں چھوڑ کر گیا لیکن جب دروازے سے باہر جا رہا تھا تو کہنے لگا کہ یہ جو بچہ اس دنیا میں آنے والا ہے اس کی وجہ سے میں تم پر اور ظلم نہیں کروں گا...

جب تک یہ بچہ اس دنیا میں نہیں آتا تب تک تمہاری سزا میں روک دوں گا...

اس کے جانے کے بعد میں سوچنے لگی کہ جس بچے سے تم اتنی محبت کرتے ہو کہ تم مجھ پر ترس کھا رہے ہو تو اس بچے کو دیکھو گے نہیں۔ تب ہی فیصلہ کر لیا تھا کہ اس بچے کو میں اس دنیا میں لاؤں گی لیکن اس حویلی میں کبھی بھی نہیں...

تھوڑی دیر بعد کسی نے دروازہ کھٹکھٹایا جب دروازہ کھولا تو دیکھا سامنے ایک جوان لڑکی کھڑی تھی...

مجھ سے کہنے لگی کہ میری ایک بہن آپ کی دوست سعیدہ باجی کے گھر میں کام کرتی ہے اور انہوں نے آپ کے لیے یہ پیغام بھیجا ہے کہ اگر آپ کو کسی چیز کی ضرورت ہو تو آپ مجھے بتا سکتی ہیں...

اور تبھی میں نے فیصلہ کیا کہ جب یہ بچہ اس دنیا میں آئے گا تو میں اس کو سعیدہ کے سپرد کروں گی تاکہ یہ بچہ محفوظ رہے...

میں نے اس سے کہا...

''سعیدہ کو یہ پیغام پہنچاؤ... کہ اس کی دوست ماں بننے والی ہے...

اور یہ بھی کہو حویلی میں میرا کوئی پوچھنے والا آیا تھا؟؟؟ (پھر بھی وہی انتظار)

(آٹھ ماہ بعد)

تمہیں پتہ ہے لالی... جب سے مجھے ڈاکٹرز نے بتایا ہے میری بیٹی ہوگی... تب سے میں

اپنے رب کا بہت شکر ادا کر رہی ہوں... کیونکہ تم میری دعا ہو... میں بچپن سے تمہارے لیے دعائیں کرتی آئی ہوں...

اور مجھے ایسا لگ رہا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے میری دعا قبول کر لی ہے، تم میرے اندر ہو یہ احساس ہی مجھے سکون دیتا ہے میں بھول گئی ہوں کہ میں ایک ایسی جگہ پر ہوں جو جہنم سے بھی بدتر ہے... لیکن تمہارے وجود کا احساس مجھے زندہ رکھ رہا ہے... میری زندگی کا مقصد اب تم ہی ہو... میں نے تمہارے خواب دیکھے تمہارے ساتھ بہت کچھ کرنا ہے... مگر میں تمہیں یہاں نہیں رکھ پاؤں گی... اپنے ساتھ نہیں رکھ پاؤں گی... لیکن تم جہاں بھی ہوگی کم از کم تمہیں ایک اچھی زندگی ملے گی... جہاں تمہیں محبت ملے گی... آزادی بھی ملے گی...''

◈ ..... ◈ ..... ◈

(لالی کی پیدائش)

میں اپنے کمرے میں آئی... مجھے اپنا جسم بھاری محسوس ہو رہا تھا... اور ایک اچانک درد کی ایک لہر اٹھی...

میں ملازموں کو بلانے لگی... شبنم میری طرف دوڑ کر آئی...

میں نے اس سے کہا کہ سعیدہ سے کہو کہ وہ ہسپتال آ جائے...

شبنم نے اثبات میں سر ہلایا...

اس نے حمید ملک کو خبر کی اور پھر وہ مجھے ہسپتال لے کر گئے...

بہت درد برداشت کرنے کے بعد کا یہ درد میرے لیے کچھ بھی نہیں تھا...

میں خوشی خوشی برداشت کرنے لگی... ان درد کی لہروں میں بھی میرے دل کو سکون آ رہا تھا... تم اس دنیا میں آؤ گی یہ سوچ یہ خیال ہی مجھے خوش کر رہا تھا...

جب تم پیدا ہوئی...

تو میں اس ڈاکٹر کے سامنے رونے لگی اور کہنے لگی کہ باہر جا کر بتانا کہ بچہ مر گیا ہے...

ڈاکٹر وجہ پوچھنے لگی تو میں اسے بتانے لگی کہ اگر یہ بچی اس گھر میں گئی تو یہ کبھی زندگی نہیں جی پائے گی...

اس کی منتیں کرتی رہی، اور آخر میں وہ مان گئی...

میں نے اس سے کہا...

''اس بچے کو لینے کے لیے میری ایک دوست آئے گی...آپ پلیز اس بچے کو ان کے حوالے کر دینا...

ڈاکٹر صاحبہ نے باہر جا کر میرے بچے کی موت کی خبر سب کو سنائی...

پھر میں نے ڈاکٹر سے کہا کہ مجھے اپنے بچے کو آخری بار گود میں اٹھانے دیں...

''میں نے تمہیں اٹھایا...اور اپنے قریب کیا...تمہیں چومنے لگی...تم میری بیٹی ہو لالی...کاش میں تمہیں خود سے دور نہ کرتی...جب ہم ہسپتال سے باہر نکل رہے تھے تب میں نے سعیدہ کو دیکھا...

ہم مسکرانے لگے...وہ میرے قریب آئی اور کہنے لگی...

''تمہارے بچے کو میں یہ ضرور بتاؤں گی کہ اس کی ماں کون ہے؟؟''

یہ سن کر میری آنکھوں میں آنسو آ گئے...

میں نے اسے گلے لگایا، اور کہنے لگی۔اس کا نام فریال رکھنا...اور اس کو پیار سے لالی بلانا...

تھوڑی دیر بعد ہم روانہ ہو گئے...میری زندگی دوبارہ سے اُسی طرح ہو گئی...وہ ذرا سا بھی نہیں بدلا تھا...اس کے اندر انتقام کی آگ ابھی تک بھڑک رہی تھی...اور میرے اندر سکون سا تھا...میرا دنیا کی ہر چیز سے دل بھر گیا تھا میں بہت تھک گئی تھی...اگر موت کی دعا کرنا جائز ہوتا تو میں کب کی مانگ چکی ہوتی...میں ہر وقت اپنے رب سے دعائیں مانگتی رہی...کہ مجھے اپنے پیغمبر کو دیکھنا ہے...اپنے آخری رسول کو دیکھنا ہے...

کبھی کبھی میں اپنے رب سے شکوہ کرنے لگتی...کہ پتہ نہیں میری قسمت کیوں ایسی ہے جن

سے میں محبت کرتی ہوں... وہ مجھے چھوڑ کر چلے جاتے ہیں... اور میں آخر میں اکیلی رہ جاتی ہوں...

بہت کچھ ہے دل میں مگر زبان پر نہیں آسکتا...

اگر آجائے تو یہ پوری دنیا جل جائے گی...

میرے ہونٹ ایسے بند، میرے آنکھیں اسی خشک جیسے کبھی بہار نہیں دیکھی،، جیسے کوئی اجڑا ہوا گھر ہو، جیسے کوئی اندھیری رات ہو یا کوئی ایسی خبر ہو جو دنیا سے جانے کی ہو...

اور اس دنیا سے بیزاری کی ہو...

میں نے ابھی تک اپنی اخرت کے لیے کچھ بھی نہیں کمایا...

میں اپنے رب کے سامنے خالی ہاتھ نہیں جاسکتی، ڈر لگتا ہے مجھے اپنی رب کی ناراضگی سے...

اپنے پیارے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مایوسی سے...

میں نے سب کے بغیر رہنا سیکھ لیا، لیکن اپنی مرضی سے نہیں سیکھا لوگوں نے بچھڑ کر سکھایا مجھے...

آج سے کئی سال پہلے مجھے اکیلے رونے سے ڈر لگتا تھا اور ابھی میں اکیلے اپنے زخم سی رہی ہوتی ہوں...

میں بہت بدل گئی ہوں لیکن میرے دل کا ایک حصہ آج بھی اسی لڑکی کا ہے جس نے محبت پہ یقین کیا تھا...

جو شاعری لکھتی تھی...

جو کتابوں کی دنیا میں رہتی تھی...

آج اسے حقیقت کو تسلیم کرنا زہر پینے کے مترادف لگ رہا ہے...

میرے دل کا ایک حصہ آج بھی میرے بڑے ابا کے نام ہے... وہ آج بھی میرے دل میں بستے ہیں وہ آج بھی میرے خیالوں میں ہیں مجھے ان کی بہت یاد آتی ہے میں ہمیشہ اپنے رب سے دعا کرتی ہوں کہ اللہ انہیں خوش رکھے...

میں وہ لڑکی جو اللہ کے بہت قریب آ گئی تھی اب بہت دور آ گئی ہوں لیکن.....

اے میرے خدا... میں وہ ہوں جو آپ کو اپنا رب مانتی ہے... میں وہ ہوں جو آپ کے ایک دیدار کے لیے ساری رات رویا کرتی تھی، ہر رات آپ سے دعا کرتی کہ وہ آپ کو دیکھ لیں...

اپنے محبوب رب سے ملنے کے لیے ہر رات مرنے کی دعائیں کرتی... جس کو موت سے ڈر نہیں لگتا تھا... جس کو نہ قبر کا خوف نہ اندھیرے کا خیال... بس اپنے رب کا دیدار نظر آتا ہے... میں وہ جو آپ سے اپنے ہر بات شیئر کرتی ہیں... میں وہ ہوں آپ کے لیے دنیا جوڑنے کے لیے تیار ہے... ہے ہوں جو آپ کے ساتھ سب سے بلند آخری آسمان پر بیٹھ کر بات کرنے کی تمنائیں کرتی تھی... میں وہ ہوں جو آپ کے روبرو ہو کر آپ کو سجدہ کرنا چاہتی تھی...

اور آپ...

اور آپ وہ ہیں جو میرے سارے خطوط پڑھتے ہیں...

آپ وہ ہیں جو مجھے دل کے رازوں کو جانتے ہیں... آپ وہ ہے جو مجھے ہمیشہ معاف کرتے ہیں...

آپ وہ ہیں جو مجھ سے محبت کرتے ہیں... اے میرے خدا مجھے معاف کرنا... مجھے خود کے حوالے مت کرنا...)

◈.....◈.....◈

اے میرے خدایا...

نہ جانے شہریار کہاں ہے؟؟

میں نے اس کے وعدے کا انتظار کیا تھا...

میں نے اپنی محبت کی صداقت اس دن دکھا دی تھی...

اے میرے رب گواہ رہنا...

اب ملک خاندان کی حویلی میں ایک معمولی سی ملازمہ ہوں...

مگر مجھے آج بھی ملازموں سے بھی کم تر دیکھا جاتا ہے...

حویلی میں صفائی کر رہی تھی... جب آئینے کے سامنے دیکھا.. تو میں خود کو ہی پہچان نہیں پائی... کتنا عرصہ ہوا تھا مجھے اپنے آپ کو دیکھے...

جن آنکھوں میں پہلے خوشیاں اور شرارتیں ہوا کرتی تھیں جن آنکھوں کی دنیا پہلے خوشیوں سے بھری اور محبت سے بھرپور تھیں...

کتنا درد ہوتا ہے جب اب ان آنکھوں میں اب کچھ بھی نہیں ہے...

ان آنکھوں میں نہ کوئی خوشی ہے...

اور نہ ہی کوئی زندگی...

خود کو آئینے میں دیکھ کر مجھے اپنا بچپن یاد آیا...

کب جب میں بہت معصوم ہوا کرتی تھی...

اور اب زندگی نے مجھ سے وہ معصومیت چھین لی ہے...

میں اس آئینے میں گم ہو گئی تھی...

اور پھر شبنم آئی اور کہنے لگی

"سارا باجی...

آپ کی آنکھیں بہت پیاری ہیں...

میں زخمی سا مسکرائی!

اب جب کوئی میری آنکھوں کی کوئی تعریف کرتا ہے تو مجھے وہ شخص یاد آجاتا ہے اسے میری آنکھیں اتنی پسند تھیں کہ وہ ان میں دیکھ بھی نہیں پاتا تھا...

اس نے میری آنکھوں کو بہت خاص بنایا تھا...

◈.....◈.....◈

میری پیاری بیٹی لالی...

میری یہ ڈائری تمہارے سامنے میری زندگی کو کھول تمہیں ہر صفحے پہ میرے ٹوٹے ہوئے دل کے ثبوت دیں گی...

اب یہاں رہ کر روز روز کے ظلم کی عادت ہوگئی ہے مجھے...اب درد نہ ہو تو حیرت ہوتی ہے...

پورے پانچ سال ہو گئے ہیں...مگر وہ شخص...اس کا کوئی پتہ نہیں چلا...میں آج بھی نا امیدی سے اس کا انتظار کر رہی ہوں...کہ کسی دن وہ آئے گا...میری زندگی کو بدلنے کے لیے نہیں...کیونکہ میری زندگی کو بدلنے کا وقت گزر چکا ہے...

پہلے مجھے اس کا دیر سے آنا دھوکہ لگتا تھا اور اب ایک حادثہ سا لگتا ہے...

مجھے ایسا لگتا ہے جیسے وہ نہیں ہے میرا دل گھبرانے لگتا ہے...

مجھے لگتا ہے کہ وہ زندگی اور موت کے بیچ کہیں کھو گیا ہے...

میں ہمیشہ اس کے تحفظ کی دعائیں مانگتی ہوں...

میں بس اس سے یہ کہنا چاہتی ہوں کہ کیا یہ محبت صرف میں ہی نبھا رہی ہوں...

میں اس سے کوئی شکوہ نہیں کروں گی اسے طرف دیکھنا چاہتی ہوں...

ان سیاہ رنگ کی گہری آنکھوں کو دیکھنا چاہتی ہوں....

میں بہت تھک گئی ہوں...مجھے اپنا آپ بہت بے کار سا لگتا ہے...

وہ لڑکی جو نا بیوی بن سکی...

نہ ماں بن سکی...

نہ کسی کی بیٹی بن سکی اور نہ ہی بہن...

کیا زندگی ہوگی ایسی لڑکی کی جس کو کوئی بھی رشتہ نہیں ملا...

پر میں نے خود کو راضی کر لیا ہے...

اپنے رب کے فیصلوں پر...

◈.....◈.....◈

دو سال ہو گئے میں نے تمہارا چہرہ تک نہیں دیکھا لالی...
ایک ماں کی ممتا اپنے بچے کے بغیر تڑپ رہی ہوتی ہے
ہر رات مجھے یہ بے چینی ہوتی کہ ایسا نہ ہو کہ تمہیں بھوک لگی ہو اور تمہیں کوئی دودھ پلانے والا نہ ہو...
اور میں خود کو پھر یہ دلاسہ دیتی تھی کہ میری دوست تمہارا بہت اچھے سے خیال رکھ رہی ہو گی...
حمید ملک شہر سے باہر کسی کام کے لیے جانے والا تھا...
میں نے ملازموں کے quarters کا جائزہ لیا...
اور دیکھا کہ باہر کتنے چوکیدار کھڑے ہیں...
میرے مشاہدے کے مطابق باہر صرف دو چوکیداروں کا پہرہ تھا...
جب حمید ملک شہر سے باہر چلا گیا...
تو میں نے عصر کے وقت...
جب چوکیداروں کو چھٹی دی گئی۔
تو میں نے ملازمہ سے چائے لی اور ان سے کہا کہ یہ میں خود لے جاؤں گی...
چوکیداروں والی جگہ میرے کمرے کے قریب تھی اس لیے وہ ملازمہ سے مان گئی...
ملازموں سے مجھے پتہ چلا کہ حمید ملک کی واپسی رات کو ہو گی...
میں نے ملازموں کی چائے میں وہ زہر جو میری ماں نے مجھے دیا تھا ملا دیا...
جب ملازموں نے چائے پی تھوڑی دیر بعد وہ تڑپ تڑپ کر مر گئے...
اور میں اچھے کپڑے پہن کر خود کو اچھے سے ڈھانپ کر باہر آئی...
باہر آ کر مجھے آزادی کی خوشبو آئی...
میں نے شبنم سے کہا تھا کہ وہ سعیدہ کو میرا پیغام پہنچ جائے کہ عصر کے وقت گاؤں کی نہر کے کنارے لالی کو لے آئیں...

جب میں نے نہر تک پہنچی تو ایک خوبصورت سی پری وہاں بیٹھ کر میرا انتظار کر رہی تھی...
اس کے ساتھ جا کر بیٹھ گئی...
اور اس سے پوچھنے لگی...
تمہیں پتہ ہے میں کون ہوں؟؟؟
وہ مسکرانے لگی...
اور پھر معصوم سے انداز میں کہنے لگی...
''آپ میری امی ہیں...''
اس وقت مجھے اپنا آپ دنیا کا سب سے خوش نصیب انسان لگ رہا تھا...
میں نے اس سے گلے لگایا...
اور مجھے ایسا لگا جیسے کسی نے میرے دل کے زخموں پر رکھ مرہم پھیر دیا ہو...
میری روح میں سکون سا اتر گیا...
میں نے اس پیشانی کو چوما چھوما...
میں نے اس سے کہا ''آپ کو کس نے بتایا؟''
تو وہ کہنے لگی...
''نونو نے...''
میں نے اس سے کہا کہ یہ تمہیں نونو نے کہا ہے کہ میں تمہاری ماں ہوں...
تو وہ کہنے لگی...
نونو نے مجھے کہا ہے کہ میری امی ایک پری کی طرح ہیں اور وہ مجھ سے بہت پیار کرتی ہیں...اس لیے میں رات کو ہمیشہ آپ سے باتیں کرتی ہوں...کیا آپ میری باتیں سنتی ہیں؟؟؟
میرے آنکھوں میں آنسو آئے اور میں نے اثبات سر ہلایا...
وہ دو سال کی بچی بہت واضح بول رہی تھی...

''اور تمہیں پتہ ہے لالی مجھے لائبریری کا آخری شیلف کیوں پسند ہے؟؟؟''

معصوم سی لالی پوچھنے لگی...

''کیوں امی؟؟؟''

''چونکہ وہاں یادیں ہوتی ہیں بہت ساری یادیں...

آخری شیلف میں لائبریری کی سب سے زیادہ پرانی کتابوں کو رکھا جاتا ہے...

زیادہ تر ان کتابوں کو جو لوگوں کے استعمال سے خراب ہوگئی ہوتی ہیں...

ان کتابوں کے صفحات لوگوں کی انگلیوں کی پوروں سے نرم ہو چکے ہوتے ہیں...

ان صفحات پر آنسوؤں کے نشان، Book marks اور پھولوں کے پتے بھی پڑے ہوتے ہیں..''

پھولوں کے پتوں کے بارے میں کہہ کر میں ازخمی سا مسکرائی...اور پھر میری آنکھوں کے سامنے منظر دھندلا ہوتا گیا اور وقت بہت پیچھے چلا گیا..

جب میں پہلی بار شہر کی لائبریری میں گئی تھی اور ہمیشہ کی طرح آخری شیلف ڈھونڈنے لگی...

پھر مجھے وہ شخص یاد آیا...جس نے مجھے پھول دیا تھا..

اور پرانی سارا بھی یاد آئی جس نے وہ پھول قبول کر لیا تھا...)

خیالوں میں گم میں جب ہوش میں آئی..

تب سورج غروب ہونے والا تھا...

خوبصورت منظر دیکھ کر میں زخمی سا مسکرائی...

اور سوچنے لگی...

یہ خوبصورت منظر میں نے کسی کے ساتھ دیکھنا تھا...اسی نہر کے کنارے کسی کے ساتھ وقت گزارنا تھا...

محبت کی باتیں کرتی تھی...

اور دنیا سے دور کہیں جا کر اس کے ساتھ زندگی گزارنی تھی...

دیر ہونے والی تھی اس لیے میں نے لالی کو رخصت کیا...

وقت کم ہونے کی وجہ سے میں اپنی دوست سے بھی نہ مل پائی جس نے میری بیٹی کو ماں کی طرح پالا...

جب میں چھپ کر دروازے سے اندر آ رہی تھی تو سامنے حمید ملک کھڑے تھے...

مجھے اپنی آنکھوں پر یقین نہیں رہا تھا...

مگر اس کی آنکھوں میں دیکھ کر مجھے پتہ چلا تھا کہ کیا ہونے والا ہے میرے ساتھ...

اس نے مجھے بالوں سے پکڑا اور کھینچ کر اس کمرے لے گیا...

مجھے کرسی پر بٹھا کر باندھا... اور پھر پلاس سے میرے پیروں کے سارے ناخن ایک ایک کر کے نکال رہا تھا...

میں چیخ رہی تھی...

ہر ناخن کے اترنے کے ساتھ ایک درد...

اور میرے سارے ناخن جل رہے تھے...

میرے پیروں سے خون پانی کی طرح بہہ رہا تھا...

وہ کچھ نہیں کہہ رہا تھا... اور پھر وہ وہاں سے چلا گیا...

"کہنے لگا اگلی بار اس حویلی سے باہر قدم رکھا تو واپس نہیں آ پاؤ گی..."

میں نے ان چوکیداروں کی چائے میں زہر کم مقدار میں ڈالا اس لیے انہیں جان کا کوئی خطرہ نہ ہوا...

مجھے ایک ناقابل برداشت درد نے آ گھیرا تھا...

میرے پاؤں جل رہے تھے...

ہوا کے دباؤ سے بھی مجھے جلن کا احساس ہو رہا تھا...

نا میں چل پا رہی تھی... بس اسی چارپائی پر لیٹی تھی... چارپائی پر پڑی ہوئی چادر مجھے سوئی کی طرح چبھ رہی تھی... ایسی تکلیف جو روح تک کو ہلا دے...

یہ حمید ملک کے ظلم کی آخری حد تھی...
تھوڑی دیر بعد شبنم آئی...
اس نے میری حالت دیکھ کر پہلے مجھے پانی دیا...
میرا گلا چیخ چیخ کر خشک ہو گیا تھا...
اور پھر اس نے میرے زخموں کو صاف کیا...
دنیا میں زخم دینے والے بہت ہوتے ہیں مگر زخموں پر مرہم لگانے والے بہت کم ملتے ہیں...
اللہ تعالیٰ کسی نہ کسی کو وسیلہ بنا ہی دیتا ہے...
میں اپنے رب کا شکر ادا کر رہی تھی کہ اس نے شبنم کو میرے لیے ایک وسیلہ بنایا ہے...
مجھے بہت تکلیف ہو رہی تھی...
اس نے میرے زخموں کو صاف کرنے کے بعد اس پر مرہم لگایا اور پھر اس پر پٹی باندھ دی...
میرے پیر ابھی اسی طرح جل رہے تھے لیکن میں بے بس تھی...
میں اپنے رب سے دعائیں کر رہی تھی کہ یا خدا مجھے سکون کی نیند دے دیں...
شبنم نے مجھے ایک painkiller اور ایک sleeping pill دی...
اس کے بعد میں بہت اچھی نیند سوئی...
اور تمہیں پتہ ہے لالی میں نے خواب میں اپنے رسول ﷺ کو دیکھا میں نے ان کا چہرہ تو نہیں دیکھا مگر ان کو میں نے پیچھے سے دیکھا وہ دراز قد سفید لباس پہنے ہوئے تھے ان کی موجودگی سے پورا جہاں روشن تھا ان کی پشت مبارک کو دیکھ کر میرے آنکھوں میں آنسو آ گئے لیکن پھر شاید میرا پیر چارپائی سے لگ گیا اور میں اس تکلیف سے اٹھ گئی...
لیکن آپ ﷺ کو خواب میں دیکھ کر میں بھول گئی تھی درد کو... میں نے اپنے نبی ﷺ کو دیکھا تھا... میں نے اپنے خالق کے محبوب کو دیکھا تھا... اور یہ میرے لیے بہت خوش قسمتی کی بات تھی...

◈ ..... ◈ ..... ◈

چھ ماہ بعد

میرے پیروں کے ناخن پھر سے بڑے ہو رہے تھے...

اور میرے درد میں کچھ کمی آ رہی تھی مگر کبھی کبھی حمید ملک...

میرے پیروں پر کھڑا ہو جاتا...اور میرے منہ پر ہاتھ رکھتا تھا...

اس نے مجھ سے چیخنے کا اختیار بھی چھین لیا تھا...

اس وقت مجھے ایسا لگتا ہے جیسے میں اس درد کو برداشت نہیں کر پاؤں گی...

لیکن پھر...

مجھے وہ بات یاد آتی کہ میرا رب کسی پر اس کی قوت سے زیادہ بوجھ نہیں ڈالتا...

مجھے حضرت آسیہ یاد آجاتی ہے...

مگر میں نے یہ بھی سہہ لیا...

''تمہاری نونو نے تمہیں یہ بتایا ہے کہ میں ایک پری کی طرح ہوں...

وہ سچ کہتی ہے...

میں ایک پری کی طرح ہوں...

مگر اس پری کی طرح نہیں جو نازک ہوتی ہے...

جو اپنی حفاظت خود نہیں کر سکتی...

میں وہ ہوں...

جس کے پر کاٹ دیے گئے ہیں...

مگر میں آج بھی یہ نہیں بھولی...
کہ میں آسمانوں میں پرواز کرنے والی پری ہیں...
جب میں نے تمہیں اس دن دیکھا تھا...
تمہاری آنکھیں بالکل میری طرح ہیں...
بھورے رنگ کی...
جب میں نے ان میں دیکھا...
تو مجھے ایسا لگا جیسے میں خود کو دیکھ رہی ہوں...
مگر میں آزاد ہوں۔
اور تمہارے بال حمید ملک کے بالوں کی طرح ہیں...بھورے گھنگھریالے بال...
مگر وہ تم پر بہت خوبصورت لگتے ہیں...
مگر یاد رکھنا کہ تم میری بیٹی ہو...
تم بڑی ہو کر اپنے خوابوں کو پورا کرنا...
اور میرا خواب یہی ہے...
آزادی کے ساتھ رہنا...
تمہیں لگتا ہوگا...
کہ میری زندگی میں تو کوئی خوشی ہی نہیں آئی...
لیکن میں تمہیں بتاؤں تو میرے ساری دعائیں قبول ہوگئی ہیں...
میں نے اپنے رب سے آزادی مانگی...
تو اس نے میری روح کو آزادی دی...
میرا جسم بھلے ہی قید ہو...
لیکن میری روح مطمئن ہے...

اور میں اپنے رب کے قریب ہوگئی...

میں نے اپنے رب سے دنیا کا سب سے اعلیٰ درجہ مانگا...

میرے رب نے مجھے ماں بنا دیا...

میں نے اپنے رب سے اپنا آپ مانگ لیا اور میرے ارب نے مجھے تم سے نوازا...

میں نے اپنے رب سے صبر مانگا...

اور میرے رب نے مجھے مشکلات دے دیں...

میں نے اپنے رب سے آخرت مانگی...

اور میرے رب نے مجھ سے دنیا چھین لی...

اگر دیکھو تو جب میری دنیا چھن گئی تو میں نے آخرت کو پالیا، جب میں نے مشکلات برداشت کیں تو مجھ میں صبر آ گیا، جب میں نے اپنے رب سے محبت کی تو میں آزاد ہوگئی، جب میں نے تمہیں دیکھا تو میں دنیا کی سب سے خوش قسمت عورت بن گئی...

میرے رب نے میری ساری دعائیں قبول کی ہیں...

مجھے لگا تھا میں حمید ملک کو بدل دوں گی... جب تک تم میرے پیٹ میں تھی تب میں نے بہت کوشش کی تھی... اس کا ہر کام کرتی... مگر وہ نہیں بدلا... پتہ نہیں کیوں مجھے ایک ویران اور بنجر زمین سے سرسبز باغات اور رنگ برنگے پھولوں کی توقع تھی... میں بھول گئی تھی... کہ اس بنجر زمین کو پانی کی نہیں میرے خون کی ضرورت ہے... کبھی بارش ہوتی ہے تو مجھے وہ یاد آتا ہے... کبھی کوئی میری آنکھوں کی تعریف کرتا ہے تو اس کی نظروں کی تپش یاد آجاتی ہے... کبھی کہیں گھڑی کو دیکھتی ہوں تو اس کی سرمئی رنگ کی گھڑی یاد آجاتی ہے...

”تیرے دیدار کی چھوڑی نہیں امید کبھی

ہم نے جینے کے واسطے ہی انتظار کیا...“

اتنے سالوں بعد بھی میں نے اس کے دیدار کی امید نہیں چھوڑی... کسی دن ناامید ہوگئی تو مر

جاؤں گی... میری پیاری بیٹی لالی...

کبھی شاعری پڑھو.. تو اس کے شاعر کو بھی پڑھ لیا کرو... جس کے درد نے ان لفظوں کو شاعری بنایا ہوتا ہے...

اولیکو کتاب پ٪ خپل غمونو ما..

اوخلقو وایي شاعري دی دیر٪ خه لکي...

مجھے شاعری لکھنے کا بہت شوق ہے.. میرا خواب تھا کہ میں ایک شاعرہ بنوں...

ایک مصنفہ بنوں..

لیکن وہ پورا نہیں ہوا..

کیا کریں..

دنیا میں ہر خواہش پوری نہیں ہوتی..

اور انسان کے اندر بھی خواہشات بے انتہا ہوتی ہیں...

اور وہ آج بھی میرے اندر ایک ادھوری خواہش کی طرح موجود ہے...

اور میری پہلی اور آخری محبت ہے...

ہائے!!

میری ادھوری محبت...

ہر بار اس دل کی مان کر

ہر جھوٹ کو سچ جان کر

ہر لمحہ جیا اس آس پر

ہر سختی خوشی سے کاٹ کر

اب بیٹھے بیٹھے سوچو تو...

ایک عرصہ ہوا ہے بچھڑے ہوئے

کچھ باتیں تم سے کہنی تھی
کچھ وعدے تم سے کرنے تھے
کچھ سننا تھا تیرے لفظوں میں
کچھ دیکھنا تھا تیری آنکھوں

کچھ خواب سجانے تھے تیرے سنگ
ان برسوں جاگی آنکھوں میں
تیرے آنے کی امید سی ہے۔
ان نم سی خالی آنکھوں میں
کچھ ٹوٹے خوابوں کو میں نے
آنکھوں میں چھپائے رکھا ہے
کچھ گزرے حسین لمحوں کو
یادوں میں پنہاں رکھا ہے...

میں سوچوں تو، تجھے سوچتی ہوں
ان سوچوں پر تیرا پہرا ہے...
میں سوؤں تو، تمہیں دیکھتی ہوں
ان خوابوں پر تیرا پہرا ہے...
میں بولوں تو، تجھے بولتی ہوں۔
ان لفظوں پر تیرا پہرا ہے...
اب لوگوں سے میں بھول گئی...

اب لوگوں کو تم حفظ ہوئے...
وہ راتیں جو خاموش سی تھیں...
وہ راتیں اب بے چین بنیں...
تجھے بھولنے کی جو ٹھانی تھی
میری سب سے بڑی ناکامی تھی...
یہ آنکھیں جو ویران سی ہیں
تیرے آنے کی راہ تکتی ہیں
کبھی آ تو صحیح میری چوکھٹ پر
کچھ اپنا حال سنا نا تم...

کچھ میرا سن کر جانا تم...
ایک عرصہ تجھ کو چاہا ہے
ایک لمحہ جو تجھے بھولی ہوں
وہ لمحہ مجھ کو یاد نہیں
کبھی سوچا ہے تم نے، تو بتا!
کتنے دن ہیں چھ سالوں میں...
وہ ہر دن سالوں جیسا تھا...
پر کیا کرتی؟؟ میں چپ ہی رہی
چپ چاپ سب کچھ سہتی رہی...
دل کٹتا گیا پر، رو نہ سکی

اب تم ہی بتاؤ، اے جاناں!!
اور کیا کہتی میں دنیا سے؟؟

میں ایک تنہا اور ساری دنیا۔
میں تنہا سب سے لڑتی رہی
ایک بار تو جلوہ گر ہو جا۔
اور ثابت کر اس دنیا کو
میں ہار کے، تھک کر بیٹھی ہوں
میرا ساتھ تو دے! میری ڈھال تو بن۔
تیرے عشق کے سچے ہونے کی

ہر روز مقدمے لڑتی ہوں...
تیرے کیے ہوئے وعدوں پر
اب کچھ شک سا ہونے لگتا ہے...
اب تم ہی بتاؤ اے جاناں
اور کیا کہتی میں دنیا سے؟؟؟

میں اپنے کمرے میں بیٹھ کر اپنے اردگرد کی دیواروں کو دیکھ رہی تھی اور سوچ رہی تھی کہ ان دیواروں نے مجھے کتنی بار تڑپتے ہوئے دیکھا ہے، کتنی بار مجھے ٹوٹتے ہوئے دیکھا ہے، اور کتنی بار مجھے پرامید دیکھا ہے...
میں کسی سوچ میں گم ہی تھی...

جب میری نظر بھاگتی ہوئی شبنم پر پڑی..وہ میری ہی طرف آ رہی تھی...جب مجھ تک پہنچی تو اس کی سانس پھول رہی تھی..کہنے لگی...

سارا باجی!!!!وہ سعیدہ باجی کہہ رہی ہیں...کہ شہریار آ گیا ہے...

میں سانس لینا بھول گئی تھی...مجھے یقین نہیں آ رہا تھا...میں اس کی طرف بھاگی...

اس کے کندھوں کو مضبوطی سے پکڑا...اور پوچھنے لگی۔

''تمہاری باجی نے شہریار نام ہی لیا ہے نا...ہاں باجی!!یہی نام لیا ہے..''

میں نے پوچھا...

''کہاں ہے وہ...؟؟

تو وہ کہنے لگی:

''لالی لائبریری کے سامنے آپ کا انتظار کر رہا ہے...''

میں نے لالی لائبریری کے سوا اور کچھ نہیں سنا اور میں بھاگنے لگی...

میں دروازے کی طرف بھاگی...

وہاں چوکیداروں نے مجھے پکڑا...جب میں نے پیچھے دیکھا تو حمید ملک کھڑا تھا...

میں اس کی طرف بھاگی...

میں نے اس سے کہا کہ میں نے اس عرصے میں تم سے کبھی کچھ نہیں مانگا...

آج تم سے باہر جانے کی اجازت مانگ رہی ہوں...

حمید ملک نے چوکیداروں کو اشارہ کیا کہ مجھے جانے دیں...

میں اس وقت بہت حیران ہو گئی...

مگر مجھے اس سے ملنا تھا اس لیے...میں بھاگنے لگی...

چھ سالوں بعد مجھے اسے دیکھنا نصیب ہوا تھا...جب میں بھاگ رہی تھی تو میرے...ناخنوں میں بہت درد ہو رہا تھا...میرے زخم اب بھی نہیں بھرے ہوئے تھے لیکن میں اسے دیکھ کر اپنی ساری

تکالیف کو بھول گئی تھی...

اور تب بھاگتے ہوئے جب وہ شخص میری آنکھوں کے سامنے آیا...

اس کے ہاتھوں میں کچھ کاغذات سے تھے...

وہی سیاہ آنکھیں...

وہی سیاہ بال...

اس نے جو مجھے اپنی طرف آتے ہوئے دیکھا تو وہ بھی میری طرف بڑھنے لگا...

مجھے لگا جیسے میں آج بھی وہی محبت میں گرفتار لڑکی ہوں...

میں پھر سے وہی سارا بن گئی تھی جس کو محبت پر یقین تھا جو کتابوں کی محبت پر یقین رکھنے والی تھی... میں اس کی باہوں سے کچھ ہی فاصلہ دور تھی..... کہ اچانک... میرا جسم سن ہو گیا... میری آنکھوں کے سامنے اندھیرا چھا گیا... میں آنکھیں کھولنے کی کوشش کر رہی تھی... اور پھر درد اور جلن میرے سارے جسم میں زہر کی طرح پھیلنے لگا... اس وقت پہلی بار مجھے موت سے خوف آیا تھا... وہ شخص مجھے اپنی گود میں لیے مجھے گلے لگا رہا تھا اور رو رہا تھا میں بس اتنا ہی کہہ پائی تھی.. مجھے تم سے کوئی شکایت نہیں ہے.... اور یہاں میری کہانی ختم ہو گئی....

◈ ..... ◈ ..... ◈

میری پیاری بیٹی لالی... میں نونو ہوں۔ تمہاری ماں کی کہانی کو مکمل لکھنا ہے مجھے... جب سارا شہریار کی طرف بھاگ رہی تھی... پیچھے سے حمید ملک اپنی بندوق سے اسے نشانہ بنا رہا تھا... جب سارا کو گولی لگی... تب میں سارا کی طرف بھاگنے لگی.. حمید ملک کے ایک نوکر نے حمید ملک سے کہا.. یہ دو محبت کرنے والے ہیں.. ان میں سے ایک کو مار دو تو دوسرا موت سے بھی بدتر سزا پاتا ہوں.... اور تب شہریار کو سزا میں موت نہیں زندگی ملی تھی.. میں سارا کی طرف بڑھی... جو خون میں لت پت... اس کا جسم بہت ٹھنڈا... شہریار اسے گلے لگائے... وہاں بیٹھا تھا...

وہ جن آنکھوں کو دیکھنے کے لیے چھ سال تک خوار ہوا تھا آج اس نے ان آنکھوں کو دیکھا ہی نہیں... وہ آنکھیں ہمیشہ کے لیے بند ہو گئی تھیں... شہریار بالکل خاموش تھا.... وہ مر گیا تھا.... میں سارا کو لے کر اپنے گھر جا رہی تھی... مگر پیچھے سے سارا کے والد نے مجھے آواز دی... وہ سارا کو دیکھ کر وہی جم گیا.... اور میری طرف بھاگ کر آیا... وہ سارا کو چومنے لگا...

مگر اب بہت دیر ہو چکی تھی...

جب بیٹیاں جھگڑے ختم کرنے کے لیے کسی اور کے گھر جاتی ہیں تو وہاں سے ان کے جنازے ہی نکلتے ہیں...

وہ کہنے لگے کہ سارا کو حویلی لے آؤ مگر میں نے منع کر دیا میں نے کہا کہ اس حویلی سے اس کا تعلق تب ختم ہوا تھا جب آپ نے اس کو ملک خاندان کے سپرد کیا تھا...

وہ بہت چیخے... وہ بہت روئے... مگر میں چلتی گئی... شہریار میرے پیچھے آ رہا تھا... اس کی آنکھیں بہت خالی تھیں... وہ اب بھی اس صدمے سے نہیں نکل پایا تھا...

سارا کی تدفین کے بعد شہر یار چلا گیا تھا... مجھے اس کا کوئی پتہ نہیں چلا تھا... مگر اس نے مجھے یہ کہا تھا... تم فکر مت کرو... میں پہلے سارا کے لیے جیتا تھا اور اب اپنے گھر والوں کے لیے جیوں گا...

اور اس طرح سارا اور شہر یار کی کہانی... ادھوری رہ گئی تھی...

شہر یار نے جو خطوط لکھے تھے... وہ وہیں سارا کے ساتھ چھوڑ گیا تھا... میں نے وہ خطوط اٹھا کر سارا کی ڈائری میں رکھ دیے...

تم یہ سوچ رہی ہو گی لالی... کہ شہر یار نے سارا کو دھوکہ دیا تھا مگر... دو سال بعد جب وہ یہاں آ رہا تھا...

تب اس کا ایکسیڈنٹ ہوا تھا...

اس کے سر پر گہری چوٹ کی وجہ سے تین سال تک وہ coma میں رہا...

اس نے جب مجھے یہ سب کچھ بتایا..

تو میں اس پر ٹوٹ پڑی.. کیونکہ جو سال اس نے بے ہوشی میں گزارے تھے.. وہ سال میری بہن جیسی دوست نے تڑپ تڑپ کر گزارے تھے...

پر کیا کریں... اکثر حالات انسان کو دوسرا موقع نہیں دیتے....

◈ ..... ◈ ..... ◈

شہریار کے خطوط

پہلا دیدار

جب میں ایک دن اپنی یونیورسٹی کی سنٹرل لائبریری میں گیا..
تو دیکھا کہ ایک خوبصورت سی لڑکی..
گلابی لباس میں ملبوس...
اس کے بال سارے اس کی چادر میں چھپے ہوئے تھے...
وہ اپنی کتابوں میں گم تھی...
اسے دیکھتا رہا...
میں بھول گیا تھا کہ میں کہاں ہوں...
زندگی میں پہلی بار میرے ساتھ ایسے ہوا تھا...
پھر تھوڑی دیر بعد وہ خوبصورت لڑکی میری نظروں کی تپش کو محسوس کرنے لگی اور بے چین سی ہو گئی...
وہ ادھر ادھر دیکھنے لگی...
لیکن میں جا چکا تھا...

دوسرا دیدار

جب میں نے ان آنکھوں میں پہلی مرتبہ دیکھا....

ان گہری بھوری رنگ کی آنکھوں کو...
ان خوبصورت بھورے رنگ کے بالوں کو...
جو دھوپ میں سنہرے دکھائی دیتے...
اور وہ کسی سنہری پری کی طرح اس دھوپ میں چمکنے لگتی...
میں ان آنکھوں میں دیکھ نہیں پایا تھا...
کیونکہ مجھے یہ خدشہ تھا کہ ایسا نہ ہو خوبصورت آنکھیں مجھ سے میری بات بھلا دیں...
وہ ایسی لڑکی نہیں تھی جس کو شاعری کی ضرورت ہو
وہ خود ہی شاعری تھی...

اس کے آنے سے پہلے مجھے خاموشی پسند تھی...
مجھے زیادہ شور تنگ کرنے لگتا تھا...
میرے اردگرد لوگوں کا ہجوم اچھا نہیں لگتا تھا...
مگر اس کے آنے کے بعد...
اس کے وجود کے شور کی عادت ہو گئی مجھے...
اس کی غیر موجودگی کی خاموشی مجھے تنگ کر رہی تھی....
اس کی آنکھوں کی دنیا آباد دیکھ کر میں خوش ہوتا تھا...
میں اسے خاموشی سے دیکھتا...

کیسے کروں اس سے اظہار محبت
اس کی آنکھیں ہی سب بھلا دیتی ہیں

میں اس کا دوست بھی بن گیا تھا اور اس کا محافظ بھی.. میں سائے کی طرح سے اس کا پیچھا کرتا...

اسے ایک بار دیکھنے کے لیے...

ہر وقت لائبریری میں حاضر ہوتا...

کوئی تو بات انوکھی ہے اس میں
ورنہ کون خوار ہوتا ہے فقط ایک دید کے لیے

میں شاعر تو نہیں..

پر اپنی محبت میں شاعر بن گیا ہوں...

خط 3

کله چې په تا باندې مین شمه
خپلو سره تا لره په جنګ شمه

کله چې ته وخاندې او وګورې
خپله بادشاهي پریږدم، ملنګ شمه

کله چې په سترګو کې مې ونغاړې

اسوخم په نور دستا، تورغر شمه

کله چې مخ واړوي زمانه ته
ذره مي په ژراشي ،سمندر شمه

خپل مي يو جانان دی ټول جهان کې بس
زه کو د هغه نه شمه ، نو څه شمه؟

خط4

تیرے جانے کے بعد مان لیا ہم نے
سارا شور تو تیرے وجود کا تھا

تمہارے جانے کے بعد زندگی ویران سی ہوگئی....
تم اس شہر کو چھوڑ کر چلی گئی اور میں اسی شہر میں رہ گیا جہاں ہماری یادیں تھیں....
میں کبھی دوبارہ اسی لائبریری نہیں جا پایا...
وہاں ہر طرف تمہاری یادیں ہیں....زندگی تمہارے بغیر حقیر بن گئی تھی...

نہ کرتے ہم اس کے ایک دیدار کی تمنا
پر زندگی اس کے بنا حقیر بن گئی تھی

تمہارے جانے کے بعد میری زندگی پھر سے سفید ہوگئی تھی...
اس میں کوئی رنگ نہیں تھا...

خط5

یہ باغ جو ویران ہے
سارا جہاں حیران ہے
بادصبا بھی تھم گئی۔
جگنو بہت سہم گئے
ایک بات سارے چمن کو
یوں بے قرار کر گئی
ایک پھول ہی بہار کو
کیسے خزاں کر گئی...

وہ خزاں کے پتوں کی طرح جو بہت تکالیف سے گزر کر بھی خوبصورت لگتے ہیں...
جن کے زخم ہی ان کی خوبصورتی ہی کی نشانی ہوتے ہیں...
وہ اس مدھم بارش کی مانند ہے جس میں ٹھہراؤ ہوتا ہے...
جو ساری رات برستی ہے مگر دنیا بے خبر ہوتی ہے...
وہ اسی بارش کی طرح اپنے تکالیف کو چھپا کر رکھتی ہے...
وہ دریا کے لہروں کی طرح ہیں...
جو کشتی کے ساتھ وفاداری نبھاتی ہے مگر دریا کا ساتھ بھی نہیں چھوڑتی...
میں جب تم سے ملا تو میں چاہتا تھا...
کہ تم مجھے وہ سب کچھ بتاؤ جو تم محسوس کرتی ہو...
میں تمہارے ساتھ ہزاروں زندگیاں گزارنے کے لیے تیار تھا اور ہم جو اس زمانے سے تعلق

نہیں رکھتے...

جو اس دنیا کے لوگوں سے مختلف ہیں...

اس دنیا سے کہیں دور جا کر رہتے... جہاں کبھی تم شاعری بنتی، تو کبھی میں...

اور اگر تم میری زندگی میں رنگ بھرتی تو مجھے کبھی کالے رنگ سے محبت نہ ہوتی...

اور اگر مجھ سے دن رات باتیں کرتی...

تو مجھے کبھی خاموشی پسند نہ ہوتی اور میں آسمانوں کی طرف دیکھ کر کہتا...

میری دعائیں قبول ہوئی ہیں...

لالی نے جب کتاب بند کی...

تو اسے اندازہ ہوا کہ اس کے ماں نے کبھی اسے چھوڑا نہیں تھا...

اس کی ماں نے تو تب بھی اسے یاد رکھا جب وہ پیدا بھی نہیں ہوئی تھی...

وہ بہت زیادہ رونے لگی...

ہاشم نے اسے رونے سے نہیں روکا...

آج اس نے اپنی ماں کی موت کا وقت پڑھا تھا...

آج اس نے اپنی ماں کو جانا تھا...

وہ خوب روئی... اور پھر جب باہر آئی...

تب صبح کی اذانیں ہو رہی تھیں...

وہ ساری رات اس ڈائری میں اتنی گم تھی کہ اسے وقت کا اندازہ بھی نہیں ہوا...

زندگی کے اتنے سالوں میں وہ اپنی ماں کو خطوط لکھ رہی تھی...

آج اپنی ماں کا جواب پڑھا تھا اس نے...

آج اپنی ماں کو اصل معنوں میں جانا تھا اس نے...

آج اسے اپنی ماں سے کوئی شکایت نہیں تھی...

وہ جب لائبریری سے تھوڑی سی دوری پر گئی تو وہاں ایک پھولوں کا باغ تھا...

صرف سرخ پھولوں کا...

وہ اس باغ میں داخل ہوئی...

اندر ایک قبر تھی جس کے کتبے پر سارا بتول لکھا تھا...

عام طور پر عورتوں کی قبروں کے کتبوں پر اس کے شوہر کا نام لکھا جاتا ہے اور ساتھ زوجہ لگایا جاتا ہے...

لیکن سارا بتول کی قبر پر اسی کا نام لکھا گیا تھا...

اس کا اپنے شوہر سے کوئی تعلق نہیں تھا...

لالی اس قبر کے قریب جا کر گری...

جہاں ارد گرد صرف سرخ پھول تھے...

وہ بے اختیار رونے لگی...

امی!!!!!!!!!

لالی اور رونے لگی...

جانے والے واپس نہیں آتے...

یہ سب سے کڑوا سچ ہوتا ہے...

آج سے پہلے وہ اپنی اس ماں کے لیے روتی تھی جس کو انہوں نے صرف ایک ہی بار دیکھا تھا...

لیکن آج وہ اس ماں کے پیچھے رو رہی ہے...

اس کی زندگی کو جی کر آئی ہو...

اس کی ماں کی ہر بات سچ تھی...

لائبریری کے آخری شیلف میں وہ لوگ ہوتے ہیں جو بظاہر تو اس دنیا میں موجود نہیں ہوتے،

لیکن اگر تم انہیں کتابوں کی دنیا میں دیکھو تو وہ تمہیں سامنے چلتے پھرتے نظر آئیں گے...

ہاشم لالی کی ماں کی کہانی پڑھ کر بہت حیران ہوا...

مگر وہ شہریار کے بارے میں سوچ رہا تھا...

کیا شہریار اب بھی زندہ ہے؟

کیا آج بھی وہ جدائی کی سزا کاٹ رہا ہوں؟

کچھ لوگوں کا مل جانا ان کی قسمت میں نہیں ہوتا...

انسان بہت بے بس ہے...

تھوڑی دیر بعد ہاشم آگے بڑھا...

"لالی!!!!!"

آج ہاشم اسے لالی کے نام سے پکار رہا تھا...

کیونکہ پری کے لیے تو اس نے 12 سال انتظار کیا تھا مگر سارا کا کیا؟؟؟

وہ تو پیدائش سے پہلے ہی لالی کا انتظار کر رہی تھی...

ہاشم کو لالی کے حسن سے محبت ہوئی تھی...

لالی کے کردار سے محبت ہوئی تھی...

مگر

سارا کو اس کے وجود سے محبت تھی...

اس کی روح سے محبت تھی...

اور روح کے رشتے ملاقات کے محتاج نہیں ہوتے...

ان کا اس دنیا میں ہونا یا نہ ہونا...

یہ ضروری نہیں ہوتا...

ہاشم کو لگا تھا کہ یہ کتابی باتیں ہیں لیکن آج اس نے جان لیا تھا...

اصل معنوں میں محبت کیا ہوتی ہے...

''لالی! اٹھو گھر چلتے ہیں... تمہاری طبیعت ٹھیک نہیں ہے...''

لالی نے پہلے ایک نظر اپنی ماں کی قبر پر ڈالی پھر اردگرد کے باغ کو دیکھا اور پھر ہاشم کی طرف...

اور پھر اثبات میں سر ہلایا...

پھر مسکرانے لگی...

''ہاشم!!!! میری ماں نے مجھے اکیلے نہیں چھوڑا... میری ماں نے مجھے یاد رکھا...''

لالی بہت مطمئن نظر آ رہی تھی...

اور پھر ہاشم کے ساتھ گھر کی طرف روانہ ہوئی...

تھوڑے فاصلے پر جا کر پیچھے کی طرف مڑی...

''میں آپ سے ضرور ملنے آ کروں گی امی!!!

میں لائبریری کے آخری شیلف ضرور آیا کروں گی...''

لالی اپنی ماں کی ڈائری لے گھر کی طرف روانہ ہوئی...

◈.....◈.....◈

''السلام علیکم مس فریال...

ایک لڑکی لائبریری کے اندر داخل ہوئی...

''وعلیکم السلام...''

فریال اس لڑکی کو دیکھ رہی تھی...

جو ہر روز یہاں آ کر لائبریری کے آخری شیلف میں بیٹھ کر پڑھتی تھی...

لالی کو اس میں اپنا عکس نظر آتا تھا...

وہ اسے دیکھ کر مسکرانے لگی...

تھوڑی دیر بعد...

ایک دوسری سٹوڈنٹ آئی...

''السلام علیکم مس فریال...''

''وعلیکم السلام... جی بچے... آج ہمارے کالج میں ایک سائیکالوجسٹ آرہے ہیں...''

وہ لائبریری میں بیٹھ کر بچوں کے ساتھ کچھ ڈسکشن کریں گے...

اس لیے پرنسپل کہہ رہے ہیں کہ آپ لائبریری میں ان کے آنے کی تیاری کریں...

''جی اچھا...''

فریال نے جواب دیا...

فریال نے لائبریری کی صفائی کروائی...

کتابوں کو ترتیب میں رکھا...

وہاں پڑی ہوئی کرسیوں کو بھی سیٹ کیا...

پھر تھوڑی دیر بعد...

ایک دراز قد شخص...

جو درمیانی عمر کا تھا...

اس کی آنکھیں اور بال گہرے سیاہ رنگ کے تھے...

وہ ہاتھ میں ایک گھڑی پہنے ہوئے تھا...

وہ جب اندر داخل ہوا تو وہ فریال کی طرف مڑا اور کہنے لگا...

''السلام علیکم...

میرا نام شہریار ہے...

فریال نے شہریار کی جو خصوصیات اپنی ماں کی ڈائری میں پڑھی تھیں...

ان ساری خصوصیات پر وہ پورا اتر رہا تھا...

فریال اسے حیرانی سے دیکھ رہی تھی...
شہریار نے جیسے فریال کے آنکھوں کو دیکھا...
اس کو وہ آنکھیں یاد آئیں... بھورے رنگ کی آنکھیں... وہ آنکھوں کو کیسے بھول سکتا تھا؟
"سارا..."
شہریار کے منہ سے بے اختیار نکلا...
نو سر...
میرا نام فریال ہے... فریال بتول...
"نائس ٹو میٹ یو... مس فریال...
ایم سوری...
مجھے لگا کوئی اور ہے...
فریال کو پتہ چل گیا تھا کہ یہ وہی شہریار ہے...
سارے سیشن میں شہریار مسلسل فریال کی طرف دیکھ رہا تھا...
اور فریال بھی بار بار اس شخص کو دیکھ رہی تھی جو اس کی ماں کی محبت تھا...
سیشن ختم ہونے کے بعد شہریار فریال کے قریب آیا...
پھر کہنے لگا...
کیا ہم تھوڑی دیر بات کر سکتے ہیں؟؟؟
کیوں نہیں ضرور...
فریال نے جواب دیا...
وہ دونوں لائبریری میں بیٹھ گئے...
سارے سٹوڈنٹس جا چکے تھے...
شہریار کے بات شروع کرنے سے پہلے ہی لالی نے کہا...

مجھے پتہ ہے آپ مجھ سے کیا پوچھنا چاہتے ہیں...
شہریار نے سوالیہ نظروں سے دیکھا...
میں سارا بتول کی بیٹی ہوں...
فریال بتول...
ان کی ڈائری میں کافی ذکر ہے آپ کا...
شہریار کی آنکھوں میں آنسو آ گئے...
وہ کچھ بول نہیں پایا تھا...
فریال شہریار کی آنکھوں میں آنسو دیکھ کر بہت مشکل سے خود کو قابو پا رہی تھی...
اس کا دل کیا کہ وہ شہریار کو گلے لگا کر روئے...
وہ شخص جو ماہر سائیکالوجسٹ کے نام سے مشہور ہے...
وہ اتنا ہار چکا ہے...
تھوڑی دیر بعد شہریار کہنے لگا...
میں ایک سال میں دو تین بار ضرور لالی لائبریری جاتا ہوں... وہاں کی صفائی کر آتا ہوں...
کیوں کہ سارا کی دوست سعیدہ نے مجھے کہا تھا...
کہ ایک دن اس کی بیٹی اسے یہاں ڈھونڈنے آئے گی...
میں نے اسے صرف ایک سرخ پھول دیا تھا...
جو اس نے مرتے دم تک سنبھال کر رکھا...
آج اس کی قبر کے سامنے سرخ پھولوں کا ایک باغ ہے...
اس باغ کا ہر پھول ''محبت کا پھول'' ہے...
اس باغ میں جتنے پھول ہیں وہ بھی میری محبت کے ثبوت کے لیے کم ہیں...
میں جب بھی لالی لائبریری جاتا ہوں سرخ پھولوں کا ایک پودا ضرور لگا کر آتا ہوں اور وہ اب

ایک باغ بن گیا ہے...

میں نے جتنی خاموشی میں اسے چاہا تھا...

وہ اتنی ہی خاموشی میں مجھ سے بچھڑ گئی...

اس نے میرے ان خطوط کو پڑھا بھی نہیں جو میں نے اس کے نام پر لکھے تھے...

شہریار بولتا رہا اور بے اختیار آنسو اس کی آنکھوں سے بہہ رہے تھے...

وہ اب تھک چکا تھا...

اسے زندگی بوجھ کی طرح لگ رہی تھی...

اور اس دن لالی کو احساس ہوا تھا...

کہ حمید نے شہریار کو سزا میں زندگی کیوں دی؟

کسی اپنے کو کھونے سے زیادہ آسان مرنا ہوتا ہے...

◈.....◈.....◈

چند سال بعد....

وہی گاؤں...

وہی نہر...

وہی ڈھلتا سورج...

مگر اس بار لالی اپنی ماں کی جگہ پر بیٹھی تھی...

تمہیں پتہ ہے سارا...

مجھے لائبریری کا آخری شیلف کیوں پسند ہے؟

مجھے سرخ رنگ کے پھول کیوں پسند ہیں؟؟؟

معصوم سی سارا پوچھنے لگی

کیوں امی؟؟؟

لالی مسکرائی...

کیونکہ وہاں یادیں ہوتی ہیں.....

اس دنیا میں کوئی انسان بھی آزاد نہیں ہے..

ہر انسان کا اپنا قید خانہ ہے..

(کچھ مکانات کی چار دیواری میں قید ہیں..

یعنی سارا...

اور کچھ یادوں کی چار دیواری میں قید ہیں...

یعنی فریال...)

❁ ❁

ختم شد